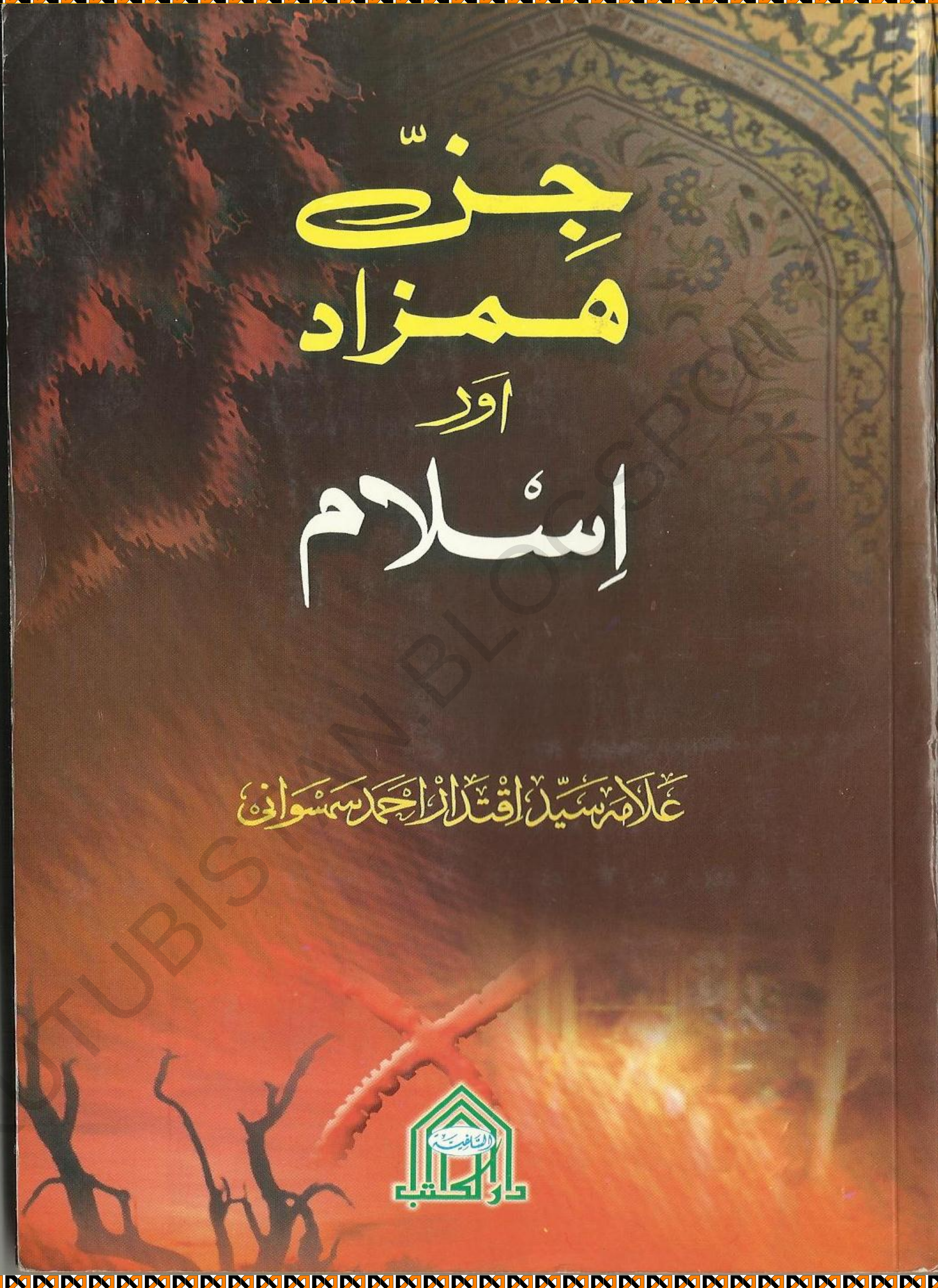

جنّ ہمزاد اور اسلام

علامہ سیّد اقتدار احمد سہسوانی

دار الکتب السلفیۃ

جنّ ہمزاد اور اسلام

علامہ سیّد اقتدار احمد سہسوانی

سابق پروفیسر علیگڑھ

ناشر
مکتبۃ الدّعوۃ
4 شیش محل روڈ، لاہور 54000

واحد تقسیم کار
دار الکتب السّلفیّۃ
4 شیش محل روڈ، لاہور 54000
Ph.: 042-7237184, 7230271

جمیع الحقوق محفوظۃ

نام کتاب ---------- جنّ ہمزاد اور اسلام
تالیف ---------- علامہ سید اقتدار احمد سمنوانی
طابع ---------- ابو عثمان
مطبع ---------- موٹروے پرنٹرز
طبع اوّل ---------- جنوری 2005ء
تعداد ---------- 1100
قیمت ---------- -/60 روپے

اسٹاکسٹ

دار الکتب السلفیّۃ ○ شیش محل روڈ ○ لاہور
Ph.: 0092-042-7237184
7230271- 7213032

مکتبہ اسلامیہ
غزنی سٹریٹ' اردو بازار' لاہور
Ph.: 0092-042-7244973

مکتبہ محمّدیّہ چک 109/7.R۔ چیچہ وطنی ○ ضلع ساہیوال

ملنے کے پتے

اردو بازار لاہور
دار الفرقان' الفضل مارکیٹ' اردو بازار' لاہور فون 042-7231602 ۞ حذیفہ اکیڈمی' الفضل مارکیٹ
نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ فون: 7321865 ۞ محمدی پبلشنگ ہاؤس' الفضل مارکیٹ'
اسلامی اکیڈمی الفضل مارکیٹ فون نمبر: 7357587 ۞ مکتبہ قدوسیہ رحمٰن مارکیٹ۔ غزنی سٹریٹ۔

فیصل آباد
مکتبہ اسلامیہ۔ بیرون امین پور بازار بالمقابل شیل پٹرول پمپ ۞ رحمانیہ دار الکتب' امین پور بازار
مکتبہ اہل حدیث، بالمقابل مرکز جامع مسجد اہل حدیث امین پور بازار ۞ ملک سنز۔ کارخانہ بازار

گوجرانوالہ
والی کتاب گھر اُردو بازار 233089 ۞ مدینہ کتاب گھر اُردو بازار ۞ مکتبہ نعمانیہ' اردو بازار

ملتان
فاروقی کتب خانہ بیرون بوہر گیٹ 541809 ۞ مکتبہ دار السلام کنگھیا نوالی مسجد تھانہ بوہر گیٹ 541229

اوکاڑہ
مکتبہ تفہیم السنہ شیر ربانی ٹاؤن۔ غازی روڈ 528621

چیچہ وطنی
اسلامی کتب خانہ' ڈاکخانہ بازار' نزد پانی والی ٹینکی چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

فہرست عنوان

فہرست

(1) تعارف 11

(2) پیش گفت 32

(3) مولانا بشیر شہیدؒ 47

(4) ترجمۃ المصنف 68

(5) سبب تالیف 87

(6) جن 15

(7) تخلیق جنات 16

(8) تخلیق جنات کے متعلق اقوال مفسرین 18

(9) شیطان کی اولاد و ذریات 19

(10) اقسام جنات 24

(11) جنات کی غذائیں اور خواہشیں 26

(12) جنات اور اسلام 28

(13) جنات میں مومنین اور کفار 31

(14) شیاطین جن و انس 32

(15) جنات کی صورتیں اور اوصاف 35

(16) روح 36

(17) اسلام میں جنات کی صورتیں اور ان کی قدرت تبدیلی صور 42

(18) میرا ایک جن کو دیکھنا 47

(19) کثرت جنات 49

(20) جن اور کالے کتے 50

(21) جنات اور سانپ 52

(22) سانپوں کی باتیں 54
(23) دریا میں جنات 59
(24) شہابہ 60
(25) بگولہ یا زوبعہ 61
(26) کسی آدمی پر جن یا بھوت کا آنا 62
(27) جنات کا انسانوں کے جسم میں داخل ہونا 67
(28) دو عجیب واقعے 69
(29) مجنون 71
(30) جن وانس کے اختلاط کی حیرت انگیز باتیں 73
(31) علاج واحراق جن 76
(32) جنات کا جل جانا 83
(33) جنوں کو موت 86
(34) جنات اور شرک 87
(35) پرستش جنات 89
(36) جنات اور بت پرستی 90
(37) جنات اور قبریں 98
(38) جنات اور سحر 101
(39) جنات اور شاعری 106
(40) جنات اور راگ 109
(41) جنات اور تناسخ 109
(42) قرین یا ہمزاد 111
(43) مقرون 115
(44) کاہن اور بھگت 116
(45) جلوہ روح 120
(46) موکل وہاتف 121

(47) دست غیب ____ 122
(48) رجال الغیب ____ 124
(49) ہمزاد تابع ہونا ____ 125
(50) عاملین ہمزاد ____ 127
(51) انسان کی موت کے بعد قرین کہاں رہتا ہے ____ 127
(52) ختم غیر مختتم ____ 128
(53) جن و آسیب کا اتارنا ____ 130
(54) جادو اتارنے کا طریقہ ____ 133
(55) نظر بد کے لئے دعا ____ 133
(56) دیوانگی کا علاج ____ 134
(57) بچھو اور سانپ کے کاٹے کا علاج ____ 134
(58) بے ہوشی کا علاج ____ 135
(59) ہمزاد تابع کرنے کے ناجائز طریقے ____ 136

تعارف

اس کتاب میں بتایا گیا ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں جن ہمزاد، روح اور شیاطین کی حقیقت کیا ہے؟

ان کے نام، ان کی غذائیں، عمریں اور موت وحیات پر بھی خاطر خواہ بحث کی گئی ہے۔

جنوں کی دل چسپ حکایات اور واقعات بھی درج ہیں اور جن وہمزاد کے تابع ہونے کی حقیقت کیا ہے؟

نیز آخر میں جن، جادو اور نظر کے اثرات کو دور کرنے کے مسنون طریقے بھی درج کئے گئے ہیں۔

الغرض ایسے موضوع پر یہ پہلی کتاب ہے جو اردو زبان میں شائع کی گئی ہے۔

ناشر

بسم الله الرحمن الرحیم

پیش گفت

الحمد لله وحده والصلوة والسلام علی من لا نبی بعده اما بعد.

میں زمانہ ابتدائے شعور میں بعض عاملین وفقراء کے پاس آسیب زدہ ومحسور کے علاج وغیرہ دیکھتا رہا۔ اس لئے مجھے اعمال ووظائف جن وہمزاد کے متعلق گہری دلچسپی پیدا ہوگئی۔ طالب علمی کے زمانہ میں حصول تعلیم کے ساتھ ساتھ اس کی جستجو بھی رہی۔

اس سلسلہ میں مجھے بہت سے عاملین سے ملنے کا اتفاق ہوا جن میں زیادہ تر جادوگر تھے۔ چونکہ جادو سیکھنے سے ایمان خارج ہوجاتا ہے۔ اس لئے میں یہ جرأت نہ کرسکا۔ البتہ روحانی اعمال ووظائف کے حصول کی خاطر برسوں عاملین کی خدمت کی۔ لیکن مجھے کہیں سے خاطر خواہ فائدہ نہ ہوا۔ اور یہ شوق بھی کم نہ ہوسکا۔ کتب اعمال ووظائف کے سہارے سے از خود عمل کرتے کوشش کی۔ لیکن استاد کے بغیر کچھ حاصل نہ ہوسکا۔

جب میں ۱۹۵۵ء میں کراچی آیا۔ تو میری ملاقات ایک جید عالم مولانا سید اقتدار احمد سہسوانیؒ سے ہوئی ان کے پاس بھی اس قسم کے مریضوں کی آمد ورفت دیکھی اور بعض مریضوں کو بحکم خدا اچھا ہوتا دیکھا تو میں نے سید صاحب موصوف سے جن وہمزاد کے بارے میں معلومات حاصل کرنا شروع کردیں جس کے نتیجہ میں میرا یہ عقیدہ قوی ہوگیا کہ ’’انسان پر آسیب کا اثر ضرور ہوتا ہے۔‘‘

اس دوران میں سید صاحب سے میں نے درخواست کی کہ ’’آپ قرآن وحدیث اور آثار صحیحہ کی روشنی میں اس موضوع پر کتاب تصنیف فرمائیں۔‘‘

الحمدللہ کہ میری درخواست کو شرف قبولیت بخش کر آپ نے زیر نظر کتاب ’’جن، ہمزاد اور اسلام‘‘ تصنیف فرمائی۔

محترم مصنف نے بعض واقعات جو اشارۃً بیان فرمائے ہیں، ان پر میں نے حاشیہ کے تحت

تفصیلی معلومات مہیا کر دی ہیں۔ جو زیادہ تر تفسیر ابن کثیر۔ اعظم التفاسیر اور دیگر معتبر کتب سے مدد لی گئی ہے۔

اعظم التفاسیر۔ عربی، فارسی اور اردو تفاسیر کا خلاصہ ہے، جو مولانا عبدالرحیم صاحب مسجد چینیانوالی لاہور نے محنت شاقہ سے اس تفسیر کو مرتب فرمایا۔ لہٰذا یہ کتاب علماۂ موحدین کے نزدیک نہایت معتبر اور قابل اعتماد ہے۔

قارئین کرام کی دلچسپی کے لئے میں نے محترم سید اقتدار احمد صاحبؒ کے مختصر حالات بعنوان ''ترجمۃ المصنف'' قلم بند کر دیئے ہیں تا کہ آپ مصنف کی شخصیت سے متعارف ہو سکیں۔

ابو محمد

ترجمۃ المصنف

نام ونسب:

نام اقتدار احمد بن سید آل محمد شاہ بن سید نذیر احمد شاہ الخ یہ سلسلہ نسب بواسطہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا چوالیس پشتوں کے بعد رسول اللہ ﷺ سے جاملتا ہے۔ یکم محرم ۱۲۸۴ ہجری بروز ہفتہ بمقام سہسوان ضلع بدیواں (ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔ سید آل محمد شاہ سہسوان کے بڑے زمینداروں اور روسا میں سے تھے۔ اساتذہ کرام کو گھر پر ملازم رکھ کر مولانا کو ابتدائی تعلیم دلوائی اور بعد میں جن اساتذہ کرام کے سامنے مختلف مقامات پر زانوے تلمذ طے کیا ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:

(۱) مولانا افتخار حسین صاحب سہوانی
(۲) مولانا عزیز احمد صاحب سہسوانی
(۳) مولانا امیر حسن صاحب سہسوانی
(۴) مولانا کفایت اللہ صاحب شاہجہاں پوری
(۵) مولانا خوشحال خاں صاحب پشاوری
(۶) مولانا حکیم سید اعجاز احمد صاحب سہسوانی
(۷) مولانا حکیم سید محمود عالم صاحب سہسوانی
(۸) شمس العلماء مولانا ڈپٹی نذیر احمد صاحب دہلوی
(۹) مولانا عبدالرحمٰن صاحب پنجابی دہلی
(۱۰) مولانا محمد طیب صاحب مکی پرنسپل مدرسہ عالیہ رامپور
(۱۱) مولانا محمد حسین صاحب مصنف آبحیات
(۱۲) مولانا عبداللہ صاحب ٹونکی لاہور
(۱۳) مولانا سید محمد بشیر صاحب سہسوانی بمقام دہلی

یہ ہے مختصر فہرست مولانا کے اساتذہ کرام کی جن سے آپ کو شرف تلمذ حاصل ہوا۔ اور تمام علوم عقلیہ ونقلیہ، ادب، منطق، فلسفہ، تفسیر، اصول تفسیر، حدیث، اصول حدیث اور فقہ میں مہارت تامہ حاصل کر کے سندات حاصل کیں۔ اور یہ اس بات کی بین دلیل ہے کہ علوم اسلامیہ وغیرہ میں آپ کو نہایت بلند مقام حاصل ہے۔

تصانیف:

مولانا نے مختلف عنوانات کے ماتحت مختلف مضامین قلم بند فرمائے ہیں۔ جو اکثر ''الارشاد

جدید'' کراچی اور دیگر رسالوں وغیرہ میں وقتاً فوقتاً چھپتے رہے اس کے علاوہ آپ نے مستقل کتب بھی تصنیف فرمائیں ہیں۔ جیسا کہ زیر نظر کتاب

(۱) جن ہمزاد اور اسلام اس کے علاوہ
(۲) ازالۃ الحیرۃ فی صرف ابی ہریرہؓ
(۳) ملہم تاریخ
(۴) الاجماع
(۵) صلوۃ الرسولؐ
(۶) صیام الرسولؐ
(۷) اثبات الصلوٰۃ
(۸) اوقات الصلوٰۃ
(۹) آیات القرآن
(۱۰) عقائد اسلامیہ مع دلائل عقلیہ
(۱۱) حکومت الٰہیہ
(۱۲) سوانح ائمہ و اولیاء
(۱۳) آیات محکمات
(۱۴) تاریخ وہابیہ
(۱۵) علامہ موسیٰ جاء اللہ بن فاطمہ کی کتاب ''الوشیعہ فی نقد عقائد الشیعہ'' عربی کا اردو ترجمہ

درس وتدرس:

اولاً حمیدیہ لائبریری ریاست بھوپال میں کتب السنہ شرقیہ کو مدون کیا۔ ۱۹۳۱ء میں مسلم یونیورسٹی ہائی اسکول علی گڑھ میں بحیثیت مولوی اٹھارہ برس تک تعلیم دی۔ ۱۹۴۹ء میں کراچی آ کر سنٹرل گورنمنٹ فارویمن کالج کراچی میں لیکچرار اسلامیات پر فائز ہو کر سولہ برس تک تعلیم دی۔

اعمال ووظائف:

مولانا کو بچپن ہی سے اعمال ووظائف کا شوق تھا۔ اعمال کی کتابوں سے استفادہ کر کے بزرگوں کی صحبت سے فیض یاب ہو کر تجربے شروع کر دیئے اور آسیب زدوں کا علاج کرنے لگے۔ قیام علی گڑھ میں کافی شہرت حاصل کر لی۔ پاکستان میں آ کر بھی چند مریضوں کا علاج کیا جنات کے حالات اور معالجات میں وسیع تجربے کے مالک ہیں اور جن وہمزاد کے متعلق مولانا کی معلومالت کا اندازہ کتاب ہذا کے مطالعہ سے ہو سکتا ہے۔

اولاد:

آپ کی شادی مولانا سید جمیل احمد صاحب سہسوانی کی دختر سے ہوئی۔ جس سے آپ کے

چھ لڑکے اور تین لڑکیاں ہوئے۔ جن میں سے سید ثروت کمال نقوی اسلامیہ کالج کراچی میں اسلامیات کے پروفیسر اور ہائی کورٹ کے ایڈوکیٹ ہیں اور باقی لڑکے بھی معزز عہدوں پر فائز ہیں۔

مسلک:

آپ کا مسلک اہل حدیث سلف صالحین کے طریق پر ہے۔ قرآن و حدیث کی اتباع کرتے اور اسی کی اشاعت کرتے رہے۔

ہر قومہ بالا حالات، کتب تواریخ متعلقہ امروہہ و کتب انساب سادات امرویہ میں متفرق طور پر موجود ہیں۔ لیکن راقم الحروف نے جو کچھ لکھا ہے وہ نخبۃ التواریخ مولفہ مولانا آل حسن بخشی امروہی اور صاحب ترجمہ کے برادر معظم اب والعلی مولانا سید نظر احمد صاحب سہسوانی؁ کی کتاب ''خزینۃ الانساب'' سے لکھے ہیں۔ اس کے علاوہ مولانا کے حالات مندرجہ ذیل کتب میں بھی موجود ہیں۔

(۱) بسلسلہ علماء (الف) حیات العلماء (ب) تراجم علماء حدیث ہند۔

(۲) بسلسلہ اطباء ''رموز الاطباء'' ج ۲ (۳) بسلسلہ شعراء ''خم خانہ جاوید''

وفات:

کتاب ہذا کا پہلا ایڈیشن ابھی زیر طبع تھا کہ علامہ موصوف بتاریخ ۱۸ ستمبر ۱۹۶۶ء کی شب کو ۱۰ بج کر ۴۰ منٹ پر انتقال فرما گے انا للہ وانا الیہ راجعون.

(حافظ قاری) ابو محمد سلطان احمد عفی عنہ

سبب تالیف

از مصنف

جنات اور ہمزاد کے بارے میں بہت سے لوگوں سے گفتگو ہوئی اور انہیں مختلف الخیال پایا۔ بعض تو ان کے وجود کے ہی منکر ہیں۔ بعض انہیں ایک جنگلی مخلوق مانتے ہیں۔ اور بعض ان کے وجود کے قائل ہونے کے ساتھ ساتھ اس بات کو بھی مانتے اور صحیح سمجھتے ہیں کہ جن و ہمزاد انسانوں پر آتے اور ستاتے ہیں۔ اپنے زمانہ میں جب کہ میں اپنی لڑکی کے ہاں انسپکشن بنگلہ سی او ڈی ہلس کراچی ۱۲ میں بطور مہمان چند روز مقیم تھا۔ تو قاری ابو محمد سلطان احمد میانوالی سے اس موضوع پر گفتگو ہوئی۔ اور ساتھ ہی ان کی یہ خواہش ہوئی کہ میں اسلامی نقطہ نظر سے جن و ہمزاد کے متعلق لکھوں۔ قاری صاحب سے گفتگو کا ماحصل یہ ہے کہ

(۱) از روئے قرآن وحدیث جن و ہمزاد کا وجود ہے یا نہیں؟

(۲) ہے تو کب سے ہے؟

(۳) ان میں میں تولد وتناسل کا سلسلہ ہوا ہے؟

(۴) ان کی اولاد و ذریات؟

(۵) جن و ہمزاد میں کیا فرق ہے؟

(۶) انسانوں پر جنوں کا آنا جو مشہور ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

(۷) جن اور ہمزاد کا انسانوں کے تابع ہونا جو مشہور ہے اس کی حقیقت بھی ہے یا نہیں؟

(۸) جنات کا دور دراز سے چیزیں لانا اور لے جانا ممکن ہے یا نہیں؟

(۹) جنات کا غیب کی خبریں بتانا ثابت ہے یا نہیں؟

اسی طرح اور بہت سے سوالات قاری صاحب نے کئے اور کہا کہ "ان تمام سوالات کے جوابات شرعی نقطہ نظر یعنی قرآن وحدیث اور وما وافق بہا روایات وحکایت سے تحریر کیا جائے۔

چنانچہ میں نے حتی الامکان قاری صاحب کے جملہ سوالات اور ان کے علاوہ عنوانات کے

تحت اپنی ناچیز معلومات۔ تجربات اور مشاہدات کو پیش کر دیا ہے۔ سب کو معلوم ہے کہ میرے پاس اس وقت کتب خانہ موجود نہیں۔ جو ذاتی کتب خانہ تھا وہ تقسیم ملک کے وقت ہندوستان (علی گڑھ) میں ہی رہ گیا تاہم اپنے قلمی بیاض اور قرآن مجید کی معتبر تفسیر ابن کثیر۔ کتب احادیث صحاح ستہ اور کہیں اپنی یادداشت کی مدد سے یہ چند صفحات مرتب کر دیئے ہیں۔

اب قارئین خصوصاً علماء موحدین اہل سنت والجماعت ہی فیصلہ فرمائیں گے کہ میں اپنی کوشش میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں۔

آخر میں قاری صاحب کا بھی ممنون ہوں کہ آپ نے میری اس ناچیز تصنیف کے اکثر مقامات پر ذیلی حاشیہ لکھ کر عام فہم اور ہر شخص کے لئے یکساں مفید بنا دیا ہے۔

سید اقتدار احمد سہسوانی (کراچی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدهٗ ونصلی ونسلم علی رسوله النبی الکریم ط

جن

جن و جنہ، یہ دو لفظ ہیں۔ ان کے معنی لغات ① میں ایک مخلوق ضد الانس، دیو، پریاں، شیطان اور ہر وہ چیز جو پوشیدہ ہو اور لفظ جن اسمِ جمع ہے اور جنی، جن کا مفرد اور جنہ مؤنث ہے۔ جان اسم فاعل اور جنان جمع ہے۔ قرآن مجید میں مندرجہ ذیل الفاظ آئے ہیں

نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ. (الجن: ۱)

مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاس. (الناس)

وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ. (الحجر: ۲۷)

اور جان ایک قسم کے سفید سانپ ② کو بھی کہتے ہیں جیسا کہ قرآن عزیز میں ہے: كَاَنَّهَا جَآنٌّ. (نمل: ۹)

بعض لوگ غلطی سے اجنہ کو جن کی جمع سمجھ کر بولتے اور لکھتے ہیں۔ حالانکہ اجنہ جنین کی جمع ہے جس کے معنی وہ بچہ جو پیٹ کے اندر ہو جیسا کہ قرآن کریم میں ہے ﴿اِذَا اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ﴾. (النجم: ۳۲)

کہ اردو دان حضرات جن کو بمعنی واحد اور جنات کو بطور جمع بولتے ہیں۔ غرض کہ جن ایک مخلوق ہے عربی زبان میں ان کے لئے الفاظ ذیل بھی آتے ہیں: شیطان، شیطانہ، قرین، قرینہ، عفریت، تابع، تابعہ، زوبعہ، زوابعہ، ام زوبعہ، زتح، ظل، ہاتف، غول، جبت، طاغوت، خناس، خبیث وغیرہ

اور اردو زبان میں عربی، فارسی، سنسکرت کے الفاظ مانند دیو، آسیب، پری، بھوت، راکس، مسان، کناس، پلید اور ہوا وغیرہ بولے جاتے ہیں۔

---

① مصباح اللغات مطبوعہ مکتبہ برہان دہلی صفحہ ۹۹ کالم ۲۔

② ایضاً

تخلیق جنات

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی اور ان سے پہلے جنات کو آگ سے پیدا کیا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۝ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ.﴾ (الرحمن: س ۵۵، آیت ۱۴-۱۵) ”اسی نے انسان کو ایسی مٹی سے جو ٹھیکرے کی طرح بجتی ہے پیدا کیا اور جنات کو خالص آگ سے پیدا کیا۔“

دوسری جگہ ہے: ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ۝ (الحجر: س ۱۵ آیت ۲۶-۲۷) ”اور ہم نے انسان کو بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی بنی تھی پیدا کیا، اور جن کو اس کے قبل آگ سے کہ وہ ایک گرم ہوا تھی پیدا کر چکے تھے۔

دوسری آیت شریفہ میں لفظ مِنْ قَبْلُ سے ثابت ہوا کہ جنات انسانوں سے پہلے پیدا کئے گئے تھے اور یہ جن زمین پر آباد تھے اور ان کی بادشاہت تھی اکثر مفسرین کا قول ہے کہ تخلیق آدم علیہ السلام سے دو ہزار برس قبل جنات کی تخلیق ہوئی تھی۔

ایک اثر غریب ① میں ہے کہ جب جنات میں سرکشی ونافرمانی بڑھ گئی تو انھیں اللہ تعالیٰ نے جلا دیا پھر دوبارہ جنات کو پیدا کیا پھر نافرمانی کی وجہ سے انھیں بھی جلا دیا پھر تیسری مرتبہ جنات کو پیدا کیا پھر نافرمانی کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔

بعض مفسرین کا قول ہے کہ جن ایک قبیلہ کا نام تھا اس قبیلے والے جن کہلاتے تھے بعض نے کہا ہے کہ ابلیس جنت کا خازن تھا۔ یہ جنت کی نسبت سے جن کہلایا پھر اس کی اولاد و ذریات بھی جن کہلائی۔

ان اقوال میں پہلا قول زیادہ درست معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے عزازیل کی نسبت فرمایا ہے: ﴿كَانَ مِنَ الْجِنِّ.﴾ (الکہف: س ۱۸ آیت ۵۰) یعنی وہ جنوں میں

---

① اثر غریب صحابی رضی اللہ عنہ کے اس صحیح قول یا فعل کو کہا جاتا ہے کہ جس کی روایت میں کسی جگہ ایک راوی ہو۔

سے تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ ابلیس کے سوا اور بھی جن تھے، جس کی دلیل لفظ من ہے۔

تاریخ القدس میں حضرت وہب بن منبہؒ سے روایت لائے ہیں کہ۔

خَلَقَ اللّٰہُ نَار السَّمُوْمِ وَهِیَ دُخَانٌ لَّا حَرَّ لَهَا وَلَا دُخَانَ ثُمَّ خَلَقَ اللّٰہُ مِنهَا الْجَآنَّ فَذَالِکَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی "وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ" قَالَ وَخَلَقَ اللّٰہُ خَلْقًا عَظِیْمًا وَّسَمَّاهُ مَارِجًا.

وَخَلَقَ مِنْهُ زَوْجَتَهٗ وَسَمَّا هَا مَرْجَهُ تَوَلَّدَتِ الْجَآنَّ وُلِدَ وَلَدٌ فَسَمَّاهُ الْجِنَّ فَمِنْهُ تَفَرَّعَتْ قَبَائِلُ الْجِنِّ.

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے نار سموم کو پیدا کیا اور وہ دخان تھا جس میں نہ گرمی تھی اور نہ دھواں پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے جان پیدا کیا یہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ﴿وَالْجَآنَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السُّمُوْمِ﴾ (الحجر: ۲۷)'' اور جن کو اس کے قبل آگ سے کہ وہ ایک گرم ہوا تھی پیدا کر چکے تھے اور اللہ تعالیٰ نے بڑی مخلوق پیدا کی اس کا نام مارج رکھا اور اس سے اس کی زوجہ کو پیدا کیا اس کا نام جن مارجہ رکھا۔ اس نے جان کو جنا، اور جان کے بیٹا ہوا اس کا نام جن رکھا۔ اسی سے جنوں کے قبیلے پیدا ہوئے۔

دوسری روایت میں ہے کہ:

وَکَانَ یَلِدُ مِنَ الْجَآنَّ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰی وَمِنَ الْجِنَّ کَذٰلِکَ تُوْاَمَیْنِ فَصَارُوَا سُبعِیْنَ اَلفَا تَوَالَدُوْا حَتّٰی بَلغُوآ اَعْدَادَ الرَّمْلِ فَتَزَوَّجَ ابلیسُ امْرَاَۃً مِنْ وُّلْدِ الْجَآنَّ فَکَثُرَاوْلَادُهٗ وَانْتشِروْا حَتّٰی امْتَلاءَ الْاَقْطَارُ ثُمَّ اَسْکَنَ اللّٰہُ الْجَآنَّ فِی الْھَوَآءِ وَاِبْلِیْسَ وَ اَوْلَادُهٗ فِی السَّمَاءِ الدُّنْیَا.

ترجمہ: ''جان کے نر اور مادہ پیدا ہوئے تھے اور اسی طرح جن کے دو بچے ساتھ ساتھ پھر وہ ستر ہزار ہو گئے یہاں تک کہ ریت کے ذروں کے برابر ہو گئے پھر ابلیس نے اولاد جان میں سے ایک عورت کو بیوی بنا لیا۔ اور اس کی اولاد بہت زیادہ ہو کر اطراف

میں پھیل گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جان کو ہوا میں اور ابلیس اور اس کی اولاد کو آسمان دنیا میں ٹھہرایا۔"

صاحب حیوۃ الحیوان نے لکھا ہے کہ

اِعْلَمْ اَنَّ الْمَشْهُوْرَ اَنَّ جَمِيْعَ الْجِنِّ مِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْلِيْسَ وَ فِی الْحَدِيْثِ لَمَّآ ارادَ اللّٰهُ اَنْ يَّخْلُقَ لِاِ بْلِيْسَ نَسْلًا وَّ زَوْجَتَهٗ اَلْقٰی عَلَيْهِ الْغَضَبَ فَطَرَتْ مِنْهُ شَنطِيَّةٌ مِنَ نَّارٍ فَخَلَقَ مِنْهَا امْرَاَتَهٗ.

مشہور یہ ہے کہ تمام جن ابلیس کی ذریت سے ہیں اور حدیث میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس کی نسل اور زوجہ کو پیدا کرنے کا قصد کیا تو اس پر غصہ ڈالا اس میں سے چنگاری نکلی اس چنگاری سے اس کی زوجہ کو پیدا کیا۔

نیز لکھا ہے کہ۔

اَمَّا اِبْلِيْسُ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی خَلَقَ فِیْ فَخْذِهٖ الْيُمْنٰی ذَكَرًا وَّ فِی الْيُسْرٰی فَرْجًا فَهُوَ يَنْكِحُ و هٰذَا فَيُخْرُجُ لَهٗ كُلَّ يَوْمٍ عَشْرُ بَيْضَاتٍ يَّخْرُجُ مِنْ كُلِّ بَيْضَةٍ سَبْعُوْنَ شَيْطَانًا وَّشَيْطَنَةٌ.

"اللہ تعالیٰ نے ابلیس کی داہنی ران میں ذکر اور بائیں ران میں فرج پیدا کی وہ ان سے جماع کرتا ہے تو روزانہ دس انڈے پیدا ہوتے ہیں اور ہر انڈے سے ستر شیطان و شیطانہ پیدا ہوتی ہیں۔"

تخلیق جنات کے متعلق اقوال مفسرین

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابلیس فرشتوں کے ایک قبیلہ میں سے تھا جنہیں جن کہتے ہیں جو آگ کے شعلوں سے پیدا ہوئے تھے۔ اس ابلیس کا نام حارث تھا اور جنت کا خازن تھا۔ اس قبیلہ کے سوا اور سب فرشتے نوری تھے۔ زمین پر پہلے جن بستے تھے۔ جب انھوں نے سرکشی و نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو فرشتوں کا لشکر دے کر بھیجا تو ابلیس نے ان

سب جنات کو لڑ کر اور مار کر مختلف جزیروں اور پہاڑوں کے دامنوں میں بھیج دیا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ایک دوسرا قول یہ ہے کہ ابلیس نافرمانی سے پیشتر فرشتوں میں سے تھا عزازیل اس کا نام تھا زمین پر اس کی سکونت تھی۔ جنت کا خازن تھا اس کے چار پر تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جنت کی نسبت سے یہ جن کہلایا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ ابلیس زمین کا ساکن اور بادشاہ تھا۔ آسمانوں پر آتا جاتا تھا کثرت عبادت کی وجہ سے فرشتوں میں شمار کیا جانے لگا اور آسمان پر رہ پڑا لیکن حسن بصری کہتے ہیں کہ ابلیس کبھی فرشتہ نہ تھا اس کی اصلیت جنات سے ہے اس آخر الذکر قول کی اسناد صحیح معلوم ہوتی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ قرآن مجید سے ایسا ہی ثابت ہوتا ہے کہ ابلیس جنات میں سے تھا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿كَانَ مِنَ الْجِن.﴾ یعنی ”وہ جنوں میں سے تھا۔“ (الکھف: س ۱۸ آیت ۵۰)

بعض کا قول ہے کہ رجیم و راندہ درگاہ ہو کر رحمت خداوندی سے مایوس ہو جانے کے سبب سے اس کا نام ابلیس ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

شیطان کی اولاد و ذریات

حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شیطان کے پانچ بیٹے ہیں جن میں سے ایک کا نام نتر ہے۔ اس کے ذمہ مصیبتوں کا کام ہے، جس سے لوگ واویلا کرتے، کپڑے پھاڑتے، منہ پر طمانچے مارتے، سینہ کوٹتے اور جاہلیت کے سے نوحہ کرتے ہیں۔

دوسرا اعود ہے یہ زنا کا حاکم ہے یعنی لوگوں کو زنا پر ابھارتا، آمادہ کرتا ہے اور زنا کو اچھا کر کے دکھاتا ہے۔ تیسرا مسبوط ہے یہ جھوٹ کا حاکم یعنی لوگوں کو جھوٹ اور جھوٹی خبروں پر ابھارتا ہے چوتھا داسم ہے اس کا کام گھر میں داخل ہو کر گھر والوں کے عیوب ظاہر کر کے غصہ دلاتا ہے، پانچواں زلنبور ہے۔ یہ بازار میں اپنا جھنڈا گاڑتا ہے اور شیطانی کام یعنی بے ایمانی ولڑائی جھگڑا

کراتا ہے۔ ①

مخلد بن حسینؒ کہتے ہیں کہ شیطان ہر اس کام میں کہ جن کی طرف اللہ تعالیٰ بندوں کو بلاتا ہے افراط و تفریط میں مبتلا کرتا ہے اور جو جن کافر و مشرک ہیں اور شیطان کا کام کرتے ہیں وہ اس کی ذریت و عترت میں داخل ہیں۔ علامہ دمیری نے لاقیس، دلہان، ہفاف، ابیض اور مطوس بھی شیطان کے بیٹے بتائے ہیں اور بعض نے شیطان کی بیوی کا نام طرطیہ بتایا ہے۔

---

① اسی طرح کا مضمون قدر وضاحت و اختلاف کیساتھ تفسیر اعظم التفاسیر مطبوعہ نامی پریس دہلی فی ۱۳۱۷ھ صفحہ ۲۳۶ پر تحت آیت ﴿وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰئِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ کَانَ مِنَ الْجِنِّ. فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّہٖ اَفَتَتَّخِذُوْنَہٗ وَذُرِّیَّتَہٗٓ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِیْ وَھُمْ لَکُمْ عَدُوٌّ......﴾

(الکھف: س ۱۸ آیت ۵۰)

”اور جب کہا ہم نے فرشتوں کو سجدہ کرو آدمؑ کو، تو سجدہ میں گر پڑے مگر ابلیس تھا جن کی قسم سے، سو نکل بھاگا اپنے رب کے حکم سے، سو اب تم ٹھہراتے ہو، اس کو اور اس کی اولاد کو رفیق میرے سوا اور وہ تمہارے دشمن ہیں“ مرقوم و مسطور ہے کہ اب یہ بات بھی قابل دریافت ہے کہ کیا جس طرح انسان میں توالد و تناسل جاری ہے اسی طرح شیاطین میں بھی جاری ہے یا نہیں؟﴾

بعض علماء کہتے ہیں کہ ان (شیاطین) میں توالد و تناسل جاری نہیں ہے اور آیت وَذُرِّیَّتَہٗ سے حقیقی ذریت مراد نہیں ہے بلکہ ذریت تابعداروں کے معنی میں ہے اور تابعداروں کو ذریت کہنا مجاز متعارف ہے مگر اکثر علما اس بات کے قائل ہیں کہ در اصل شیطان کی اولاد ہے اور ان کے ہاں بھی اسی طرح توالد و تناسل جاری ہے جس طرح بنی آدم میں۔

چنانچہ تبیان میں لکھا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو اپنے دربار سے نکال دیا تو اس کی بائیں پسلی سے اس کی جورو کو پیدا کیا جو ادھ کے نام سے مشہور ہوئی اور بیابان کی ریت کی مقدار میں اس سے فرزند پیدا ہوئے۔ اس کی اولاد میں ایک مرہ نام کا شیطان ہے اور ایک زلنبور، تیر، اعور، مطروس اور لاقیس اور دلہان آخر الذکر کے دونوں شیطان مسلمانوں کی طہارت و نماز میں وسوسہ انداز ہیں اور زلنبور گلیوں اور

(باقی اگلے صفحہ پر)

سنن بیہقی میں بروایت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمر ہامہ بن ہیم ① بن لاقیس بن ابلیس کی رسول اللہ ﷺ سے ملاقات اور اس کا بہت سے انبیاء علیہم السلام سے ملنا اور ان پر ایمان لانا پھر رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانا مذکور ہے۔

(بقیہ حاشیہ) بازاروں میں گشت لگاتا پھرتا ہے تا کہ لوگوں کے دلوں میں جھوٹ بولنے اور کم تولنے کا وسوسہ ڈالے اور اعور زنا کی راہوں پر مقرر ہے جو ہر وقت لوگوں کو فحش و زنا میں پھنسانے کا جال بچھائے رکھتا ہے۔ شیطان کا ایک فرزند داسم ہے جو کھانے میں اپنی شرکت کرتا ہے مگر اس شخص کے کھانے میں جو کھانا کھاتے وقت بسم اللہ نہیں کہتا اور ایک موحش ہے جو عالموں کے بہکانے پر مسلط ہے' یہ ان کو مختلف نفسانی خواہشوں اور لذتوں پر ابھارتا رہتا ہے بعض علماء کہتے ہیں کہ شریدہ بھی اس کی اولاد میں سے ہے جو مصیبت کے وقت میں ان سے چلانے منہ و سر پیٹنے' بال نوچنے' گریبان پھاڑنے اور واویلا کرنے پر آدمیوں کو اکساتا ہے۔ ۱۲

① ہامہ بن ہیم الخ کا واقعہ قدرے تفصیل کے ساتھ تفسیر اعظم التفاسیر مطبوعہ دہلی پارہ ۲۶ صفحہ ۲۸ تحت آیت وَاِذْ صَرَفْنَا اِلَیْکَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ . الخ (الاحقاف: س ۴۶ آیت ۲۹) یوں مرقوم ہیں کہ قاضی (ثناء اللہ پانی پتی) اپنی تفسیر (مظہری) میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایک دن حضرت ﷺ کے ساتھ مکہ کی پہاڑیوں میں گشت کر رہا تھا کہ دفعتہً ایک بوڑھا اور سن رسیدہ آدمی لاٹھی پر تکیہ کیے ہوئے سامنے آیا۔ حضرت ﷺ نے (مجھ سے) فرمایا کہ اس کی ساری چال ڈھال اور بول چال جن کی سی ہے، بوڑھے جن نے حضرت کا یہ کلام سن کر کہا ہاں حضرت میں جن ہی ہوں۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون سے جنوں میں سے ہو؟ کہا میں ابلیس کا پڑپوتا ہسیم بن لاقیس کا بیٹا ہامہ ہوں۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر تو تجھ میں اور ابلیس میں صرف دو ہی پشتوں کو واسطہ ہے۔ اس سے تو تیری بہت بڑی عمر معلوم ہوتی ہے۔

ہامہ نے کہا جی ہاں جس وقت قابیل نے ہابیل کو قتل کیا ہے اس وقت میں جنگل کے ریتلے ٹیلوں اور پہاڑوں کے دروں میں سیر کرتا پھرتا تھا، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر اس جن نے بہت سے گزشتہ واقعات کا ذکر کیا۔ منجملہ اُن کے ایک یہ بات بھی بیان کی کہ مجھے مریم کے بیٹے مسیحؑ نے وصیت کی تھی کہ اگر تجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کا اتفاق ہو تو میرا اسلام پہنچا دینا، چنانچہ اب میں ان کی پیغام رسائی کرتا اور آپ پر دلی اعتقاد کے ساتھ ایمان لاتا ہوں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بھائی عیسیٰ اور تجھ پر اے ہامہ سلام ہو۔ ہامہ اگر تیری کچھ حاجت ہو تو بیان کر۔ ہامہ نے کہا کہ اے پیغمبر آخر الزماں ایسے تمام پیغمبروں کے سردار! موسیٰؑ نے مجھے توراۃ سکھائی اور مسیحؑ نے انجیل کی تعلیم دی۔ اب آپ مجھے قرآن کی تعلیم دیجیے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قرآن مجید کی دس سورتیں سکھائی۔ ۱۲۔ ابو محمد

علامہ ابن الجوزی نے کتاب الصفوہ میں حضرت سہیل بن عبداللہ ؓ کا اطراف عاد ① کے ایک محل میں ایک جن سے ملاقات کا ذکر کیا ہے جس کے جسم پر سات سو برس سے ایک اونی کرتا تھا۔ اس جن نے اپنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملنا اور ان پر ایمان لانا پھر نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے کے ساتھ یہ بھی بتایا کہ جن جنوں ② کے بارے میں سورت جن س ۷۲ آیت ۱: قُلْ اُوْحِیَ الخ. نازل ہوئی تھی۔ ان میں سے ایک میں بھی تھا۔

---

① عاد ملک یمن میں ایک ریگستانی علاقہ ہے جس میں حضرت ہود علیہ السلام کی قوم عاد بستی تھی جو کہ خدا اور اپنے رسول ہود علیہ السلام کی نافرمانیوں کے نتیجہ میں پہلے خشک سالی سے پھر تیز وتند ہوا سے ہلاک ہوئی۔ ۱۲

② جن جنوں کے بارے میں سورۃ جن قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ ...... نازل ہوئی ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قارئین حضرات کی از دیاد بصیرت کے لئے ان کے بارہ میں بھی ذرا تفصیلاً عرض کر دیا جائے۔ اس واقعہ کے بارے میں مفسرین حضرات نے مختلف روایات بیان کی ہیں۔ میں اس وقت صرف تفسیر ابن کثیر، تفسیر اعظم التفاسیر اور تفسیر فیضی کی مختلف روایات کو مضمون کے تسلسل کے لحاظ سے جمع کر کے پیش کرتا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پیشتر جن آسمانوں پر جاتے اور فرشتوں کی باہمی گفتگو جو احکام الٰہی سے تعلق رکھتی تھی اس میں سینکڑوں جھوٹی باتیں ملا کر نجومیوں اور کاہنوں کو القاء کرتے، نجومی و کاہن ان جھوٹی باتوں کو بتا بتا کر سادہ لوح لوگوں کا ایمان برباد کرتے جیسا کہ آج (۱۳۸۴ ہجری/ ۱۹۶۵ء) کل کراچی کی عظیم شارع بندر روڈ پر سینکڑوں نجومی و کاہن بیٹھے لوگوں کا ایمان خراب کر رہے ہیں لیکن جب پیغمبر خدا ﷺ مبعوث ہوئے تو جنوں کا آسمانوں پر جانا یکسر بند کر دیا گیا اگر جاتے بھی تو ان پر آگ برسائی جاتی، نامراد واپس لوٹ آتے۔ جب تنگ آ گئے تو ایک دن جمع ہو کر اپنے گرو ابلیس سے شکایت کی، ابلیس نے دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے کہا کہ ضرور کوئی خاص بات ہے، جس کی وجہ سے تمہارا آسمانوں پر جانا بند کر دیا گیا ہے، اس بات کی جستجو اور خبر لگانے کے لئے ابلیس نے زمین کی اطراف و جوانب میں جنات کے کئی وفود بھیج دیئے۔

چنانچہ ایک وفد مشتمل بر نو جنات، شاصر، ناصر، وس، ممس، ازدا، ایبا، اخضم، وذوبعہ۔ ان میں سے تین نجران کے، چار نصیبین کے، اور دو نینوے یا موصل کے سردار تھے۔ صاحب کشاف کہتے ہیں یہ جنات کہ اپنے تمام قبیلوں میں سب سے بڑے اور بزرگ تر تھے۔ ابلیس کا سارا لشکر انہی سے پھیلا ہے۔ یہ وفد گھومتے گھامتے وادی بطن التمل میں جا پہنچا۔ ادھر یہ ہوا کہ جناب رسول اللہ ﷺ زمانہ بعثت سے لے کر پورے دس برس تک مکہ میں اپنی بت پرست و ڈھیٹ قوم کو طرح طرح سے تبلیغ کرتے رہے لیکن اس اثناء میں بجز سرکشی و اصرار نافرمانی کے اور کوئی ثمرہ ظاہر نہ ہوا، آخر آپ ﷺ نے مایوس ہو کر خیال فرمایا کہ اب اجنبی و بے گانوں کو تبلیغ کرنی چاہیے چنانچہ اس

گذشتہ سے پیوستہ

ارادہ سے ۱۱ نبوت ماہ ربیع الاول میں طائف کی طرف نکل کھڑے ہوئے تا کہ اہل طائف کو خدا کا کلام سنا کر اسلام کی طرف رغبت دلائیں مگر جب وہاں کے لوگ بھی بدسلوکی سے پیش آئے تب آپ ﷺ وہاں سے سوق عکاظ کی طرف تشریف لے گئے، سوق عکاظ ایک بازار، منڈی، مارکیٹ کا نام ہے۔ جس میں اطراف و جوانب کے لوگ بیسویں شوال سے دسویں ذیقعدہ تک تجارت کے لئے جمع رہتے تھے۔ سوق عکاظ جاتے ہوئے وادی بطن النمل میں ایک رات کے لئے قیام فرمایا۔ دوسرے دن صبح کی نماز میں آپ نے سورۃ إقرا باسم ربک الذی...... (س ۹۶ آیت ۱) کی نہایت خوش الحانی سے تلاوت فرمائی تو اس نو جنات پر مشتمل وفد نے آپ کی قرأت سنی تو بے ساختہ بول اٹھے کہ واللہ یہی کلام الٰہی ہمارے آسمانوں پر جانے کی ممانعت کا سبب ہوا ہے تا کہ کوئی جن اس کلام کو آسمانوں سے چرا کر بے محل نہ پہنچائے۔ جب حضرت ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو جنات کا وفد اپنی قوم کی طرف واپس لوٹ گیا اور اس واقعہ کی اطلاع دے کر کہا

﴿قَالُوْا یٰقَوْمَنَا اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْۤ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ يٰقَوْمَنَاۤ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ (الاحقاف: ۳۰. ۳۱)

”کہنے لگے اے ہماری قوم ہم نے یقیناً وہ کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد نازل کی گئی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے جو سچے دین کی اور راہ راست کی رہبری کرتی ہے۔ اے ہماری قوم اللہ کے بلانے والے کا کہا مانو۔ اس پر ایمان لاؤ، اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں المناک عذاب سے پناہ دے گا۔“

اس واقعہ کے بعد سورت جن نازل ہوئی

﴿قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْۤا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا﴾

(الجن ۷۲: آیت ۱)

”تو کہہ کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سنا اور کہا ہم نے عجب قرآن سنا ہے۔“

اب قارئین کرام بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ یہی ہے جنوں کی وہ جماعت جن کے بارے میں سورۃ قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ ...... نازل ہوئی اور یہی ہے وہ جماعت جس کے متعلق اوپر ذکر ہوا ہے کہ حضرت سہل بن عبداللہ کی جن سے ملاقات ہوئی تو اس جن نے کہا کہ جنوں کی جس جماعت کے بارے میں سورۃ ﴿قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْۤا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا﴾ (الجن: س ۷۲ آیت ۱) الخ نازل ہوئی اس میں سے ایک میں بھی تھا۔

اقسام جنات

ابن نعیم سے روایت ہے کہ جنات کی تین قسمیں ہیں۔

ایک قسم کیلئے عذاب وثواب ہے۔

دوسرے قسم کے جنات آسمان وزمین میں اڑتے رہتے ہیں۔

تیسری قسم کے جنات سانپ اور کتے ہیں۔

ابن ابی حاتم میں ہے کہ فرمایا ﷺ نے کہ جنات کی تین قسمیں ہیں، ایک تو پردار ہے۔ دوسرے سانپ، تیسرے وہ ہیں جو سواریوں پر سوار ہوتے ہیں اور اترتے ہیں۔

بعض مفسرین نے یہ بھی کہا ہے کے جنات کی ایک قسم سانپ بنادی گئی تھی۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

﴿ خَلَقَ اللّٰهُ الْجِنَّ ثَلٰثَةَ اَصْنَافٍ صِنْفٌ حَيَّاتٌ وَعَقَارِبُ وَ خَشَاشُ الْاَرْضِ وَصِنْفٌ كَالرِّيْحِ فِى الْهَوَاءِ وَصِنْفٌ كَبَنِىْٓ اٰدَمَ عَلَيْهِمُ الْحِسَابُ وَالْعِقَابُ ﴾

”یعنی اللہ تعالیٰ نے جنوں کی تین قسمیں بنائی ہیں ایک قسم سانپ اور بچھوؤں اور زمین کے کیڑے مکوڑے اور دوسری قسم ہوا میں ریح کی طرح ہے اور تیسری قسم بنی آدم کی طرح ہے ان پر حساب وعذاب ہے۔“

دوسری حدیث شریف میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

﴿ اَلْجِنُّ ثَلٰثَةُ اَصْنَافٍ صِنْفٌ لَّهُمْ اَجْنِحَةٌ يَّطِيْرُوْنَ فِى الْهَوَاءِ وَصِنْفٌ حَيَّاتٌ وَّصِنْفٌ يَّحِلُّوْنَ وَلَظْعُنُوْنَ ﴾

”یعنی جنوں کی تین قسمیں ہیں ایک قسم کے بازو پر ہیں جو ہوا میں اڑتے، دوسرے قسم کے سانپ ہیں اور تیسری قسم ہے جو قیام کرتے اور سفر کرتے ہیں۔“ ①

---

① جنوں کے لئے ثواب وعذاب کے متعلق ہم بھی کچھ عرض کرتے ہیں۔ تفسیر اعظم التفاسیر پ ۲۹ سورۃ جن کی

(طبرانی) سید عبداللہ حسین مصریؒ نے اپنی کتاب الجن، میں جنوں کی دس قسمیں بتائی ہیں۔ ابلیس، شیاطین، مردہ، عفاریت، اعوان، غواصون، طیارون، توابع، قرنا اور عمار۔

حواشی گزشتہ

ابتدائی آیات کی تفسیر میں صفحہ ۱۵۴ پر تحت عنوان متعلقات رقم ہے کہ مومن جنوں کے باب میں علماء سلف کا کسی قدر اختلاف بھی ہے کہ جس طرح گنہگار جن بدلیل آیت ﴿ وَ جَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ﴾ (الملک: س ۶۷، آیت ۵) ”اور کیا ہم نے ان (ستاروں) کو مارنا واسطے شیطانوں کے اور تیار کیا ہم نے واسطے ان کے عذاب جلنے کا۔“

اور آیت ﴿ وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا. ﴾ (الجن: س ۷۲، آیت ۱۵) اور جو لوگ بے راہ ہیں دوزخ میں داخل ہوں گے۔ اسی طرح مومن جن جنت میں جائیں گے یا نہیں؟ بعض کہتے ہیں کہ ان کا جنت میں داخل ہونا اور ثواب پانا یہی ہے کہ دوزخ کی دہکتی آگ سے نجات پائیں گے جیسا کہ سورۃ احقاف میں ارشاد ہوا ﴿ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا الخ ﴾ (الاحقاف: س ۴۶، آیت ۳۱) حضرت سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنوں کے لئے ثواب یہی ہے کہ دوزخ کی بھڑکتی آگ سے رہائی پا کر بہائم...... (جانوروں) جیسے مٹی ہو جائیں گے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی...... مذہب ہے مگر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنوں کو جس طرح برے اعمال پر عذاب ہوگا، اسی طرح بھلے کاموں پر ثواب بھی ملے گا چنانچہ حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت ہے کہ جن لوگ بہشت میں داخل ہو کر اس کی دوامی مزیداریوں سے ہمیشہ شادکام رہیں گے۔ امام ابوبکر نقاش رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر میں ایک حدیث منقول ہے کہ جن اپنے نیک کاموں کی وجہ سے جنت میں جائیں گے۔ لوگوں نے ان سے پوچھا کہ وہ جنت کی نعمتیں بھی اڑائیں گے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ ان کو ایک قسم کی تسبیح اور ذکر کی تلقین فرمائے گا، جس سے ان کو وہ لذت و سرور حاصل ہوگا جو انسانوں کو بہشت کی نعمتوں سے حاصل ہوگا۔ تفسیر معالم التنزیل میں حضرت عمرو بن عبدالعزیزؒ سے منقول ہے کہ مومن جن بہشت کے اردگرد صحن اور برجوں وغیرہ میں رہیں گے، جنت میں داخل نہ ہوں گے۔ مگر اولیٰ اور صواب بات یہ ہے کہ وہ جنت میں داخل ہوں جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ (الرحمن: س ۵۵، آیت ۵۶) ”ان حوروں سے کوئی انسان یا جن اس سے قبل نہیں ملا۔“

حضرت ضمرہ بن حبیبؒ سے کسی نے پوچھا تھا کہ ایمان والے جنوں کے لئے ثواب ہے؟ فرمایا ہاں، کیوں کہ آیت ﴿ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ (الرحمن: س ۵۵، آیت ۵۶) ”جنوں کے جنت میں داخل ہونے پر صریح دلیل ہے۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ اَلْاِنْسِيَاتُ لِلْاِنْسِ وَالْجِنِّيَاتُ لِلْجِنِّ.

اس کے علاوہ سورۃ رحمٰن میں بہت سی اس قسم کی آیات ہیں جن سے ہدایۃً معلوم ہوتا ہے کہ مومن جن ضرور جنت میں داخل ہو کر اس کی جاودانی نعم سے مشرف و معزز ہوں گے۔ ابومحمد

جنات کی غذائیں اور خواہشیں

جنات میں تمام وہ خواہشیں ہیں جو انسانوں میں ہیں ان میں توالد و تناسل ہے اور تمام وہ غذائیں کھاتے ہیں جو انسان کھاتے اور پیتے ہیں۔ ان کے سوا ان کی غذا کوئلہ اور ہڈی اور ان کے مویشی کی غذا گوبر اور لید ہے اور غذا کے سوا خوشبو بھی غذا کی مثل لازمہ حیات ہے یا از حد ضروری ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کی روایت کے مطابق جب جنات نے نبی اکرم ﷺ سے توشہ طلب کیا ❶ تو آپ ﷺ نے انھیں کوئلہ اور ہڈی دی اور فرمایا کہ ذبیحہ والی ہڈی ان کے ہاتھ میں جا کر پہلے سے زیادہ پر گوشت ہو جائے گی۔

اور کہا گیا ہے کہ اس وجہ سے کوئلہ اور ہڈی سے استنجا کو منع کیا گیا ہے کہ یہ تمہارے مومن بھائیوں کی غذا ہے اور اسی وجہ سے ذبیحہ کی خام ہڈیوں کو بری اور گندی جگہ ڈالنے سے منع کیا گیا ہے نیز ان کی غذا حضرت ابی بن کعب ؓ ❷ کی کھجوروں کی چوری سے اور حضرت ابوایوب

---

❶ توشہ طلب کیا الخ تفسیر اعظم التفاسیر سورۃ جن کی ابتدائی آیات کی تفسیر میں صفحہ ۱۰۴ پر مرقوم ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ صحابہ ؓ کے مجمع میں فرمایا کہ مجھے جنوں پر قرآن مجید پڑھنے کا حکم ہوا ہے تم میں سے کون شخص میرے ساتھ چلنے کو تیار ہے۔ صحابہ ؓ سن کر خاموش رہے۔ پھر آپؐ نے یہی فرمایا مگر پھر بھی صحابہ ؓ سن کر خاموش رہے۔ تیسری بار پھر آپ ﷺ نے جو فرمایا تو میں بول اٹھا کہ جنات فدوی پارکابی کے لئے حاضر ہے۔ حضرت ﷺ مجھ کو ہمراہ لے کر رات کے وقت شہر کے باہر آپ میری نظر سے اوجھل ہو گئے مگر قرآن مجید پڑھنے کی آواز برابر آتی رہی۔ جب حضرت محمد ﷺ ان کی تلقین و تعلیم سے فارغ ہو کر میرے پاس تشریف لائے تو فرمانے لگے۔ اے عبداللہ بن مسعود ؓ کیا تو اس وقت میرے پاس آنا چاہتا تھا؟ میں نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا تو وہاں نہ ٹھہر سکتا کیوں کہ یہ جن تھے قرآن مجید سننے کے شوق میں آئے تھے۔ جب انہوں نے مجھ سے تبرک کے طور پر توشہ مانگا تو میں نے ہڈی اور مینگنی کا توشہ دے دیا۔ یہ توشہ میری دعا سے ان کے تمام ماکولات و مشروبات سے زیادہ تر لذت و فرحت بخش ہو گا۔ سنو! تم میں سے کوئی شخص بھی ہڈی اور مینگنی سے استنجا نہ کرے۔

❷ تفسیر ابن کثیر پ ۳ آیت الکرسی کی تفسیر میں مرقوم ہے کہ حضرت ابی بن کعب ؓ فرماتے ہیں کہ میرے پاس کھجوروں کی ایک بوری تھی۔ میں نے دیکھا کہ اس میں سے کھجوریں روز بروز گھٹ رہی ہیں۔ ایک رات میں نگہبانی کے خیال سے جاگتا رہا۔ میں نے دیکھا کہ ایک جانور مثل جوان لڑکے کے آیا۔ میں نے اسے سلام کیا۔

انصاری رضی اللہ عنہ ① اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ② کے غلہ چرانے سے ثابت ہے جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔ حضرت اعمش فرماتے ہیں کہ ایک جن ہمارے پاس آیا کرتا تھا ایک مرتبہ میں نے اس سے پوچھا کہ تمام کھانوں میں سے کونسا کھانا تمہیں زیادہ پسند ہے تو اس نے کہا۔ ''چاول'' پھر میں نے اسے چاول لا دیئے تو دیکھا کہ نوالہ برابر اٹھ رہا ہے لیکن کھانے والا نظر نہیں آ رہا۔ پھر میں نے پوچھا کہ جو خواہشات ہم میں ہیں کیا وہ تم میں بھی ہیں۔ اس نے کہا ہاں اور ان خواہشات کا ہونا اولاد شیطان سے بھی ثابت ہے جیسا کہ پہلے ان کے نام بتائے گئے ہیں۔

گذشتہ سے پیوستہ

اس نے جواب دیا میں نے کہا کہ تو انسان ہے یا جن؟ اس نے کہا میں جن ہوں، میں نے کہا ذرا اپنا ہاتھ دے اس نے ہاتھ بڑھایا میں نے ...... اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا تو کتے جیسا ہاتھ تھا اور اس پر کتے ہی جیسے بال تھے۔ میں نے کہا کیا جنوں کی پیدائش ایسی ہی ہے۔ اس نے کہا تمام جنات میں سب سے زیادہ قوت و طاقت والا میں ہی ہوں۔ میں نے کہا بھلا تو میری چیز چرانے پر کیسے قادر ہوا؟ اس نے کہا مجھے معلوم ہے کہ تو صدقہ کو پسند کرتا ہے اس لئے میں نے کہا کہ پھر ہم کیوں محروم رہیں۔ میں نے کہا تمہارے شر سے بچانے والی چیز کون سی چیز ہے؟ اس نے کہا آیت الکرسی۔ صبح کو جب میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر رات کا سارا واقعہ بیان کیا تو آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ خبیث نے یہ بات تو بالکل سچ کہی۔ (ابولعلی)

① حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی اسی جگہ آیت الکرسی کی تفسیر میں یوں ہے کہ میرے خزانہ میں سے جنات چرا کر لے جایا کرتے تھے۔ میں نے آنحضرت ﷺ سے شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تو اسے دیکھے تو کہنا بسم اللہ اجیبی رسول اللہ. جب وہ آیا تو میں نے یہی کہا پھر اسے چھوڑ دیا پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ تیرے قیدی نے کیا کہا؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے اسے پکڑ لیا تھا لیکن اس نے پھر نہ آنے کا وعدہ کیا آپ نے فرمایا پھر آئے گا۔ میں نے اسے اسی طرح تین بار پکڑا اور اقرار لے کر چھوڑ دیا۔ میں نے نبی ﷺ سے ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ پھر آئے گا۔ آخر مرتبہ جب میں نے اسے پکڑا تو کہا کہ اب تجھے نہ چھوڑوں گا اس نے کہا مجھے چھوڑ دے میں تجھے ایسی چیز بتاؤں گا کہ کوئی جن اور شیطان تیرے پاس ہی نہ آ سکے گا۔ میں نے کہا کہ اچھا بتا۔ تو اس نے کہا وہ آیۃ الکرسی ہے۔ میں نے آ کر حضور ﷺ سے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا گو وہ جھوٹا ہے۔ (مسند احمد)

② حضرت ابوہریرہؓ کا واقعہ بھی اسی جگہ اس طرح رقم ہے۔ حضرت ابوہریرہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں ماہ رمضان میں زکوٰۃ کے غلہ پر رات کو پہرہ دے رہا تھا کہ شیطان آیا اور غلہ سمیٹ سمیٹ کر اپنی چادر میں جمع کرنے لگا۔ تیسری مرتبہ پکڑ لینے پر اس نے بتایا کہ اگر تو رات کو بستر پر جا کر آیت الکرسی پڑھ لے گا تو خدا کی طرف سے تجھ پر محافظ مقرر ہوگا اور صبح تک شیطان تیرے قریب بھی نہ آ سکے گا۔ (بخاری)

جنات اور اسلام

جب اللہ تعالیٰ نے جنات کو زمین پر بسایا تو ان کی ہدایت کے لئے ان ہی میں سے رسول بھیجے چنانچہ سورہ انعام میں انسانوں اور جنوں سے خطاب ہے۔

﴿یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ یَاْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ
وَیُنْذِرُوْنَکُمْ لِقَآءَ یَوْمِکُمْ ھٰذَا قَالُوْا شَھِدْنَا عَلٰٓی اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْھُمُ الْحَیٰوۃُ
الدُّنْیَا وَشَھِدُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ اَنَّھُمْ کَانُوْا کٰفِرِیْنَ.﴾ (الانعام: س ۶، آیت ۱۳۰)

”اے جنوں اور انسانوں کے گروہ! کیا تمہارے پاس خود تم میں سے ہی رسول نہیں آئے تھے۔ جو تمہارے سامنے میری آیتیں تلاوت کرتے تھے اور تمہیں اس دن کی ملاقات سے ہوشیار کر رہے تھے سب کہیں گے کہ ہاں ہم خود اپنے اوپر گواہ ہیں انھیں حیات دنیا نے دھوکہ میں ڈال دیا اور اپنے کافر ہونے کی گواہی خود انہوں نے ہی دے دی۔“

اس آیت میں لفظ منکم دلیل ہے اس پر کہ جنات ① میں جنوں ہی میں سے رسول و نبی

---

① جنات میں جن انبیا آنے کے متعلق علامہ ابن حزم اندلسی المتوفی ۴۵۶ ہجری نے بھی تصریح کی ہے چنانچہ وہ اپنی مشہور کتاب ”الملل والنحل“ مطبوعہ حیدر آباد دکن جلد دوم میں جنوں کے وجود وان کے لئے ثواب وعذاب پر بحث کرنے کے بعد صفحہ ۵۸۶ پر لکھتے ہیں کہ ”لہٰذا ثابت ہوا کہ ان (جنات) کے پاس جو انبیاء علیہم السلام آئے وہ ان ہی میں سے تھے الخ۔ ان تصریحات سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ حضرت آدم علیہ السلام سے پیشتر زمین پر جن آباد تھے تو ان کی طرف خدا تعالیٰ نے جن ہی نبی بھیجے تاکہ اس ہم جنس مخلوق خدا جنات کو احکام خداوندی کی تبلیغ کریں اور عملی طور پر بھی نمونہ پیش کریں لیکن جب جنات کی نافرمانی اللہ اور اپنے انبیاء سے بغاوت حد سے بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ نے زمین پر انسانوں کو آباد کرنے کے لئے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا ان سے اپنی مخلوق انسانوں کو بڑھایا اور ان کی طرف انسان ہی انبیاء مبعوث فرمائے نہ جن نہ فرشتے۔ کیوں کہ اگر انسانوں کی ہدایت وتبلیغ کے لئے کوئی جن یا فرشتہ نبی بن کر آتا جو ناری ونوری مخلوق ہیں تو وہ اس انسان جو خاکی مخلوق ہے کے لئے نمونہ یا اسوہَ کیسے بن سکتا؟ چوں کہ نبی اپنی امت کے لئے ہر کام مثلاً نماز، روزہ، شادی، بیاہ، خوشی غمی، کھانا پینا، اٹھنا، بیٹھنا، سونا جاگنا غرض کہ ہر کام میں احسن نمونہ ہوتا ہے۔ اسی لئے جنس انسان کی طرف انسان ہی آئے کیونکہ نوری انبیاء خاکی انسان کے لئے اسوہَ وطرزِ حیات پیش نہیں کر سکتے تھے کیوں کہ ”نور“

آئے اور بقول اقوال مفسرین جب جنات میں نافرمانی وسرکشی بڑھ گئی تو ان کو جلا دیا گیا ظاہر ہے کہ یہ نافرمانی ان احکام شریعت کی خلاف ورزی تھی جو کہ انبیاء نے سکھائے تھے اور یہ معلوم ہے کہ اس وقت تک حضرت آدم علیہ السلام پیدا نہیں ہوئے تھے پس یہ انبیاء بھی جنات ہی میں سے تھے ہاں یہ نہیں معلوم ہوتا کہ جنات میں کون کون نبی آئے اور کب تک یہ رسالت ونبوت رہی۔ شاید حضرت آدم علیہ السلام کے بعد انسانی انبیاء کی نبوت انسانوں اور جنوں کے لئے ہوگئی جیسا کہ قرآن مجید سے حضرت سلیمان علیہ السلام پر جنوں کا ایمان لانا اور ان کا تابع فرمان ہونا ثابت ہے۔

﴿ يٰقَوْمَنَا اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْ م بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِىْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴾ (الاحقاف: س ۴۶، آیت ۳۰)

''اے ہماری قوم! ہم نے ایک ایسی کتاب سنی ہے جو کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد نازل ہوئی ہے اپنے سے پہلی چیز (کتب آسمانی) کو سچا کرنے والی ہے حق وسیدھے راہ کی طرف رہبری کرتی ہے۔''

اس آیت سے حضرت موسی علیہ السلام پر جنوں کا ایمان لانا ثابت ہوتا ہے پھر جب نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو ان کی نبوت ورسالت تمام جنوں اور انسانوں کے لئے ہوئی جو کہ قیامت تک رہے گی اور اب کوئی نبی انسانوں اور جنوں کے لئے نہیں آئے گا۔

تاریخ الانس الجلیل میں حضرت کعب بن احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

گذشتہ سے پیوستہ

کھانے پینے، شادی بیاہ سونے جاگنے وغیرہ امور سے بے نیاز ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ

﴿ هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ الخ. ﴾ (الجمعة: س ۶۲، آیت ۲)

''وہی ذات (قابل تعریف) ہے کہ جس نے ان پڑھوں میں ان ہی میں سے رسول بھیجا۔''

حاصل یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام سے قبل زمین پر جنات تھے اور ان کی طرف جن نبی مبعوث ہوئے تھے۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام کے بعد انسانی انبیاء کا سلسلہ شروع ہو کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تک جس قدر بھی انبیاء علیہم السلام آئے سب انسان تھے۔ بکثرت آیات قرآنی واحادیث رسول یزدانی اس امر پر شاہد عدل ہیں۔

فَاَوَّلَ نَبِيٍّ بَعَثَهُ مِنَ الْجَآنِّ نَبِيًّا مِّنْهُمْ يُقَالُ لَهُ عَامِرٍ وَابْنُ عُمَيْرِ ابْنِ الْجَآنِّ فَقَتَلُوْهُ ثُمَّ بَعَثَ لَهُمْ مِنْ بَعْدِ عَامِرٍ صَاعِقَ ابْنَ مَاعِقِ بْنِ مَارِدِ ابْنِ الْجَآنِّ فَقَتَلُوْهُ حَتّٰى بَعَثَ اللّٰهُ اِلَيْهِمْ ثَمَانَ مِائَةِ نَبِيٍّ فِىْ ثَمَانِ مِائَةِ سَنَةٍ فِىْ كُلِّ سَنَةٍ نَبِيًّا وَّهُمْ يَقْتُلُوْنَهُمْ .

''پس پہلا نبی جو کہ جان میں سے مبعوث ہوا عامر بن عمیر بن جان ہے جسے انھوں نے قتل کر دیا پھر ان میں عامر کے بعد صاعق بن ماعق بن مارد بن جان مبعوث ہوا اسے بھی انھوں نے قتل کر دیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آٹھ سو برس میں آٹھ سو نبی مبعوث کئے ہر برس میں ایک نبی جسے وہ قتل کر دیتے تھے۔''

قرآن مجید کے تمام احکامات انسانوں اور جنوں کے لئے یکساں ہیں اور ہر خطاب کے مخاطب انسان اور جن دونوں ہی ہیں اور یکساں ہیں۔ جیسا کہ آیات ذیل سے ثابت ہے:

﴿يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ. ﴾ (الانعام: س۶، آیت ۱۳۱) ''اے گروہ جنوں اور انسانوں کے۔''

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ. ﴾ (الرحمن: س ۵۵، آیت ۴۵)
''پس کونسی نعمت پروردگار اپنے کی جھٹلاتے ہو۔''

﴿قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ . ﴾ (بنی اسرائیل: س ۱۷، آیت ۸۸)
''کہہ البتہ اگر اکھٹے ہو جائیں انسان اور جن۔''

اور جیسے کہ فرمایا۔

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۝﴾ (الذریات: ۵۶)
''میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔''

اور جہاں کہیں صرف انسانوں کو یا جنوں کو مخاطب کیا ہے وہ بطور تغلیب ہے اور دوسرا اس میں شامل ہے چنانچہ رجال من الجن میں انسانوں کو اور فِىْ صُدُوْرِ النَّاسِ میں جنات کو مفسرین نے داخل جانا ہے۔

جنات میں مومنین و کفار

جس طرح انسانوں میں مومن و کافر ہیں اسی طرح جنوں میں بھی مومن و کافر ہیں جیسا کہ آیات ذیل سے ثابت ہے۔

﴿اِنَّا سَمِعۡنَا قُرۡاٰنًا عَجَبًا ۝ یَّهۡدِیۡۤ اِلَی الرُّشۡدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنۡ نُّشۡرِکَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا. ﴾ (الجن: س ۷۲، آیت ۱ – ۲)

”تحقیق سنا ہم نے عجیب قرآن کو جو راہ دکھاتا ہے طرف ہدایت کے۔ پس ہم اس پر ایمان لا چکے ہیں اور ہم ہرگز اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔“

وَاِذۡ صَرَفۡنَاۤ اِلَیۡکَ نَفَرًا مِّنَ الۡجِنِّ یَسۡتَمِعُوۡنَ الۡقُرۡاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوۡهُ قَالُوۡۤا اَنۡصِتُوۡا ۚ فَلَمَّا قُضِیَ وَلَّوۡا اِلٰی قَوۡمِهِمۡ مُّنۡذِرِیۡنَ ۝ قَالُوۡا یٰقَوۡمَنَاۤ اِنَّا سَمِعۡنَا کِتٰبًا اُنۡزِلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مُوۡسٰی مُصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیۡهِ یَهۡدِیۡۤ اِلَی الۡحَقِّ وَاِلٰی طَرِیۡقٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ۝ یٰقَوۡمَنَاۤ اَجِیۡبُوۡا دَاعِیَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوۡا بِهٖ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ مِّنۡ ذُنُوۡبِکُمۡ وَیُجِرۡکُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ اَلِیۡمٍ ﴾ (الاحقاف: س ۴۶، آیت ۲۹ – ۳۱)

”اور جس وقت کہ پھیر لائے ہم طرف تیرے جماعت جنوں میں سے سنتے تھے قرآن پس جب حاضر ہوئے اس (محمد ﷺ) کے پاس آپس میں کہنے لگے خاموش رہو۔ پس جب ختم ہوا پڑھنا تو پھر اپنی قوم کی طرف گئے ڈرتے ہوئے۔ کہا قوم سے کہ اے ہماری قوم! ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد اتاری گئی ہے، سچا کرنے والی ہے۔ اپنے سے پیشتر کو ہدایت و راہ مستقیم کی طرف رہبری کرنے والی ہے اے ہماری قوم! قبول کرو دعوت اللہ تعالیٰ کی اور ایمان لاؤ ساتھ اس کے وہ بخشے گا گناہ تمہارے اور پناہ دے گا تم کو دردناک عذاب سے۔“

دوسری آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جنات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھی ایمان لائے تھے اور ممکن ہے کہ دوسرے انسانی انبیاء پر بھی ایمان لائے ہوں اور قرآن مجید میں جہاں کافر انسانوں سے خطاب ہے۔ ان میں کافر جن بھی داخل ہیں ارشاد ہے:

﴿ فَمِنكُمْ كَافِرٌ وَّمِنكُمْ مُّؤْمِنٌ ﴾ (التغابن: ۲)

"پس بعض تم میں سے کافر ہیں اور بعض مسلمان ہیں۔"

ایک اور جگہ ہے:

﴿ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِىْ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ. ﴾ (الاحقاف: ۱۸)

"یہی لوگ ہیں کہ ثابت ہوتی ہے اوپر ان کے بات عذاب کی بیچ امتوں کے کہ گزری ہیں پہلے ان سے جنوں اور آدمیوں سے تحقیق وہ تھے گھاٹا پانے والے۔"

بعض مفسرین کا قول ہے کہ جنات جنت میں ہوں گے لیکن اس دنیا کے برعکس کہ انسان جنوں کو تو دیکھیں گے لیکن جنات انسانوں کو نہیں دیکھیں گے۔

شیاطین جن وانس

اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو اس کی سرکشی و نافرمانی اور کفر کی وجہ سے شیطان کہا پھر دوسرے جنوں کو بھی ان کے کفر کی وجہ سے شیاطین بتایا بالکل اسی طرح انسانوں میں کافروں کو شیطان یا شیاطین سے موسوم کیا۔ ابلیس کے متعلق ارشاد ہے۔

﴿ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ. ﴾ (الکهف: ۵۰)

"تھا جن سے پس نافرمانی کی اس نے حکم پروردگار اپنے کے۔"

﴿ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ ۝ ﴾ (البقرة: ۳۴)

"انکار کیا اور تکبر کیا اور تھا کافروں سے۔"

چونکہ ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کر کے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور کفر کیا لہٰذا راندۂ درگاہ ہو گیا اور آدم علیہ السلام و اولاد آدم علیہ السلام کو زمین پر آباد کیا، جنوں کو پہاڑوں اور جزیروں میں دھکیل دیا جس کی وجہ سے ان کی بادشاہت ختم ہوگئی' اسی وجہ سے ابلیس کو انسانوں سے بغض اور عداوت ہوگئی اور اس نے آدم و اولاد آدم کو گمراہ کرنے کا عہد کیا۔ ارشاد ہے:

﴿ وَلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ ﴾ (النساء: س ۴، آیت ۱۱۹)

''اور البتہ گمراہ کروں گا میں ان کو اور آرزوئیں دلاؤں گا۔'' میں ان کو اور البتہ حکم کروں گا ان کو۔''

اور کہا: ﴿ قَالَ فَبِعِزَّتِکَ لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴾ (صٓ: س ۳۸، آیت ۸۲)

''کہا پس قسم ہے تمھاری عزت کی البتہ گمراہ کروں گا میں ان کو اکٹھے پھر اس کی اولاد و ذریات اور دوسرے جن جنہوں نے کفر کیا ان کو بھی شیطان کہا گیا ہے۔''

فرمان ہے:

﴿ وَیُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِیْدًا ﴾ (النساء: س ۴، آیت ۶۰)

''اور ارادہ کرتا ہے شیطان یہ کہ کرے ان کو گمراہ۔ گمراہی دور۔''

﴿ اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا. ﴾ (بنی اسرائیل: ۵۳)

''تحقیق شیطان انسان کے لئے کھلا دشمن ہے۔''

ایک اور جگہ پر ان ہی انسانی اور جنی شیاطین کی نسبت فرمان ہے۔

﴿ وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ یُوْحِیْ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا. ﴾ (الانعام: س ۶، آیت ۱۱۳)

''اور اسی طرح سے کئے ہم نے واسطے ہر نبی کے دشمن شیطان آدمیوں کے اور جنوں کے دل میں ڈالتے ہیں بعضے ان کے طرف بعض کے طمع کی ہوئی بات فریب دینے کو۔''

اور دوسری جگہ ہے:

﴿ اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ. مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ. ﴾

(الناس: س ۱۱۴، آیت ۵—۴)

''وہ جو وسوسہ ڈالتا ہے بیچ سینے لوگوں کے جنوں میں سے اور انسانوں میں سے۔''

اور قیامت کے ذکر میں ہے:

﴿ وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَیْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ﴾ [السجدہ: ۲۹]

''اور کہیں گے وہ لوگ جو کافر ہوئے ہیں اے ہمارے رب! دکھلا ہم کو وہ دو شخص جنھوں

نے گمراہ کیا ہم کو جنوں میں سے اور انسانوں میں سے۔" (حم السجدۃ: س ۴۱، آیت ۲۹)

وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیَاطِیْنِھِمْ. ﴾ (البقرۃ: س ۲، آیت ۱۴)

"اور جب اکیلے ہوتے ہیں طرف سرداروں اپنے کے۔"

اس کی تفسیر میں لکھا ہے کہ شیاطین سے سردار اور بڑے بڑے کفار مراد ہیں۔

حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ انسان اور جن دونوں ہی میں مؤمن اور ولی اللہ ہیں جو کہ جنت میں جائیں گے۔ اور دونوں ہی میں کافر و شیطان ہیں وہ دوزخ میں جائیں گے۔ سنن ابوداؤد شریف میں ایک حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوذر سے پوچھا، کیا ابوذر تم نے شیاطین انس و جن سے تعوذ کر لیا ہے؟ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ کیا انسانوں میں بھی شیطان ہوتے ہیں اور جنوں میں بھی۔

اسی وجہ سے یہ دونوں یعنی انسان اور جن دونوں جہنمی ہوتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَاَمْلَئَنَّ جَھَنَّمَ مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ. (ھود: س ۱۱، آیت ۱۱۹، یوسف ۱۱۹)

"البتہ بھر دونگا میں دوزخ جنوں سے اور آدمیوں سے سب۔" ①

ان کے کفر و اسلام کا کچھ ثبوت تو گزر چکا اور کچھ آئندہ آئے گا۔ (انشاء اللہ)

---

① اس عنوان کے تحت جس قدر بھی آیات و احادیث درج کی گئی ہیں ان سے مصنف صاحب کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح جنوں میں شیاطین ہوتے ہیں اسی طرح انسانوں میں بھی شیطان ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث ابوداؤد سے بالصراحت ثابت ہے۔ عوام الناس کا خیال کہ شیطان صرف انسان سے الگ ہی ایک مخلوق ہے، غلط ہے۔ شیطان کے لغوی معنی دیکھئے مصباح اللغات مطبوعہ مکتبہ برہان دہلی صفحہ ۴۱۰ کالم اول پر الشیطن کے معنی لکھے ہیں شیاطین، دیو، ہر سرکش و نافرمان (آدمی ہو یا جن یا جانور) اور اسی سے ہے شیاطین العرب یعنی عرب کے سرکش و نافرمان لوگ، سانپ اس سے شیطان کے معنی واضح ہو گئے کہ ذی روح میں ہر سرکش و نافرمان کو شیطان کہتے ہیں جیسے کہ شیطان کے شیطان ہونے کا سبب ہی نافرمانی خدا تھا جو کہ قرآن عزیز کی متعدد آیات سے ثابت ہے کہ اللہ کریم نے حکم دیا تھا کہ اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ (پ ۱) "سجدہ کرو واسطے آدمؑ کے۔" تو اس نے اَنَاخَیْرٌ مِّنْہُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ (اعراف: س ۷، آیت ۱۲) (پ ۸) "میں بہتر ہوں اس سے کہ مجھ کو پیدا کیا تو نے آگ سے اور اس کو مٹی سے۔" کہہ کر سجدہ آدم سے انکار کیا ہے۔

اس سرکشی و نافرمانی کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے راندہ درگاہ رب العالمین ہوا اب ہر شخص اپنے تئیں غور کرے کہ وہ پنج وقتہ نمازوں میں صرف فرائض کی سترہ رکعات کے چونتیس سجدے نہ کر کے شیطان تو نہیں ہے؟ ابومحمد

جنات کی صورتیں اور اوصاف

کسی آیت یا حدیث شریف سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ جنات کی اصل صورتیں اور ان کی صفات کیا ہیں، ہندوؤں کی قدیم کتابوں سے یہ ہدایت ملتی ہے کہ ایسی قوم کے لوگوں سے بچو اور ہوشیار رہو جو گرمی کے موسم میں آدھے دن کے بعد اور سردی کے ایام میں نصف رات کے بعد نکلتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں کی ہتھیلیاں سامنے کو اور پاؤں کے پنجے پیچھے کو ہوتے ہیں۔ ثقات کہتے ہیں کہ یہ اکثر انسانی شکلوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔

صحیح بخاری شریف میں ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ:

اِذَا اسْتَجْنَحَ اللَّيْلُ اَوْ كَانَ جَنْحَ اللَّيْلُ كُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ فَاِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْتَشِرُ جُنْدَهٗ فَاِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِّنَ الْعِشَاءِ فَخَلُّوْهُمْ .

”جب رات شروع ہو جائے یا رات شروع ہوگئی ہو تو اپنے بچوں کو روک رکھو (یعنی گھر سے باہر نہ نکلنے دو، اس لئے) کہ شیطان کا لشکر پھیل جاتا ہے اور جب رات کا ایک گھنٹہ ہو جائے تو انہیں چھوڑ دو۔ یعنی پھر بچوں کو باہر نکلنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

اور جنات کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ قدرت بھی حاصل ہے کہ جب چاہیں کسی ذی روح کی شکل میں سامنے آ جائیں اور جب چاہیں غائب ہو جائیں اور ان کو یہ بھی قدرت ہے کہ چند آدمیوں میں سے بعض کو یا صرف کسی کو جسے وہ چاہیں نظر آ جائیں۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ تبدیل شکل یا غیبت اس وقت ہوتی ہے۔ جب انسان پلک مارتا ہے اگر کوئی شخص بغیر پلک جھپکائے دیکھتا رہے تو یہ نہ غائب ہو سکتے ہیں نہ صورت بدل سکتے ہیں اور جنات سانپ، کتا، ریچھ، بندر اور بلی کی شکل میں زیادہ ظاہر ہوتے ہیں۔ بہت سی احادیث و آثار سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شیطان سے ملاقات اور گفتگو انسانی صورت میں ثابت ہے۔

نیز دوسری صورتوں میں بھی ملاقات و گفتگو ثابت ہے جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔ انشاء اللہ

تعالیٰ۔ لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا کہ جنات کی اصلی صورتیں کیسی ہیں ان کے جسم و اعضاء کیسے ہیں۔ بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اجسام و اعضاء اور صورتیں انسانوں جیسی ہیں اور انہیں طرفۃ العین میں اپنے کالبد اور صورتیں بدلنے کی قدرت حاصل ہے اور دور دراز مسافت تھوڑی مدت میں طے کر لیتے ہیں اور جو چیز ان کے ہاتھ میں ہوتی ہے اور جو کپڑا ان کے بدن پر ہوتا ہے اگر وہ چاہیں تو وہ بھی کسی انسان کو نظر نہیں آتا اب دیکھنا یہ ہے کہ صورتیں بدلنے اور ظاہر و غائب ہونے کا ان میں امکان ہے بھی یا نہیں۔

روح

اس سے قبل کہ ہم جنات کی تبدیلی صور کے بارے میں کچھ عرض کریں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ''روح،، کے متعلق بھی مختصر بتاتے چلیں۔

یہ بات سب جانتے ہیں اور مانتے ہیں کے تمام جانداروں میں سبب حیات ''روح،، ہے جب تک کہ وہ جسم کے اندر ہے اور ''روح'' بھی دوسری مخلوق کی طرح ایک مخلوق امر رب سے ہے۔

روحِ انسانی کے متعلق بعض نے کہا ہے کہ ایک نفس ہے اور ایک روح بعض نے کہا ہے کہ روح ہی نفس ہے بعض نے کہا ہے کہ دو روحیں ہیں اور یہ بھی کہا ہے کہ روح نہایت لطیف چیز ہے جو کہ تمام بدن میں جاری و ساری ہے اور جو روح ماں کے پیٹ کے اندر بچہ میں فرشتہ پھونکتا ہے وہ جسم سے ملتے ہی نفس بن جاتی ہے اور جسم سے اتصال کے بعد روح کو اعلیٰ روح نہیں کہا جا سکتا اسی طرح نفس بھی نہیں کہا جا سکتا۔

الحاصل روح نفس اور مادہ کی اصل ہے اور نفس اس سے اور اس کے بدن کے ساتھ اتصال سے مرکب ہے پس روح نفس ہے ایک وجہ سے، نہ کہ تمام وجوہ سے۔ یہ تو تھے اقوال مفسرین اب میں کہتا ہوں کہ:

﴿ قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ ﴾ (بنی اسرائیل: س ۱۷، آیت ۸۵)

کہہ (اے محمد ﷺ) روح میرے رب کے حکم میں سے ہے۔

اس آیت کے مطابق روح بھی امر رب سے منجملہ دیگر مخلوق کے ایک مخلوق ہے۔ ①

---

① تعین روح کے متعلق علماء محققین نے کئی قول بیان کئے ہیں جنہیں ہم یہاں نہایت اختصار کے ساتھ بیان کئے دیتے ہیں۔ تفسیر اعظم التفاسیر میں تحت آیت یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ...... :(النبأ: س ۷۸، آیت ۳۸) پر لکھا ہے کہ

(۱) روح فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے جو جثہ اور قد میں ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمین سے بڑا ہے اور دنیا کے بڑے بڑے ذی شان پہاڑ اس کے آگے نہایت پست اور ذلیل ہیں۔

(۲) شعبی، ضحاک اور سعید بن جبیر ؒ کہتے ہیں کہ روح سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔

(۳) ابو صالح اور مجاہد ؒ فرماتے ہیں کہ روح اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے جو از قسم ملائکہ نہیں ہے۔ ابن عباس ﷺ سے بھی ایک حدیث مرفوع اسی کے قریب قریب منقول ہے۔ اس میں تنازعہ اتنا ہے کہ ان کے ہاتھ پاؤں اور سر موجود ہیں۔ جس طرح ہم کھاتے پیتے ہیں اسی طرح وہ بھی کھاتے پیتے ہیں۔

(۴) مقاتل ؒ بن حیان کہتے ہیں کہ روح سے اشراف ملائکہ مراد ہیں۔

(۵) ابن نجیح ؒ کہتے ہیں کہ وہ جماعت مراد ہے جن کے متعلق فرشتوں کی حفاظت ہے۔

(٦) حسن ؒ اور قتادہ ؒ فرماتے ہیں کہ روح سے مراد بنی آدم ہیں۔

(۷) بعض کہتے ہیں کہ وہ بنی آدم کی ارواح ہیں جو دونوں نفخوں کے درمیان اپنے اجسام کی طرف رجوع کرنے سے قبل بارگاہ رب العالمین میں صف باندھ کر کھڑی ہوں گی۔

(۸) زید بن اسلم کہتے ہیں کہ وہ قرآن مجید ہے۔

(۹) ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ روح ایک فرشتہ ہے جو تمام فرشتوں سے پیدائش میں اعظم تر ہے۔

(۱۰) ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ روح چوتھے آسمان پر وہ تمام آسمانوں اور زمینوں سے پہاڑوں اور فرشتوں سے بڑی ہے۔ ہر دن بارہ ہزار تسبیح کیا کرتی ہے۔ اس کی ہر تسبیح سے خدا تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔ وہ قیامت کے دن تنہا صف باندھ کر رب کے سامنے آئے گی مگر علامہ ابن کثیر ؒ نے اس روایت کو غریب کہا ہے۔

(۱۱) ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روح اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے اگر اسے حکم کیا جائے کہ تو ساتوں زمینوں کو لقمہ بنا جا، تو وہ فوراً ایک لقمہ بنا جائے۔ اس کی تسبیح یہ ہے سُبْحَانَکَ حَیْثُ کُنْتَ.

اگر چہ بعض مفسرین نے روح سے مراد روح الامین یعنی جبرائیل علیہ السلام لی ہے لیکن ہمیں اس سے اختلاف ہے۔

اوّل: تو اس وجہ سے کہ جہاں بھی روح سے جبرائیل علیہ السلام مراد ہیں وہاں روح کو لفظ قدس کے ساتھ مقید کر دیا ہے جیسا کہ

قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ. (النحل: س ۱۶، آیت ۱۰۲)

''کہہ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اس کو تو اُتارا ہے روح پاک نے۔''

﴿اِذْ اَیَّدْتُّکَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ.﴾ (المائدہ: س ۵، آیت ۱۱۰)

''جس وقت کہ قوت دی میں نے تجھ کو ساتھ روح پاک کے۔''

دوم: اس وجہ سے کہ بعض مفسرین کے نزدیک مراد اس سے وہ جماعت ہے جو انسانی صورت پر ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ فرشتے ہیں کہ اور فرشتوں کو تو وہ دیکھتے ہیں لیکن اور فرشتے ان کو نہیں دیکھتے۔ پس وہ فرشتوں کے لئے ایسے ہی ہیں جیسے ہمارے لئے یہ فرشتے۔

گزشتہ سے پیوستہ

(۱۲) شاہ عبدالعزیزؒ صاحب دہلوی اپنی تفسیر میں تحت آیت ہذا فرماتے ہیں کہ روح اس لطیفہ دراکہ مستیقظ کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوقات کو عنایت فرمایا ہے خواہ آسمان ہو یا زمین حجر ہو یا شجر وغیرہ۔

(۱۳) علامہ ابن حزم اندلسیؒ نے اپنی کتاب ''الملل والنحل'' مطبوعہ حیدر آباد دکن جلد سوم از صفحہ ۴۵۹ تا صفحہ ۴۸۸ جسم و نفس پر بحث کرتے ہوئے صفحہ ۴۸۴ پر لکھا ہے کہ نفس و روح ایک ہی مسمی کے دو مترادف نام ہیں اور دونوں کے معنی ایک ہی ہیں۔

ان تیرہ اقوال سے یہ بات تو واضح ہو گئی کہ روح ایک مخلوق ہے جیسا کہ مصنف صاحب نے فرمایا ہے لیکن اس کے آگے روح کے بارے میں مزید گفتگو کرنا لا حاصل اس لئے کہ جب خدا تعالیٰ نے ایک امر کو مبہم رکھا اور انبیاء علیہ السلام تک کو اس کی حقیقت پر مطلع نہیں فرمایا اور نہ اس کے متعلق سوال کرنے کی اجازت دی تو امتیوں کو اس میں زیادہ غور و خوض کرنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ اس میں زیادہ کاوش اور موشگافی کرنا فعل عبث اور حرکت لا طائل ہے۔

سوم: اس وجہ سے کہ سنن ابوداؤد، جامع ترمذی، موطا امام مالکؒ اور مشکوٰۃ میں ہے کہ میدان ① عرفات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام علیہ السلام کی پشت پر ہاتھ پھیرا تو قیامت تک پیدا ہونے والی تمام روحیں چیونٹیوں کی شکل میں زرد، سفید اور سیاہ نکل آئیں اور مسند احمدؒ اور مشکوٰۃ میں ہے کہ ان کی الگ الگ جماعتیں نبیوں اور ولیوں کی قائم کیں، اسی طرح مسلمانوں اور کافروں، نیکوں اور بدکاروں کی الگ الگ کر کے سب کی وہی صورتیں بنائیں جو دنیا میں ہوں گی۔

اس سے ثابت ہوا کہ رُوح جداگانہ ایک مخلوق ہے جو پیدا شدہ ہے۔ لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ انسانوں کے سوا جو روحیں چوپایوں، پرندوں اور حشرات الارض میں ہیں یا جنوں اور فرشتوں میں ہیں وہ یہی روحیں ہیں یا جداگانہ ہیں اور یہی روح ماں کے پیٹ کے اندر یا انڈے کے اندر بچہ میں پھونک دی جاتی ہے جیسا کہ فرمایا:

وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ [الخ، پ ۱۴، رکوع ۳. پ ۲۳، رکوع ۱۴]

ترجمہ: اور پھونک دوں بیچ اس کے روح اپنی۔" ایک اور جگہ ہے۔

فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا ...... الخ (پ ۱۷، رکوع ۶)

فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا ...... الخ . (پ ۲۸، رکوع ۲۰)

ترجمہ: پس پھونک دیا ہم نے بیچ اس کے رُوح اپنی کو۔

یہاں یہ بات بھی صاف ہوگئی کہ روحی اور روحنا کے یہ معنی نہیں کہ روح خداوندی میں سے ایک جزو یا ٹکڑا یا حصہ، بلکہ یہ معنیٰ ہیں کہ ہماری مملوکہ اور مخلوقہ رُوح میں سے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ جو روح جس جسم میں ڈالی جاتی ہے وہ ازل ہی سے اس کے لیے مخصوص اور نامزد تھی جیسا کہ اوپر بیان کی ہوئی احادیث و آیت۔

وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ الخ (پ ۲۱، رکوع ۱۴)

ترجمہ: اور پھونکا اس میں رُوح اپنی سے۔

---

① تفسیر ابن کثیر میں تحت آیت ﴿واذ اخذ ربک......﴾ (الاعراف: س ۷، آیت ۱۷۲) بحوالہ مسند احمد موقوف روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے "نعمان" نامی میدان میں عرفہ کے دن پشت آدم سے تمام اولاد ظاہر فرمائی جو کہ تر زمین پر چیونٹیوں کی طرح تھی۔ ابومحمد

سے ثابت ہے۔ یہ روح جب بچہ کے جسم میں پھونک دی جاتی ہے تو اس کے تمام اعضاء احشاء وجوارح میں سرایت کر جاتی ہے۔ پاؤں کی انگلیوں کی اور ہاتھوں کی انگلیوں کی ہر پور میں، سر میں، سینہ میں غرض کہ ہر حصہ میں بھر جاتی ہے اور کالبد کی شکل روحانی بچہ بن جاتی ہے، یہی روحانی انسان یا روحانی جانور ہے اور روحانی بچہ، بچہ کے نشوونما کے ساتھ بڑھتا رہتا ہے۔ جب بچہ چھوٹا سا ہوتا ہے تو روحانی انسان بھی اسی قد وقامت کا ہوتا ہے اور جب بچہ بڑھ کر پانچ چھ فٹ کا ہوتا ہے تو یہ روحانی انسان بھی اسی قد وقامت کا ہو جاتا ہے اور یہ روحانی انسان ہی حقیقی انسان ہے چنانچہ بعض بزرگوں نے مرنے والے کی روح کو ایک نورانی انسان کی شکل میں دیکھا ہے جو مرنے والے کے منہ سے نکل کر آسمان پر چلا گیا۔

مسلمانوں کا ایک عقیدہ معاد ہے۔ معاد کے معنی ’’جائے بازگشت‘‘ لوٹنے اور واپس جانے کی جگہ‘‘ اس کے یہی معنی ہیں کہ روح جو آسمان سے آتی تھی وہ پھر اس دنیا سے واپس آسمان پر جائے گی اور جسم جو اس دنیا میں بنا تھا اسی جہاں میں رہ گیا۔ روح ہی سے عہد اَلَستُ ① لیا گیا تھا اور اسی سے بازپرس اعمال ہوگی۔

---

① عہد اَلَستُ، تفسیر ابن کثیر میں تحت آیت اَلَستُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی شَھِدنا الخ کئی روایات منقول ہیں جن کا ماحصل یہ ہے کہ پیدائش آدم علیہ السلام کے بعد اللہ تعالیٰ نے میدان عرفات یا نعمان میں عرفہ کے دن داہنے ہاتھ سے آدم علیہ السلام کی پیٹھ کو چھوا تو قیامت تک پیدا ہونے والی جتنی بھی روحیں تھیں سب چیونٹیوں کی مانند کئی رنگوں میں نکل آئیں جن میں کوئی اندھا، کوئی لنگڑا، کوئی خوبصورت، کوئی بہرہ، کوئی گونگا تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے رب سے سوال کیا کہ یا رب العالمین! یہ سب برابر کیوں نہیں؟ فرمایا اس لئے کہ میرا شکر ادا کریں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تمام روحوں سے سوال کیا کہ اَلَستُ بِرَبِّکُمْ یعنی کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب روحوں نے بیک زبان جواب دیا کہ قَالُوْا بَلٰی شَھِدْنَا ہاں ہم اقرار کرتے ہیں کہ تو ہمارا رب ہے۔ پھر رب تعالیٰ نے فرمایا کہ ﴿اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّا کُنَّا عَنْ ھٰذَا غَافِلِیْنَ﴾ (پ ۹: رکوع ۱۲) ’’یہ عہد تم سے اس لئے لیا ہے کہ کہیں قیامت کے روز تم یہ نہ کہہ دو کہ ہم تو اس سے بالکل بے خبر تھے۔‘‘ اَوْ تَقُوْلُوْا اِنَّمَا اَشْرَکَ آبَآءُ نَا مِنْ قَبْلُ وَ کُنَّا ذُرِّیَّةً مِنْ م بَعْدِھِمْ الخ (اعراف۔۱۷۲) ’’یا یہ کہنے لگو کہ شرک تو پہلے سے ہمارے بڑے کرتے رہے اور ہم تو ان کے بعد ان کی نسلوں میں تھے۔‘‘ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی تمام ذریات سے اپنے رب العالمین واحکم الحاکمین ہونے کا عہد لے کر اس کی وجہ بیان فرمائی کہ آدم کی یہ ذریات انسان پیدا ہونے کے بعد اپنے کئے ہوئے عہد و پیمان کو مدنظر رکھ کر صرف میری ہی پرستش

کرتے رہیں۔ ارشاد ہے۔

﴿يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰئِكَةُ صَفًّا.﴾ (النبا: س ۷۸، آیت ۳۸)

”اس دن کھڑی ہوگی روح اور فرشتے صف باندھ کر۔“

لیکن اس جہاں میں روح نے جو کچھ کیا تھا وہ مشارکت جسم سے کیا تھا اس سے لئے جزا و سزا بھی جسم ہی کے ساتھ ہوگی۔

غرض کہ روح ایک پہلے سے پیدا شدہ مخلوق لطیف ہے جس میں ہر کالبد و قالب میں ڈھل جانے اور ہر شکل میں متشکل ہو جانے کی قدرت ہے۔ اب اگر قالب بھی لطیف ہے تو وہ روح اور کالبد و مختلف اشکال میں متشکل ہو جائیں گے اور اگر جسم کثیف ہے تو متشکل نہ ہو سکے گا مثلاً انسان مٹی سے بنا ہے۔ اس کا جسم کثیف ہے اگر چہ روح لطیف ہے لیکن جسم تبدیلی قبول نہیں کر سکتا اور ملائکہ نور سے جنات آگ سے بنے ہیں ان کے اجسام بھی لطیف ہیں یہ متشکل ہو سکتے ہیں پس ملائکہ و جنات کا مختلف شکلوں اور جسموں میں متشکل ہو جانا عقلاً ممکن ہے۔ یہاں یہ بات بھی ذہن میں رکھنا چاہیے کہ جس طرح اور مخلوق ہے اسی طرح حوریں اور غلمان اور ولدان مخلدون بھی مخلوق میں جن کی حقیقت و کیفیات کا ہمیں علم نہیں۔ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا.

گزشتہ سے پیوستہ

اکیلے مجھ ہی سے ہر قسم کی مرادیں مانگیں۔ مجھ ہی کو اپنا مالک و خالق، رازق، عالم الغیب والشہادۃ، دور دراز کی خبر گیری کرنیوالا، متصرف الامور مانیں اور اگر کسی وقت شیطان کے بہکانے میں آ کر مجھے چھوڑ کر دوسروں کی پرستش کرنے، غیروں سے مرادیں مانگنے، غیروں کو عالم الغیب، غیروں کو متصرف الامور تسلیم کرنے لگیں اور اگر علمائے حق میری آیات و فرامین کے ذریعے ان کو ان غیر اسلامی امور سے منع کر دیتے تو ذریات آدم یہ نہ کہہ سکے کہ یہ شرکیہ کام تو پہلے سے ہمارے بڑے کرتے چلے آئے ہیں اس لئے ہم نے بھی اختیار کئے ہیں۔ یا پھر جب دن قیامت کے ذریات آدم انسانوں سے اس عہد شکنی پر میں سوال کروں تو یہ نہ کہہ سکیں کہ ﴿اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ﴾ (اعراف ۱۷۲) ”ہم تو اس سے غافل تھے۔“ اسے کہتے ہیں عہد الست یا عہد میثاق اس کے متعلق ایک شاعر نے کہا ہے۔

الست تو نہ گر کہتا نہ میں قالوا بلیٰ کہتا
نہ کرتا تو مجھے پیدا نہ میں تجھ کو خدا کہتا

اس عہد کے بعد اللہ تعالیٰ نے تمام روحوں کو حضرت آدم علیہ السلام کی پیٹھ میں واپس لوٹا دیا۔

یہ سارا واقعہ قرآن مجید میں (پ ۱۹: ع ۱۲) میں موجود ہے۔ ابو محمد

اسلام میں جنات کی صورتیں اور ان کی قدرت تبدیلی صور

ہم بتا آئے ہیں کہ ملائکہ و جنات میں تبدیلی صور کی قدرت ہے، رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اپنی اصلی صورت میں دوبارہ دیکھا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ کہ

﴿وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی.﴾ (النجم: س ۵۳، آیت ۱۳)

یعنی اسے تو ایک مرتبہ اور بھی دیکھا تھا۔

آیت ہذا کی تفسیر میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اصلی صورت میں دو مرتبہ دیکھا ہے اول تو اس وقت کہ جب شروع میں جبرئیل علیہ السلام اصلی صورت میں وحی اقرأ باسم...... الخ لے کر آئے اور دوم اس وقت کہ جب جبرئیل علیہ السلام کی معیت میں معراج پر تشریف لے گئے، حضور اکرم ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو اصلی شکل میں دیکھا تو جبرئیل علیہ السلام کے چھ سو پر تھے اور جسامت نے آسمان کے کناروں کو ڈھکا ہوا تھا اور جبرئیل علیہ السلام کا انسانی شکل میں آنا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ان کو دیکھنا بھی حدیث شریف سے بالصراحت ثابت ہے چنانچہ بحوالہ مسلم مشکوٰۃ کی سب سے پہلی حدیث جس کا ماحصل یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم (چند صحابہ رضی اللہ عنہم) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ یکا یک ایک آدمی سفید کپڑوں اور سیاہ بالوں والا آیا جسے ہم پہچانتے نہ تھے اور نہ اس کی ظاہری حالت سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ کوئی مسافر دور دراز سے آیا ہے کیوں کہ اس کے جسم و کپڑوں پر کسی قسم کا غبار نہیں تھا آیا اور آ کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے بالکل قریب باادب دوزانو بیٹھ کر عرض کیا کہ:

﴿یَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ﴾

''یا رسول اللہ ﷺ مجھے اسلام کی پاکیزہ تعلیم سکھائیے۔

رسول اللہ ﷺ نے اسے توحید و رسالت کے بعد اسلام کے دیگر ارکان بتائے تو اس شخص نے فرامین رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کی۔ اس پر ہم (صحابہ رضی اللہ عنہم) متعجب ہوئے کہ سیکھتا ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے (یعنی انجان ہونے کی وجہ سے سیکھ رہا تھا تو تصدیق کیسی؟ کیوں کہ تصدیق

کرنے کے لئے پہلے جاننا ضروری ہوتا ہے) پھر اس شخص نے ایمان کے بارہ میں سوال کیا تو حضور ﷺ نے ارکان ایمان کی تعلیم فرمائی۔ پھر اس شخص نے قیامت کے بارے میں سوال کیا تو حضور ﷺ نے لاعلمی کا اظہار فرمایا۔ (کیوں کہ یہ غیب کی بات ہے جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کب آئے گی؟) پھر اس شخص نے قیامت کی علامات معلوم کیں۔ تو حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی نشانیاں بتائیں۔ اس کے بعد وہ شخص چلا گیا۔ حضور ﷺ نے تھوڑی دیر خاموشی اختیار فرمانے کے بعد مجھ سے فرمایا کہ اے عمر! تو جانتا ہے کہ یہ کون شخص تھا؟ میں نے عرض کیا کہ

﴿اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ﴾ ''اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (ﷺ) ہی بہتر جانتے ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ

﴿فَاِنَّهٗ جِبْرَائِیْلُ اَتَاکُمْ یُعَلِّمُکُمْ دِیْنَکُمْ﴾

''یہ جبرئیل تھے جو کہ تمہارے پاس تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔''

یعنی تمہارے سامنے مجھ سے اس طرح سوالات کر کے جوابات حاصل کرنے کا مقصد جبرئیل علیہ السلام کا تم لوگوں کو دین سکھانا تھا۔

اسی طرح بکثرت احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں جبرئیلؑ وحی لاتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھتے تھے لیکن دوسرے لوگ صرف اندازہ کرتے تھے یا بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کچھ آواز بھی سن لیتے تھے۔

حضور ﷺ کا فرشتوں کو دیکھنا اس حدیث سے بھی ثابت ہے کہ جو بخاری شریف میں حضرت حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ہم نے حضور ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ نے جب سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو پیچھے ایک شخص نے بلند آواز سے یہ کلمات کہے۔

﴿رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْهِ﴾

بعد نماز حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ کلمات کس نے کہے تھے؟ اس شخص نے عرض کیا کہ میں نے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تیس سے زائد فرشتوں کو دیکھا کہ وہ ان

کلمات کو لکھنے کے لئے ایک دوسرے سے جلدی کر رہے تھے۔ نیز فرشتوں کا انسانی شکل میں آنا آیات ذیل سے بھی ثابت ہے۔

حضرت مریم علیہا السلام کے پاس فرشتہ انسانی شکل میں آیا تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿ فَاَرْسَلْنَا اِلَیْھَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَھَا بَشَرًا سَوِیًّا. ﴾ (مریم: س ۱۹، ۱۷)

''پھر ہم نے اس کے پاس اپنی روح (فرشتہ) کو بھیجا اور وہ اس کے سامنے پورا آدمی بن کر ظاہر ہوا۔''

اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام کے پاس بھی فرشتے انسانی کالبد میں آئے ارشاد ہے کہ

﴿ فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ۨالْمُرْسَلُوْنَ ٥ قَالَ اِنَّکُمْ قَوْمٌ مُّنْکَرُوْنَ ﴾

(الحجر. ٦٢)

''جب بھیجے ہوئے فرشتے قوم لوط (علیہ السلام) کے پاس آئے تو لوط (علیہ السلام) نے کہا کہ تم لوگ تو کچھ اجنبی معلوم ہوتے ہو۔''

اسی طرح وہ احادیث کہ جن میں ملک الموت کا اچھی یا بری صورتوں میں آنا اور مرنے والے کا ان کو دیکھنا بتایا ہے، اس پر مزید ثبوت ہیں، نیز جبرئیل علیہ السلام اکثر دحیہ ① کلبی کی صورت میں وحی لایا کرتے تھے۔

حاصل یہ کہ جن مفسرین متقدمین کے نزدیک جنات جنس ملائکہ سے ہیں۔ ان کے خیال کے مطابق ان قرآنی وحدیثی حوالجات سے اجمالاً جنات میں تبدیلی، صورت، ظہور وغیبت اور تھوڑی دیر میں مسافت بعیدہ طے کرنے کی قدرت الٰہیہ موجود ہے۔

---

① دحیہ کلبی۔ طبقات ابن سعد مطبوعہ حیدر آباد دکن حصہ نمبر (۷) صفحہ (۲۸۹) میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے امیہ کے تین آدمیوں کو تشبیہ دی فرمایا کہ دحیہ کلبی جبرئیل علیہ السلام کی مشابہ ہیں۔ عروہ بن مسعود الثقفی عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے مشابہ ہیں اور عبدالعزیٰ دجال کے مشابہ ہیں۔ دحیہ کلبی بن خلیفہ زمانہ قدیم میں اسلام لائے اور جنگ بدر میں حاضر تھے اس کے بعد بھی تمام غزوات میں آنحضور ﷺ کے ہم رکاب رہے اور حضور اکرم ﷺ نے قیصر کو اسلام کا دعوت نامہ بھیجا تھا اسے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ ہی لے کر گئے تھے۔ خلافت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما تک زندہ رہے۔ ابو محمد

جنات کی قدرت تبدیلی صور کے متعلق مزید سنئے: فتح الباری ① شرح بخاری میں ہے کہ

﴿ وَرَوَی الْبَیْھِقِیُ فِیْ مَنَاقِبِ الشَّافِعِیِّ بِاِسْنَادِہٖ عَنِ الرَّبِیْعِ سَمِعْتُ الشَّافِعِیّ یَقُوْلُ مَنْ زَعَمَ اَنَّہٗ یَرَی الْجِنَّ اَبْطَلْنَا شَھَادَتَہٗ اِلَّآ اَنْ یَّکُوْنَ نَبِیًّا وَھٰذَا مَحْمُوْلٌ عَلٰی مَنْ یَّدَّعِیْ رُؤْیَتَھُمْ عَلٰی صُوَرِھِمُ الَّتِیْ خُلِقُوْا عَلَیْھَا وَاَمَّا مَنْ یَّدَّعِیْ اَنَّہٗ یَرٰ ی شَیْئًا مِّنْھُمْ بَعْدَ اَنْ یَّتَصَوَّرَ عَلٰی صُوْرِ شَتّٰی مِنَ الْحَیَوَانِ فَلَا یَقْدَحُ وَقَدْ تَوَارَدَتِ الْاَخْبَارُ بِتَصَوُّرِھِمْ فِی الصُّوَرِ ﴾

---

① فتح الباری الخ جس طرح صحیح بخاری شریف کے متعلق مشرق و مغرب کے جمیع علمائے متقدمین و متاخرین کا فیصلہ ہے کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہ قرآن عزیز کے بعد روئے زمین پر تمام کتابوں سے زیادہ صحیح ترین حدیث کی مشہور کتاب صحیح بخاری ہے۔ اسی طرح جمہور علمائے سلف و خلف کے نزدیک بخاری شریف کی اردو، عربی اور فارسی ایک سو ساٹھ شروع میں سے فتح الباری نہایت مستند و معتبر مانی جاتی ہے۔ یہ علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۵۲ ہجری کی تصنیف لطیف ہے۔ اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے لگائیے کہ جب یہ لکھی جا رہی تھی تو سلاطین وقت نے اسے سونے سے تول کر خریدا تھا چنانچہ ایک کتاب ''مدینہ کانفرنس'' کے نام سے ہے ۹۷۳ ہجری میں بہتر علماء کرام نے مدینہ شریف میں جمع ہو کر اسلام کے اسباب زوال و دافع اختلاف کے لئے ایک مجلس مذاکرہ (کانفرنس) منعقد کی، جس کی مکمل روئداد بزبان عربی ''منتخب مختار الکونین'' کے نام سے قلم بند ہوئی۔ اس کا ایک قلمی نسخہ خواجہ غلام فرید کے کتب خانہ واقعہ چاچڑاں (علاقہ پنجاب) سے مولوی عبدالرحیم بن مولوی رحیم بخش رحمۃ اللہ علیہ صاحب (مسجد چینیاں والی لاہور نے لے کر ۱۹۱۴ء میں اس کا اردو ترجمہ ''مدینہ کانفرنس'' کے نام سے لاہور سے شائع کیا۔ اس کے صفحہ ۱۸۷ پر تحت حاشیہ نمبر ۱ لکھا ہے کہ شیخ الاسلام امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جب اپنی شہرہ آفاق کتاب فتح الباری تصنیف کی اور اس کی شہرت دیگر بلاد تک پہنچی تو اس وقت کے شاہ اسپین اور والی یمن نے ایک ایک نسخہ سونے سے تول کر لیا ہر آٹھویں روز تک جتنا حصہ کتاب کا تیار ہوتا اسی حساب سے اس کی قیمت ادا کر کے ان سلاطین کے سفرا اپنے اپنے بادشاہوں کو روانہ کر دیتے۔ فتح الباری کے بارے میں علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ اس کی تصنیف سے قبل بخاری علیہ الرحمتہ کا امت پر ادا حق واجب تھا، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف کی یہ مستند ترین شرح لکھ کر امت کی طرف سے بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا حق ادا کر دیا ہے۔ یہ کتاب آج (۱۹۶۵ء/۱۳۸۴ ہجری) کل مصر سے دو سو اور پاکستان میں پانچ سو روپے میں دستیاب ہوتی ہے کاش! اب بھی مسلمانوں میں اہل ثروت حضرات ایسی نوادرات خرید کر اپنے دار العجائب میں اہل تحدث بنعمت اللہ کرتے۔ (ابو محمد)

’’بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے مناقب شافعیؒ میں ان ہی کی اسناد کے ساتھ ربیع رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے سنا امام شافعیؒ کہتے تھے کہ جو کوئی یہ گمان کرتا ہے کہ اس نے جن کو...... (اصلی شکل میں) دیکھا ہے تو ہم اس کی گواہی باطل کر دیں گے مگر یہ کہ نبی (کہنے والا) ہو۔ یہ بات اس پر محمول ہے کہ جو کوئی ان (جنات) کو اصلی صورت پر کہ جن پر پیدا ہوئے ہیں، دیکھنے کا دعوے دار ہو لیکن جو کوئی یہ کہے کہ اس نے ایسی چیز کو دیکھا ہے کہ مختلف صورتوں میں جانداروں کے تبدیل ہو گئی ہے تو کوئی برا نہیں کیوں کہ اس بات پر احادیث وارد ہیں کہ وہ (جنات) مختلف صورتوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔‘‘ ❶

---

❶ جنات ہمیں دیکھتے ہیں لیکن ہم جنات کو ان کی اصلی صورت میں نہیں دیکھ سکتے چنانچہ علامہ ابن حزم اندلسیؒ اپنی کتاب الملل والنحل مطبوعہ حیدر آباد دکن جلد سوم صفحہ ۲۹۹ میں لکھتے ہیں کہ ’’یہ ہمیں دیکھتے اور ہم انہیں نہیں دیکھتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

﴿ اِنَّهٗ يَرٰكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ الخ﴾ (الاعراف: س ۸، آیت ۲۷)

’’وہ (شیطان جو از قسم جن ہے) اور اس کا خاندان تمہیں اس طور پر دیکھتا ہے کہ تم لوگ انہیں نہیں دیکھ سکتے۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے ہمیں خبر دی ہے کہ ہم انہیں نہیں دیکھ سکتے اب جو یہ دعویٰ کرے کہ اس نے انہیں (ان کی اصلی صورت میں) دیکھا ہے تو وہ کاذب ہے بجز اس کے کہ وہ انبیاء علیہم السلام میں سے ہو تو یہ ان کا معجزہ ہوگا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے تصریح فرمائی ہے کہ آپ کے پاس (ایک مرتبہ) شیطان کود پڑا کہ آپ ﷺ کی نماز میں خلل ڈالے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اسے پکڑ لیا پھر مجھے اپنے بھائی سلیمان (علیہ السلام) کی دعا یاد آ گئی اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ ضرور جکڑا ہوا ہوتا کہ اسے اہل مدینہ دیکھتے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شیطان (جن) کے دیکھنے کا یہ حضور ﷺ کا معجزہ تھا۔ آنحضور ﷺ کی وفات کے بعد کسی کے جن کو اصلی شکل میں دیکھنے کی صحیح خبر کا امکان نہیں ہے۔ یہ اخبار یا تو منقطع ہیں (یعنی ان کی سند میں سے جا بجا راویوں کا نام محذوف ہے جس سے یہ مرسل سے بھی زیادہ غیر معتبر ہیں) یا ان راویوں سے ہیں جن میں خیر نہ تھی بلفظہٖ (ابو محمد)

میرا ایک جن کو دیکھنا

میں ایک مرتبہ قصبہ گنور ضلع بدایوں میں اپنے ایک دوست حافظ معصوم علی صاحب کے یہاں مع متعلقین چند روز مہمان رہا تو ان کے ہاں ایک لڑکے کو دیکھا جس کا قد معمولی، رنگ سیاہ اور کچھ بدصورت تھا اور یہ لڑکا گھر کا کام کاج کرتا تھا۔ اس کی عمر تقریباً گیارہ بارہ برس کی ہوگی۔ ضرورت پر بازار سے یا دوسری جگہ سے کوئی چیز منگائی جاتی تو یہ صرف چند منٹ میں لے آتا۔ گرم روٹی پکتی ہوئی توے پر سے اتار کر بلا تکلف منہ میں رکھ کر کھا لیتا تھا۔ جب کسی شرارت پر اسے مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا جاتا تھا۔ تو یہ چھت پر بیٹھا ہنستا نظر آتا تھا اور جب آنے کو کہا جاتا تو طرفۃ العین میں پاس نظر آتا تھا اور کبھی سامنے سے خود بخود غائب ہو جاتا اور کبھی نہایت لمبا آدمی بن کر سامنے آ جاتا۔ پھر اسی وقت اصلی صورت (لڑکے کی شکل) میں آ جاتا۔ جب ہم نے حقیقت دریافت کی، تو گھر والوں نے بتایا کہ ایک چھوٹا سا بچہ لاوارث خود بخود ہمارے ہاں آ گیا تھا۔ ہم نے بیٹے کی طرح پال لیا۔ پھر اس نے بتایا کہ اس کے ماں باپ مر گئے ہیں۔ اور وہ جن ہے۔

اب میرے پاکستان آنے کے بعد کچھ حال معلوم نہیں کہ وہ اب ان کے ہاں ہے یا نہیں۔

﴿وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُبِکَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيٰطِيْنِ﴾

(المومنون: پارہ ۱۸، س ۲۳، آیت ۹۷)

"اور دعا کر کہ اے میرے پروردگار! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

مسند امام احمدؒ میں آنحضرت ﷺ کی ایک دعا سوتے وقت کی منقول ہے جس کے آخری الفاظ یہ ہیں:

﴿وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيٰطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنَ﴾

"اے پروردگار! میں پناہ چاہتا ہوں تیری، شیاطین کے وسوسوں سے اور اس سے کہ وہ میرے پاس آئیں۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کی ایک جن سے ملاقات ہوئی۔ جن

نے کہا کہ اگر تو مجھ سے کشتی لڑ کر مجھے گرا دے گا تو میں تجھے ایسے آیت سکھا دوں گا کہ جب تو اسے پڑھ لے گا تو شیطان تیرے پاس نہیں آئے گا۔ اب کشتی ہوئی تو اس آدمی نے جن کو پچھاڑ دیا۔ اس شخص نے جن سے کہا کہ تو بہت کمزور و بزدل ہے اور تیرے ہاتھ تو کتے جیسے ہیں۔ کیا سب جنات ایسے ہی ہوتے ہیں یا صرف تو ہی ایسا ہے؟ اس جن نے کہا کہ میں تو سب میں قوی ہوں۔ پھر دوبارہ کشتی ہوئی تو دوبارہ بھی جن ہار گیا۔ الی اخر الحدیث

کہا گیا ہے کہ وہ آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ دیربی ① نے لکھا ہے کہ حضرت سعید رضی اللہ عنہ بن مسیّب کو مومن جنوں میں سے ایک مومن جن نے ایسا حجاب بتایا تھا کہ جس کے پڑھنے یا پاس رکھنے سے انسان جنوں، شیطانوں، عفریتوں سے محفوظ رہتا ہے۔

حدیث میں ہے کہ بمقام نخلہ نبی ﷺ نماز میں قرأت فرما رہے تھے تو نصیبین کے جن آنحضرت ﷺ کے اردگرد بھیڑوں کی شکل میں جمع ہو کر قرآن سنتے رہے۔

اور حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ ایک مقتول (جن) کے جھگڑے کا فیصلہ فرمانے تشریف لے گئے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ساتھ گئے تو دیکھا کہ (کرگس) گدھوں کی طرح کے جانور اڑتے ہوئے آ رہے ہیں۔ پھر ان میں شور ہونے لگا۔ قرآن مجید میں ہے کہ

﴿ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴾ (الصفت: س ۲۳، آیت ٦٥)

”(زقوم، تھر کے) خوشے شیطانوں کے سروں جیسے ہوتے ہیں۔“

سب سے آخر میں سورۃ ص کی یہ آیت لکھتا ہوں۔

﴿ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴾ (ص: س ۳۸، آیت ۳۴)

”ہم نے سلیمان کی آزمائش کی اور ان کے تخت پر ایک جسم ڈال دیا۔ پھر اس نے رجوع کیا۔“

---

① دیربی۔ پورا نام احمد دیربی ہے۔ مذہباً شافعی ہیں اور قاہرہ (مصر) کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے ۱۱۲۳ ہجری میں ایک کتاب بنام ”فتح الملک المجید المولف لنفع العبید وقمع کل جبار عنید“ لکھی جسے فرم ملک سراج الدین لاہور نے مصری مطبوعہ عربی نسخہ کا مولوی بشارت علی خان کے اردو ترجمہ کے ساتھ بنام ”مجربات دیربی“ اپنے ہاں سے شائع کیا۔ مصنف محترم کا ذکر کردہ واقعہ اسی دیربی مترجم مطبوعہ لاہور کے صفحہ ۲۱۹ پر موجود ہے۔ (ابو محمد)

اس کی تفسیر تمام مفسرین نے لکھا ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری کھو گئی یا باختلاف روایت کسی جن کو مل گئی تو وہ جن سلیمان علیہ السلام کی شکل وصورت میں آ کر ان کی کرسی پر بیٹھ گیا اور چالیس دن تک بادشاہت کرتا رہا اور کسی شخص نے بھی نہ پہچانا یہاں تک کہ وہ انگوٹھی حضرت سلیمان علیہ السلام کو واپس مل گئی۔

اس آیت سے جنات کا اپنی شکل وصورت بدل لینا اور دوسری کسی شکل یا بھیس میں آ جانا ثابت ہو گیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جنگ بدر کے دن ابلیس انسان کی صورت میں آیا، جھنڈا لئے لشکر سمیت تھا۔

شیطان نے جب لشکر ملائکہ کو دیکھا تو بھاگا۔ حارث بن ہشام نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تو وہ حارث کے سینہ پر گھونسا مار کر بھاگ گیا۔

کثرت جنات

یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ بلحاظ تعداد جن انسانوں سے بہت زیادہ ہیں۔ اس کا ثبوت ایک تو وہ حدیث شریف ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہر آدمی کے ساتھ ایک شیطان ہے۔ دوسری روایت حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ ہر آدمی کے ساتھ اس کا ایک قرین موکل ہے۔ تیسری ابن ابی حاتم کی یہ عبارت کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ”جا اے شیطان! بنی آدم میں جتنی اولاد ہوگی اُتنی ہی تیرے ہاں بھی ...... ہوگی۔“

ان روایات سے اولاد آدم اور اولاد شیطان کی تعداد کی مساوات ثابت ہوئی لیکن وہ جنات جو حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے تھے اور ان کی اولاد میں توالد و تناسل بھی ہے۔ یہ سب مل کر انسانوں سے بہت زیادہ ہو جاتے ہیں چنانچہ سورۃ انعام کی آیت میں اسی کثرت کا ذکر کیا گیا ہے کہ

﴿ یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَکْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ﴾ (الانعام: س ٦، آیت ١٢٨)

”اے جماعت جنات! تم انسانوں سے زیادہ ہو گئے ہو۔“

جن اور کالے کتے

احادیث سے ثابت ہے کہ شیطان سیاہ کتے کے بھیس میں آتا ہے، سیاہ کتا مار ڈالا جائے، سیاہ کتا نمازی کے سامنے سے گزر جائے تو نماز نہیں ہوتی اس لئے کہ وہ شیطان ہوتا ہے اور جن چھ جانوروں ❶ کو فاسق بنا کر ان کے مار ڈالنے کا حکم ہے۔ ان میں سیاہ کتا بھی ہے۔ (مسلم شریف)

شیخ عبدالوہاب شعرانی نے الیواقیت والجواہر میں مسجد کے اندر جن سے اپنی ملاقات لکھی ہے جس نے کتے کی شکل میں آ کر کچھ علمی سوالات کئے تھے۔

مجھے ایک شخص نے بتایا کہ وہ چند روز تک ایک سیاہ کتے کے سامنے کچھ الفاظ بطور عمل پڑھتے رہے۔ پھر ختم عمل پر مکان کے اندر بند کمرے میں وہی الفاظ پڑھے تو ایک آدمی سامنے آ گیا اور بتایا کہ میں وہی ہوں جو کتے کے بھیس میں تھا۔

دعوت سگ اصحاب کہف، یہ ایک عمل کا نام ہے۔ جسے بہت سے لوگ جانتے اور کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں بھی جانتے ہیں میرا بھی کئی مرتبہ کا کیا ہوا ہے۔ وہ یہ کہ جمعرات کو دن میں کسی وقت کسی سیاہ کتے سے کہہ آتے ہیں کہ آج ہمارے ہاں قطمیر ❷ (اصحاب کہف کے کتے کا نام ہے) کی دعوت ہے تم رات کو آ کر کھانا۔ پھر بعد مغرب مکان میں کسی برتن میں دروازہ کے قریب کھانا رکھ دیتے ہیں۔ وہ کتا آتا ہے اور کھانا کھا جاتا ہے بشرطیکہ کوئی آنے سے مانع نہ ہو یا دروازہ بند نہ ہو۔ الی آخرہ غرض کہ شیطان و جنات اکثر کالے کتے کے بھیس میں انسانوں کے سامنے نمودار ہوتے ہیں۔

---

❶ چھ جانوروں الخ حرمین شریفین مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ میں اور ان کی علاقائی حدود میں بارہ مہینے ہر قسم کا شکار کرنا، قتل و خون کرنا یا لکڑی وغیرہ کاٹنا خدا اور رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے لیکن چھ جانوروں چیل، کوا، کتا، چوہا، بچھو اور سانپ کو مار ڈالنے کا شریعت نے صرف اجازت ہی نہیں بلکہ حکم صادر فرمایا ہے ملاحظہ ہو مسلم شریف مطبوعہ مکتبہ سعودیہ کراچی جلد ۳ صفحہ ۱۹۴۔ ابو محمد

❷ قطمیر، یہ اصحاب کہف کے کتے کا نام ہے جس کا ذکر قرآن مجید پارہ نمبر ۱۵ سورۃ کہف میں بالتفصیل موجود ہے۔ اس کتے کا واقعہ بھی عجیب و غریب ہے دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے، تفسیر ابن کثیر میں ہے اسے ملاحظہ فرمایئے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے، یہاں پر ہم بھی کچھ کتے کے بارے میں عرض کر دیں کتے کو عربی زبان میں

کلب، فارسی میں سگ کہتے ہیں یہ نہایت ہی جان نثار صابر و شاکر، منکسر المزاج، نمک حلال، فرض شناس، آقا نواز، شب بیدار اور از حد وفادار ہوتا ہے۔ حضرت حسن بصریؒ (مشہور تابعی) فرماتے ہیں کہ کتے میں دس خصلتیں ایسی ہیں کہ وہ ہر مومن کو اختیار کرنی چاہئیں۔

(۱) اکثر اوقات تھوڑی غذا پر قناعت کر کے بھوکا رہتا ہے۔ یہ علامت صالحین اور صابرین سے ہے۔
(۲) اس کا کوئی مستقل مکان نہیں ہوتا۔ یہ علامت متوکلین سے ہے۔
(۳) رات کو بہت کم سوتا ہے۔ یہ علامت شب بیداری سے ہے۔
(۴) جب مرتا ہے تو کوئی میراث نہیں چھوڑتا۔ یہ علامت زاہدین میں سے ہے۔
(۵) ادنیٰ جگہ پر رہنے کو راضی ہو جاتا ہے۔ یہ علامت متواضعین سے ہے۔
(۶) اپنے مالک کو نہیں چھوڑتا گو وہ اس پر کتنی ہی زیادتی کرے۔ یہ علامت مریدان صادقین کی ہے۔
(۷) اس کی جائے رہائش پر اگر کوئی دوسرا قابض ہو جاتا ہے تو اس کو چھوڑ کر...... دوسری جگہ چلا جاتا ہے۔ یہ علامت راضیین سے ہے۔
(۸) اس کو ماریں، پھر ٹکڑا ڈالیں فوراً آ جاتا ہے۔ مار کا کینہ نہیں رکھتا، یہ علامت خاشعین سے ہے۔
(۹) کھانا سامنے رکھا ہوا دیکھتا ہے تو دور بیٹھا تکتا رہتا ہے۔ یہ علامت مساکین سے ہے۔
(۱۰) کسی مکان سے جب کوچ کر جاتا ہے تو پھر اس کی طرف التفات نہیں کرتا یہ علامت مخزونین سے ہے۔

صحیفہ اہل حدیث کراچی مجریہ ۱۹ شعبان ۱۳۸۰ ہجری۔

شریعت اسلام نے کالے کتے کو مار ڈالنے اور دیگر رنگ کے کتوں کو بوقت ضرورت مال و جان اور کھیتی باڑی کی حفاظت کے لئے پالنے یا رکھنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے لیکن گھر میں رکھنا منع ہے کہ اس کی وجہ سے گھر میں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا۔ یورپ میں کتے کو اہم مقام...... حاصل ہے اسے نہایت شوقیہ طور پر پالا جاتا ہے اور یورپین اور بعض ایشیائی حکومتیں تو اس سے سراغ رسانی کا بھی کام لے رہی ہیں۔ ایشیا کے بعض ممالک مثلاً سیلون، ملایا اور انڈیا وغیرہ میں بھی اسے بڑی اہمیت دی جا رہی ہے چنانچہ ستمبر ۱۹۵۵ء میں پونا (انڈیا) میں کتوں کی نمائش ہوئی جس میں جج کے فرائض اسکاٹ لینڈ کے بیاسی سالہ بوڑھے ''جمیز گرد'' نے انجام دیئے اور جمیز گرد اب تک اس طرح کی یورپ و ایشیا کی ۲۱۸۲ کتوں کی نمائشوں اور مقابلوں میں جج کے فرائض انجام دے چکے ہیں۔ بینا پواس (امریکہ) کے سرکاری ہسپتال میں مارچ ۱۹۵۵ء میں ایک دل کے مرض کا لڑکا داخل کیا گیا جس کے دل میں تین سوراخ تھے۔ ڈاکٹروں نے لڑکے کا آپریشن اس طرح کیا کہ پہلے کتے کو کاٹ کر اس کا پھیپھڑا نکال کر لڑکے کے دل کی جگہ رکھ کر دل باہر نکالا۔ اس کے تینوں سوراخ بند کر کے پھر واپس اپنی جگہ پر رکھ کر کتے کا پھیپھڑا نکال لیا۔ لڑکا دو ماہ میں ٹھیک ہو گیا۔ نیز پلوٹارک المتوفی ۱۲۰ء نے اپنی کتاب السیر جلد اول میں لکھا ہے کہ رومی غیر اسلامی مذہب والے اپنے ایک تہوار میں کتے کی قربانی کرتے ہیں اور یونانی بھی جوان کتوں کو نذر کے طور پر بھینٹ چڑھایا کرتے ہیں۔ (حلال و حرام صفحہ ۲۸-۲۹) ابو محمد

جنات اور سانپ

تورات وانجیل سے شیطان کے جنت میں داخل ہونے کی شکل بتائی ہے اور اکثر مفسرین نے اسرائیلیات سے لے کر نقل کی ہے، وہ یہ ہے کہ شیطان سانپ بن کر یا سانپ کے منہ میں بیٹھ کر داخل ہوا تھا۔ اس سے قدرت تبدیلی صور کے سوا جنات کا سانپ سے ایک تعلق ثابت ہوتا ہے اور بعض مفسرین کا یہ بھی قول ہے کہ جنات کی ایک قوم سانپ بنا دی گئی تھی اور ایک حدیث ہم پہلے لکھ آئے ہیں جس میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جنات کی ایک قسم سانپ ہے۔

دلائل النبوۃ ① میں ہے کہ چند صحابہ رضی اللہ عنہم حج کو جا رہے تھے۔ ان میں صفوان بن معطل بھی تھے۔ راستہ میں ایک سفید سانپ کو لوٹتے ہوئے دیکھا۔ اس میں سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی۔ صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں وہیں ٹھہر گیا۔ جب سانپ مر گیا تو میں نے ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا اور رات کے کھانے کے وقت قافلہ میں جا ملا۔ ہمارے پاس چار عورتیں مغرب کی طرف سے آئیں اور پوچھا کہ عمرو کو کس نے دفن کیا ہے؟ میں نے کہا، کون عمرو؟ انہوں نے کہا کہ تم میں سے کسی نے ایک سانپ کو دفن کیا ہے۔ میں نے کہا ہاں میں نے دفن کیا ہے۔ کہنے لگیں، خدا کی قسم! تم نے بڑے روزہ دار اور پختہ نمازی کو دفن کیا ہے جو تمہارے نبی ﷺ کو مانتا تھا جس نے تمہارے نبیؐ کے نبیؐ ہونے سے چار سو سال پہلے آسمانوں پر ان کی صفت سنی تھی۔

دوسری روایت میں ہے کہ یہ مدفون سانپ ان نو جنوں میں سے تھا۔ جو وفد بن کر رسول اللہ ﷺ کا وادی بطن النخلہ میں قرآن سننے آئے تھے اور اس مدفون جن کا ان نو جنات میں سب سے آخر میں انتقال ہوا ہے۔

ابونعیم ② میں ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگا کہ یا امیر المومنین! میں جنگل میں تھا، دیکھا کہ دو سانپ آپس میں خوب لڑے اور ایک نے دوسرے کو مار ڈالا۔ پھر میں اس جگہ گیا جہاں بہت سے سانپ قتل کئے ہوئے پڑے تھے۔ مجھے بعض

---

① یہ کتاب علامہ حافظ الحدیث احمد بن عبداللہ بن احمد اصبہانی المتوفی ۲۰ محرم ۴۳۰ ہجری کی تصنیف ہے۔ ابومحمد

② ابونعیم۔ یہ کتاب بھی علامہ حافظ الحدیث احمد بن عبداللہ بن احمد اصبہانی...... المتوفی ۲۰ محرم ۴۳۰ ہجری کی تصنیف ہے۔ ابومحمد

میں سے اسلام کی خوشبو آئی تو میں نے ہر ایک کو سونگھا تو ایک زرد رنگ کے سانپ میں سے اسلام کی خوشبو آنے لگی۔ میں نے اپنے عمامہ (صافہ) میں لپیٹ کر اسے دفن کر دیا اور چل دیا۔ راستہ میں ایک آواز آئی کہ اے اللہ کے بندے! تجھے خدا کی طرف سے ہدایت کی گئی۔ یہ دونوں سانپ جنات کے قبیلہ بنو شیصبان اور بنو قیس میں سے تھے۔ ان دونوں میں جنگ ہوئی۔ جتنے قتل ہوئے وہ تم نے دیکھ لئے۔ ان ہی میں ایک شہید جن کو تم نے دفن کیا ہے وہ تھا جس نے خود رسول اللہ ﷺ کی زبان سے وحی الٰہی سنی تھی۔

عبداللہ بن برزی کا واقعہ ابن عساکر میں ہے کہ عبداللہ بن برزی بڑے بزرگ ولی اللہ یک چشم تھے۔ سلیمان بن یزید ان سے ان کی آنکھ کے جانے کا سبب پوچھا کرتے تھے لیکن وہ بتانے سے انکار کیا کرتے۔ اسی طرح کئی مہینے گزر گئے۔ آخر میں عبداللہ برزی نے کہا کہ تم نہیں جانتے ہو تو سنو۔ ایک دن دو خراسانی میرے پاس آ کر کہنے لگے کہ آپ ہمیں برزہ کی وادی میں پہنچا دیں، انہیں برزہ کی وادی میں لے گیا جو دمشق کے پاس ایک شہر ہے۔ وادی میں پہنچ کر انہوں نے تھیلوں سے انگیٹھیاں نکال کر آگ پر بخور جلائے اور کچھ پڑھنے لگے۔ بخور کی خوشبو سے وادی مہک اٹھی تو ہر طرف سے سانپ آنے شروع ہو گئے لیکن انہوں نے کسی کی طرف توجہ نہ کی۔ آخر میں ایک سانپ آیا جو ہاتھ بھر لمبا تھا۔ اس کی آنکھیں سونے کی سی تھیں۔ اسے دیکھ کر انہوں نے کہا، اللہ کا شکر ہے کہ ہماری سال بھر کی محنت ٹھکانے لگی۔ پھر انہوں نے سلائی اس سانپ کی آنکھوں میں پھیر کر اپنی آنکھوں میں پھیر لی۔ یہ دیکھ کر میں نے کہا میری آنکھوں میں بھی سلائی پھیر دو۔ انہوں نے منع کیا۔ آخر میری منت وسماجت پر انہوں نے میری سیدھی آنکھ میں وہ سلائی پھیر دی۔ اب جو میں نے دیکھا تو مجھے زمین ایک شیشے کی طرح نظر آنے لگی اور مجھے زمین کے اندر کی تمام چیزیں ایسی نظر آتی تھیں جیسے زمین کے اوپر کی۔ پھر مجھ سے کہا کہ تم ہمارے ساتھ اور آگے تک چلو۔ میں ساتھ چلا، جب جنگل میں پہنچے تو دونوں نے مجھے باندھ کر ڈال دیا اور انگلی ڈال کر میری آنکھ نکال کر پھینک دی اور چلے گئے۔ میں چیختا چلاتا رہا۔ پھر جب ایک قافلہ ادھر سے گزرا تو انہوں نے مجھے کھولا اور میں واپس آیا۔

میں سے اسلام کی خوشبو آئی تو میں نے ہر ایک کو سونگھا تو ایک زرد رنگ کے سانپ میں سے اسلام کی خوشبو آنے لگی۔ میں نے اپنے عمامہ (صافہ) میں لپیٹ کر اسے دفن کر دیا اور چل دیا۔ راستہ میں ایک آواز آئی کہ اے اللہ کے بندے! تجھے خدا کی طرف سے ہدایت کی گئی۔ یہ دونوں سانپ جنات کے قبیلہ بنو شیصبان اور بنو قیس میں سے تھے۔ ان دونوں میں جنگ ہوئی۔ جتنے قتل ہوئے وہ تم نے دیکھ لیے۔ ان ہی میں ایک شہید جن کو تم نے دفن کیا ہے وہ تھا جس نے خود رسول اللہ ﷺ کی زبان سے وحی الٰہی سنی تھی۔

عبداللہ بن برزی کا واقعہ ابن عساکر میں ہے کہ عبداللہ بن برزی بڑے بزرگ ولی اللہ یک چشم تھے۔ سلیمان بن یزید ان سے ان کی آنکھ کے جانے کا سبب پوچھا کرتے تھے لیکن وہ بتانے سے انکار کیا کرتے۔ اسی طرح کئی مہینے گزر گئے۔ آخر میں عبداللہ برزی نے کہا کہ تم نہیں جانتے ہو تو سنو۔ ایک دن دو خراسانی میرے پاس آ کر کہنے لگے کہ آپ ہمیں برزہ کی وادی میں پہنچا دیں، انہیں برزہ کی وادی میں لے گیا جو دمشق کے پاس ایک شہر ہے۔ وادی میں پہنچ کر انہوں نے تھیلوں سے انگیٹھیاں نکال کر آگ پر بخور جلائے اور کچھ پڑھنے لگے۔ بخور کی خوشبو سے وادی مہک اٹھی تو ہر طرف سے سانپ آنے شروع ہو گئے لیکن انہوں نے کسی کی طرف توجہ نہ کی۔ آخر میں ایک سانپ آیا جو ہاتھ بھر لمبا تھا۔ اس کی آنکھیں سونے کی سی تھیں۔ اسے دیکھ کر انہوں نے کہا، اللہ کا شکر ہے کہ ہماری سال بھر کی محنت ٹھکانے لگی۔ پھر انہوں نے سلائی اس سانپ کی آنکھوں میں پھیر کر اپنی آنکھوں میں پھیر لی۔ یہ دیکھ کر میں نے کہا میری آنکھوں میں بھی سلائی پھیر دو۔ انہوں نے منع کیا۔ آخر میری منت وسماجت پر انہوں نے میری سیدھی آنکھ میں وہ سلائی پھیر دی۔ اب جو میں نے دیکھا تو مجھے زمین ایک شیشے کی طرح نظر آنے لگی اور مجھے زمین کے اندر کی تمام چیزیں ایسی نظر آتی تھیں جیسے زمین کے اوپر کی۔ پھر مجھ سے کہا کہ تم ہمارے ساتھ اور آگے تک چلو۔ میں ساتھ چلا، جب جنگل میں پہنچے تو دونوں نے مجھے باندھ کر ڈال دیا اور انگلی ڈال کر میری آنکھ نکال کر پھینک دی اور چلے گئے۔ میں چیختا چلاتا رہا۔ پھر جب ایک قافلہ ادھر سے گزرا تو انہوں نے مجھے کھولا اور میں واپس آیا۔

سانپوں کی باتیں

یہ بات احادیث و آثار سے ثابت ہے کہ جنات عموماً سانپوں کے بھیس میں ظاہر ہوتے ہیں اور اکثر ظاہر اور غائب ہو جاتے ہیں، سانپ کے کان نہیں ہوتے اس وجہ سے وہ سنتا نہیں اور کانوں کا کام آنکھوں سے لیتا ہے لیکن تجربہ بتاتا ہے کہ سانپ بغیر کانوں کے سنتا ہے چنانچہ بین کی آواز سن کر بل سے باہر نکل آتا ہے اور جب وہ عہد یاد دلایا جاتا ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام سے کیا تھا اور کہا جاتا ہے کہ تم یہاں سے چلے جاؤ ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ تو فوراً چلا جاتا ہے۔

(۱) سی۔ او۔ ڈی ہلس ① انسپکشن بنگلہ پر میرے خویش رہتے ہیں، جہاں آج کل میں مقیم ہوں، یہاں بکثرت سانپ نکلتے تھے اور شاید ہی کوئی دن خالی جاتا ہو ورنہ دو ایک سانپ ضرور ہی نکلتے۔

ایک مرتبہ میں نے ایک عمل کیا اور سیاہ رنگ کے سانپ سے کہا کہ تم سب یہاں سے چلے جاؤ۔ اس دن سے اب تک تقریباً ایک سال ہو گیا اور کوئی سانپ نہیں نکلا۔

یہ بھی مشہور ہے کہ سانپ خود نہیں مرتا جب تک کہ اسے کوئی مار نہ ڈالے یا کوئی زخم نہ آ جائے۔ کہا جاتا ہے کہ جب سانپ کی عمر سو برس کی ہو جاتی ہے تو اڑنے لگتا ہے۔

(۲) ایک مرتبہ سردی کے موسم میں تقریباً دس بجے دن کے سانپ کے اڑنے کا شور ہوا تو میں نے دیکھا کہ سیاہ سانپ تقریباً ڈیڑھ گز لمبا شمال سے جنوب کو اس طرح اڑتا ہوا جا رہا ہے جس طرح زمین پر لہراتا ہوا جاتا ہے اور منتہائے نظر تک لوگوں نے اپنی قوت بینائی کے مطابق دیکھا۔ ان دیکھنے والوں میں عورتیں، مرد، جوان، بوڑھے اور بچے سب شامل تھے ان ہی میں مولانا یوسف حسین صاحبؒ ساکن خانپور ضلع ہزارہ بھی تھے۔

(۳) ایک مرتبہ اسی مدت میں سی۔ او۔ ڈی ہلس انسپکشن بنگلہ پر تھا کہ ایک سانپ اڑتا ہوا آیا اور فلٹر

---

① سی۔ او۔ ڈی ہلس الخ یہ کراچی نیشنل اسٹیڈیم کے متصل انسپکشن بنگلہ ایک پہاڑی پر واقع ہے، جہاں محترم مصنف صاحب کے داماد عزیز محمد ابراہیم صاحب عثمانی ایکزیکٹیو انجینئر فلٹر پلانٹ رہتے ہیں۔ محترم مصنف صاحب نے جن دنوں یہ کتاب لکھ رہے تھے وہیں کچھ دن بطور مہمان کے قیام فرمایا۔ یہ بنگلہ پرشکوہ و ہوادار ایک اونچی پہاڑی پر ہے جہاں سے تقریباً کراچی کی آبادی بڑے اچھے طور پر نظر آتی ہے۔ ابو محمد

پلانٹ پر کھڑے ہوئے ایک شخص کے سینہ سے ٹکرا کر زمین پر گر گیا۔ لوگوں نے اسے مار ڈالا۔ یہ سانپ تین فٹ لمبا سفید رنگ کا تھا۔ اس کے چھوٹے چھوٹے دو پر تھے۔

(۴) پرانے لکھے پڑھے لوگوں میں یہ قصہ بہت مشہور ہے کہ شاہ اہل اللہؒ برادر شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ بیٹھے ہوئے لکھ رہے تھے کہ ایک چھوٹا سانپ ان کے قریب آ گیا۔ انہوں نے قلم سے اس کا سر کچل کر باہر پھینک دیا تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص نے آ کر نماز جنازہ پڑھا دینے کی درخواست کی۔ یہ ساتھ ہو لئے۔ اس نے شہر سے باہر لے جا کر ایک خیمہ میں جو عدالت کی طرح تھا حاکم کے سامنے پیش کر کے کہا قاتل حاضر ہے۔ پھر ان (شاہ اہل اللہ) سے قتل کا سوال کیا۔ ان کے انکار پر ایک جنازہ دکھایا گیا جس کے سر میں زخم تھے انہوں نے پھر بھی انکار کیا، تو پوچھا گیا کہ کیا تم نے آج کوئی سانپ مارا ہے؟ تو انہوں نے اقرار کیا۔ اس پر کہا گیا کہ وہی مقتول ہے جو سانپ کے بھیس میں تھا انہوں نے اپنی بریت کے لئے یہ حدیث پڑھی من تشبہ بقوم فھو منھم کہ جو جس قوم کی مشابہت کرے وہ اسی میں سے ہے اس پر حاکم نے کہا کہ جس وقت نبی ﷺ نے یہ فرمایا تھا میں اس وقت حاضر خدمت تھا۔ ①

---

① محترم مولانا الحاج مفتی عبدالجبار صاحب دہلوی نے ماہ فروری ۱۹۶۵ء مطابق ماہ شوال ۱۳۸۴ ہجری میں ایک خوشی کے مواقع پر اپنے پرانے رفیقوں محترم حاجی محمد اسحاق صاحب چاندی والے ساکن فارمیسی بلڈنگ عقب ملک ٹینٹ ہاؤس برنس روڈ کراچی و حاجی عبدالخالق صاحب بن حاجی محمد اسحٰق چاندی والے ساکن پراچہ مینشن گلی نمبر ا برنس روڈ کراچی او غیرہ کی دعوت طعام کی۔ کھانے کے بعد معزز مہمانوں اور میز بانوں کے مابین گفتگو ہوئی اس وقت راقم بھی بحیثیت خادم موجود تھا۔ محترم مہمانوں نے بتایا کہ ایک طالب علم عبدالرحمٰن نامی بنگالی مدرسہ دارالکتاب والسنہ صدر بازار دہلی میں مولانا عبدالوہاب صاحبؒ کے پاس پڑھتا تھا اور جنوں کے اتارنے کا ماہر تھا یہاں تک کہ لوگ اسے عبدالرحمٰن جنی کہتے تھے اپنے اہل حدیث ہونے کا واقعہ بیان کیا کرتا تھا کہ ایک مرتبہ میں نے ایک صاحب پر سے جن کو اتارا اور اس جن سے پوچھا کہ تیری عمر کتنی ہے؟ اس نے بتایا کہ میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بچشم خود دیکھا ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ بتاؤ وہ نماز کس طرح پڑھتے تھے یعنی عند الرکوع و عند الرفع رفع الیدین کرتے تھے یا نہیں؟ جن نے کہا کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے لہٰذا میں نے اسی دن سے اہل حدیث طریقہ پر نماز شروع کر دی اور میں اہل حدیث ہو گیا۔ اس روایت کے راوی دونوں متقی و پرہیز گار ہیں۔ ابو محمد

اس کے بعد شاہ صاحب کو بری کر کے انہیں گھر تک پہنچانے کا حکم دیا بعض لوگ اس قصہ کو شاہ ولی اللہؒ صاحب اور بعض اسے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی طرف بھی منسوب کرتے ہیں۔ اس قصہ سے جنات کے سانپ کے بھیس میں آنے کے سوا جنوں کی بڑی بڑی عمریں ہونے کا بھی ثبوت ملتا ہے۔

(۵) تذکرہ غوثیہ مصنفہ حسن گل پشاوری میں لکھا ہے کہ غوث علی شاہ ① کے دادا کے بھائیؒ برطانیہ کی فوج میں ملازم تھے۔ کہیں ایک مقام پر پڑاؤ ہوا وہاں دو فوجیوں کو ایک سانپ نے کاٹ لیا وہ مر گئے۔ اس پر انہوں نے بہت سے برتنوں میں دودھ بھر کر رکھوایا اور ایک چوکی پر کپڑا اچھا کر چینی کے پیالہ میں دودھ رکھ کر سبز رنگ کا ریشمی رومال ڈھک دیا اور کچھ پڑھا تو ہزارہا سانپ آ کر جمع ہو گئے لیکن کسی نے دودھ نہ پیا۔ آخر میں ایک چھوٹا سا سانپ سیاہ سانپ پر سوار ہو کر آیا۔ یہ سانپوں کا بادشاہ تھا۔ یہ سانپ پر سے اتر کر چوکی پر آ گیا۔ انہوں نے پیالہ پر سے رومال ہٹایا تو اس نے دودھ پینا شروع کر دیا۔ اس وقت ان تمام سانپوں نے بھی دودھ پینا شروع کر دیا۔ جب بادشاہ نے دودھ پی لیا تو انہوں نے (عامل نے) مجرم سانپ کے بلانے کو کہا۔ اسی وقت دو سانپ واپس گئے اور تیسرے سانپ کو اپنے بیچ میں لے کر آ گئے تو عامل نے اس سبز رومال کو بیچ میں سے چیر کر دو کر دیا۔ اور رومال کے چرنے کے ساتھ وہ مجرم سانپ بھی چر کر دو ہو گیا اور مر گیا۔ اس کے بعد تمام سانپ اسی طرح واپس چلے گئے جس طرح آئے تھے۔

---

① غوث علی الخ یہ نام اور اس قسم کے دیگر نام رکھنے عند اللہ و عند الرسول ﷺ منع ہیں غوث صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی غوث نہیں ہے۔ غوث کے معنی مصباح اللغات صفحہ ۵۹۸ میں فریاد رس، مدد کرنے والا، اعانت کرنے والا لکھے ہیں اور خدا کے علاوہ کسی کو فریاد رس کہنا اور سمجھنا شرک ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَیُّ الذَّنْبِ اَکْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ اَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَکَ (مشکوٰۃ باب الکبائر)

"عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ کہا ایک شخص نے یا رسول اللہ ﷺ! خدا کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تیرا اپنے پیدا کرنے والے اللہ کے مقابلہ میں اوروں کا پکارنا اور فریاد رس سمجھنا۔ مقصد یہ ہے کہ مصیبت و تکلیف، خوشی و غمی کے وقت صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارنا اور فریاد رس اور غوث سمجھنا چاہیے غوث ہونے کی نسبت خدا ہی کی طرف ہو سکتی ہے نہ کہ کسی انسان وغیرہ مخلوق کی طرف۔ ابو محمد

(۶) Doctor Pole brinton (ڈاکٹر پول برنٹن) اپنی کتاب A search in Secret Egypt (اے سرچ ان سکریٹ ایجپٹ) میں لکھتے ہیں کہ مصر میں مجھے ایک سانپ پکڑنے والے مصری نے سانپ پکڑنے کا عمل بتایا تھا۔ جب میں وہ الفاظ پڑھتا تھا تو تمام سانپ اس جگہ کے بلوں میں سے نکل آتے تھے اور میں انہیں پکڑ لیتا تھا۔ ایک مرتبہ میں نے سانپ کے سامنے اس عبارت کا انگریزی ترجمہ پڑھا تو سانپ غصہ میں آ گیا۔ مجھے اندازہ ہونے لگا کہ اب یہ حملہ کرنا چاہتا ہے پھر میں نے وہ الفاظ عربی زبان میں پڑھے تو سانپ کی نگاہیں بدل گئیں۔ سر زمین پر رکھ دیا تو میں نے اسے پکڑ لیا۔

(۷) یہ بات اکثر جانتے و مانتے ہیں کہ اگر کوئی شخص سانپ کو مار ڈالتا ہے تو سانپن بدلہ ضرور لیتی ہے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ سانپ کی آنکھوں میں تصویر اتر آئی ہے اسے دیکھ کر سانپن مارنے والے کو پہچان لیتی ہے۔ اسی خیال سے بعض سانپ مارنے کے بعد اس کا منہ جلا دیتے ہیں یا زمین میں گاڑ دیتے ہیں لیکن ناگن پھر بھی بدلہ لیتی ہے اور مارنے والا گھر یا گاؤں چھوڑ کر چلا جاتا ہے تو کئی میل دور ناگن وہیں چلی جاتی ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ سانپ بھی حقیقت میں جن ہیں۔ جب کوئی انہیں مارتا ہے تو وہ دوسرے جن جو وہاں موجود ہوتے ہیں اور آدمیوں کو نظر نہیں آتے وہ مقتول سانپ کی مادہ کو سب کچھ بتاتے ہیں۔ اس علم کی بناہ پر ناگن بدلہ لے لیتی ہے۔ ① ان واقعات سبعہ سے یہ بات اظہر من الشّمس ہو گئی کہ جنات سانپوں کے بھیس میں آتے ہیں اور جب چاہتے ہیں غائب ہو جاتے ہیں۔

---

① سانپوں کے بارے میں ہم بھی کچھ عرض کئے دیتے ہیں۔ مصنف محترم نے گذشتہ صفحات میں لکھا ہے کہ شیطان حضرت آدم و حوا علیہ السلام کو بہکانے کے لئے سانپ کے منہ میں بیٹھ کر جنت میں داخل ہوا تھا۔

(۱) سانپ اس سے پیشتر اونٹ جیسے چار ہاتھ پاؤں رکھتا تھا اور تمام جانوروں سے زیادہ خوبصورت تھا مگر جب اس نے شیطان کا ساتھ دیا تو وہ بھی مستحق لعنت ٹھہرا۔ اس جرم کی پاداش میں اس کے چاروں ہاتھ پاؤں ٹوٹ پڑے۔

گزشتہ سے پیوستہ

(۲) جب حضرت آدم و حوا علیہما السلام کو جنت سے زمین پر اتارا گیا تو بقول اکثر مفسرین حضرت آدم علیہ السلام مقام سراندیپ (لنکا) میں اترے۔ حضرت حواؑ بحسب اکثر روایات جدہ میں۔ شیطان دہشت بلیسان (جو شہر بصرہ) سے چند میل کے فاصلہ پر ہے (اور سانپ اصفہان میں اترا۔ (اعظم التفاسیر پ ۱)

(۳) کتاب تریاق مسموم مصنفہ محمد حبیب الدین احمد سوزاں مطبوعہ نولکشور میں لکھا ہے کہ محققین نے دوسو انیس قسم کے سانپ تحقیق کئے ہیں۔

(۴) ایک سانپ اگن جھاڑ نامی ہوتا ہے۔ رات کے وقت اس کے منہ سے آگ اور دن کو دھواں نکلتا ہے۔ جب یہ پانی میں گر جاتا ہے تو پانی پکنے لگتا ہے۔ اگر خدانخواستہ کسی کو کاٹ لے تو نصف گھنٹہ کے بعد لاش میں آگ لگ جاتی ہے۔

(۵) ایک سانپ ہرن توتیا نامی ہوتا ہے۔ جو دس گز کے فاصلہ سے چھلانگ لگا کر کاٹتا ہے۔ اس کا زخمی دیوانہ ہو جاتا ہے۔

(۶) ایک سانپ اصلہ نامی ہے جہاں رہتا ہے قرب و جوار میں پیدا نہیں ہوتا' جانور اس کے قریب آنے سے مر جاتا ہے۔ تیر مار کے فاصلہ پر سے صرف دیکھ کر ہلاک کرتا ہے اگر گھوڑے کے سم میں کاٹے تو گھوڑہ معہ سوار کے فوراً مر جاتا ہے۔ جہاں جہاں سے گزرتا ہے آگ لگ جاتی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ایک ہزار سال بعد اس کا چہرہ انسان جیسا بن جاتا ہے جسے انسان دیکھتے ہی مر جاتا ہے۔

(۷) سانپ کے کاٹے ہوئے کی علامات یہ ہوتی ہیں۔ زخم سے مختلف رنگ کا خون نکلتا ہے پھر پیپ بھی نکلتی ہے زخم والی جگہ سرخ ہو جاتی ہے۔ ورم بھی آ جاتا ہے۔ منہ اور زبان خشک ہو جاتی ہے۔ زخم میں سوزش ہو جاتی ہے بدن گرم اور کبھی بدن سرد اور چہرہ کا رنگ سبز یا زرد ہو جاتا ہے. جی متلاتا ہے، غش آتا ہے، درد ہوتا ہے۔ زخم والی جگہ کا رنگ شروع میں سرخ پھر سیاہ ہو جاتا ہے۔ منہ سے قے آنے لگتی ہے ضعف طاری ہوتا ہے۔

(۸) اگر جانور کو سانپ کاٹ لے لیکن معلوم نہ ہو تو معلوم کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ جانور کے کان سے چند قطرے خون نکال کر پانی میں ڈالیں اگر خون پانی کی تہہ میں منجمد ہو کر بیٹھ جائے تو سمجھنا چاہیے کہ سانپ نے کاٹا ہے اور اگر خون پانی میں مل جائے تو سانپ نے نہیں کاٹا۔

(۹) جب سانپ کسی کو کاٹ لے تو آسان علاج یہ ہے کہ اس مقام سے جسم کی طرف فوراً چار چار انگل کے فاصلہ سے مضبوط بندھ باندھ لیں، اور اس مقام پر نشتر سے زخم لگا کر خون نکال ڈالیں یا کوئی قوی جوان

دریا میں جنات

صحیح مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

قَالَ اِنَّ فِی الْبَحْرِ شَیٰطِیْنَ مَسْجُوْنَۃً اَوْثَقَھَا سُلَیْمٰنُ علیہ السلام بِنْ دَاوٗدَ یُوْشِکُ اَنْ تَخْرُجَ فَتَقْرَاَ عَلَی النَّاسِ قُرْاٰنًا .

’’دریا میں شیاطین مقید ہیں جنہیں سلیمان بن داوٗد علیہم السلام نے قید کر دیا ہے۔ قریب ہے کہ وہ نکل کر لوگوں کو قرآن سنائیں۔

اس حدیث کے تحت علامہ نووی شارح مسلم نے لکھا ہے کہ

تَقْرَاُ شَیْئًا لَّیْسَ بِقُرْاٰنٍ وَّتَقُوْلُ اِنَّہٗ قُرْاٰنٌ یَغْتَرُّوْنَ عَوَامُ النَّاسِ فَلَا یَغْتَرُّوْنَ

’’لوگوں کو بہکانے کے لئے ایسی چیز پڑھیں گے جو کہ قرآن معلوم ہوگا حالانکہ وہ قرآن نہ ہوگا۔ ①

گزشتہ سے پیوستہ

زخم پر منہ رکھ کر زہر و خون کو چوس کر تھوکتا جائے۔ (تریاق مسموم)

زہر کے چوسنے میں میرے برادر محترم ملک سلطان محمود صاحب (ساکن بستی ٹنڈ ونشیب ڈاک خانہ ٹبہ نینہ والا تحصیل بھکر ضلع میانوالی) بڑے ماہر ہیں ملک صاحب اوسط درجہ کے زمیندار ہیں۔ کچھ روز ایک سنیاسی سے دوستانہ رہا ہے۔ اس سے سانپوں کے پکڑنے اور ان کے کاٹے ہوئے کا زہر چوسنے کا فن حاصل کیا ہے۔ اپنے علاقہ میں کافی دور دور تک شہرت رکھتے ہیں۔ ابو محمد

① اکثر لوگ دریا میں حضرت خضر علیہ السلام کے بھی قائل ہیں کہ خضر دریاؤں کے بادشاہ ہیں جہاں حکم دیتے ہیں، وہاں دریا بہتے ہیں چنانچہ اس بارے میں عرض ہے کہ عرصہ ہوا کہ میرے ایک مہربان عبدالحمید بن سلیمان باول والے مرحوم نے خضر علیہ السلام کے متعلق چند سوالات لکھ کر میرے پاس بھیجے تھے جن کے جوابات میں نے لکھے تھے وہ یہ ہیں:

سوالات: (۱) خضرؑ نبی تھے یا نہیں؟ (۲) خضرؑ اب تک زندہ ہیں یا نہیں؟ (۳) خضرؑ کب پیدا ہوئے تھے؟ (۴) خضرؑ کا نام ونسب کیا ہے؟ (۵) زندہ ہیں تو کہاں ہیں؟ (۶) کب تک زندہ رہیں گے؟ (۷) اگر نبی تھے تو اس کا ثبوت کیا ہے؟

جوابات: (۱) بعض لوگ حضرت خضرؑ کو نبی مانتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ یہ رسول تھے، ایک قول یہ ہے کہ یہ فرشتہ تھے لیکن اکثر بزرگوں کا فرمان یہ ہے کہ یہ ایک ولی اللہ تھے۔ امام نوویؒ شارح مسلم نے تہذیب الاسماء میں لکھا ہے کہ یہ ایک شاہ زادہ تھے۔

شہابہ

بعض مقامات پر جنگل یا کھیتوں میں جگہ جگہ رات کو خود بخود روشنی ہوتی ہے اور ختم ہو جاتی ہے اور کبھی یہ سلسلہ دور تک اور مدت تک قائم رہتا ہے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ فاس فورس ❶ ہوتا ہے جو جل اٹھتا ہے لیکن تعجب تو یہ ہے کہ یہ ایسے مقام پر بھی ہوتا ہے جہاں ہڈیاں نہیں ہوتیں، نہ مرگھٹ ہوتا ہے نہ قبرستان کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ جنات ہوتے ہیں جو کسی شادی یا موت کے موقعہ پر اکٹھے ہو کر ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہیں۔ میں نے اپنے لڑکپن کے زمانہ میں دو ایک مرتبہ بعد مغرب ایسا دیکھا ہے۔ سہسوان، ضلع بدایوں میں میرے مکان کے سامنے ڈھنڈ نامی ایک جھیل تھی، وہاں ایسا ہوتا تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ لوگ بولتے ہوئے اور ہاتھوں میں مشعلیں لئے ہوئے چل رہے ہیں اور یہ مشعلیں پچاس پچاس سو سو کی تعداد میں متفرق جگہوں سے یکبارگی جل اٹھتیں اور چلتی تھیں۔ آخر میں سب ایک جگہ جمع ہو کر مشرق کی طرف کو چلی جاتی تھیں بوڑھے لوگ اسے شہابہ کہتے تھے۔

گزشتہ سے پیوستہ

(۲) امام نووی و ابن صلاح کہتے ہیں کہ وہ اب تک زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے گو بعض احادیث میں بھی اس قسم کا ذکر آیا ہے لیکن ان میں سے ایک بھی صحیح نہیں ہے اس لئے اکثر محدثین حیات خضر کے قائل نہیں ہیں خضر کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جس کا ذکر قرآن مجید پارہ ۱۵ میں موجود ہے اگر زندہ ہوتے تو ضرور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام (اتباع شریعت محمدی) قبول فرما کر صحابہ میں داخل ہوتے کیونکہ آنحضور ﷺ تمام انسانوں اور جنوں کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے تھے۔

(۳) تاریخ پیدائش کسی معتبر کتاب میں مرقوم نہیں۔

(۴) نام و نسب کے متعلق امام ابن قتیبہؒ نے معارف میں لکھا ہے ان کا نام بلیا بن ملکان بن خانع بن عاج بن شائخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام ہے۔

(۵) جب زندہ ہونے کا ثبوت ہی نہیں تو مقام رہائش کا کیا پتہ۔

(۶) اس کا جواب نمبر ۳ میں گزر چکا ہے۔

(۷) اس کا جواب بھی نمبر ایک میں گزر چکا ہے۔ تفسیر ابن کثیر تحت آیت واما الجدار فکان الخ واللہ اعلم بالصواب

❶ فاس فورس الخ یہ ایک قسم کا مادہ ہے جو انسانی اور حیوانی ہڈیوں میں ہوتا ہے یہی مادہ انسان میں گرمی پیدا

میرے ایک عزیز دوست قاضی محمد رفیع صاحب جو کہ نہایت سچے محتاط اور ثقہ تھے کہتے تھے کہ وہ سہسوان کے قریب موضع مصطفیٰ آباد میں تھے۔ رات کو ایسی روشنی ہوئی جس سے لوگوں نے سمجھا کہ آگ لگی ہے اور لوگ اس روشنی کی طرف گئے تو دیکھا کہ آبادی سے باہر زمین سے دو گز اونچی ہزاروں کی تعداد میں مشعلیں روشن ایک طرف سے دوسری طرف ایسی ہی ہیں جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں یہ مختلف سمتوں سے آتی ہیں اور ایک جگہ جمع ہوتی ہیں اور لوگوں کے بولنے جیسی آوازیں آتی ہیں لیکن کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی۔

مختصر یہ کہ ان کے تعداد چھ سات ہزار ہوگئی اور دو گھنٹے تک یہی کیفیت رہی پھر یہ تمام مشعلیں باقاعدہ لائنیں بن کر ایک طرف چلی گئیں۔ اس تماشہ کو دیکھنے کے لئے تمام مرد، عورتیں اور بچے گھروں سے باہر آ گئے اور تقریباً دو گھنٹے تک یہ تماشہ دیکھتے رہے۔

بگولہ یا زوبعہ

بعض مقامات پر ہوا کے ساتھ مٹی گھوم کر اوپر کو اٹھتی ہے اسے (گرد بادیا) بگولہ کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہوا اور مٹی میں گرہ پڑ جانے کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے بعض جگہ ایک بگولہ اٹھتا ہے اور بعض جگہ بہت سے بگولے گردش کرتے ہوئے آگے کو بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ عوام اسے بھوت یا پریوں کا اترنا بھی کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو شخص اس میں پھنس جاتا ہے اسے بھوت اڑا لے جاتے ہیں۔

یہ بھی مشہور ہے کہ ایک بگولے میں کسی نے پرچہ پر مبارک باد لکھ کر ڈالی دی تو اس کے پاس مٹھائی اور نقدی آ گئی۔ اس (بگولے) میں کسی کی شادی تھی۔ پھر کسی نے ایسے ہی موقعہ پر مبارک

(گزشتہ سے پیوستہ) کرتا ہے یا اسی کی وجہ سے انسان میں گرمی ہوتی ہے اگر یہ نہ ہو تو انسان بالکل سرد پڑ کر ختم ہو جائے یعنی یہ ایک قسم کا لازمہ حیات ہے• پانی میں تر رہتا ہے اگر اسے پانی یا تری سے باہر نکالیں تو اس میں سے آگ نکلتی ہے۔ اکثر قبرستانوں میں مردوں کی ہڈیاں جب خشک ہو جاتی ہیں تو اس میں سے آگ نکلتی ہے اگر قبر میں سوراخ ہو جائے تو آگ باہر دکھائی دیتی ہے۔ یہی مطلب ہے محترم مصنف صاحب کا۔ ابو محمد

بادلکھ کر ڈال دی تو وہ بے ہوش ہو گیا۔ اچھلنے لگا۔ تمام جسم زخمی ہو گیا اس لئے کہ بگولے میں کسی کا جنازہ تھا۔

قبائلی علاقہ کا ایک شخص K.D.A (کے۔ ڈی۔ اے) کراچی میں ملازم ڈرائیور ہے۔ اس نے C.O.D Hills (سی او ڈی ہلس) پر مجھے بتایا کہ اس کی بہن جس کی عمر بارہ، تیرہ سال کی تھی وہ اسی طرح بگولے کے بیچ میں آ کر غائب ہو گئی۔ لوگ بگولے کے ساتھ دور تک دوڑے لیکن اس کا پتہ نہ چلا۔ پھر دس، دس، بارہ، بارہ میل کے جنگلوں، پہاڑوں اور آبادیوں میں تلاش کیا لیکن آج تک پتہ نہ چلا۔

عربوں کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ وہ اسے زوبعہ کہتے ہیں۔ اس کی جمع زوابع ہے۔ میرے نزدیک اس میں بھی جنات کا تعلق خاص ہے جو خوشی یا غمی کے موقعہ پر خاک اڑاتے ہوئے ادھر سے ادھر آتے جاتے ہیں۔ حقیقت کا علم خدا ہی کو ہے۔

کسی آدمی پر جن یا بھوت کا آنا

یہ بات تحقیق طلب ہے کہ لوگوں میں کسی مرد، عورت یا بچہ پر جن یا بھوت کا آنا جو مشہور ہے اس کی کچھ اصلیت بھی ہے یا نہیں اس بارے میں عوام الناس مختلف الخیال ہیں بعض لوگ تو کہتے ہیں کہ انسان پر جن کا آنا غلط اور سراسر غلط ہے۔ یہ محض عورتوں یا مردوں کا مکر ہوتا ہے حقیقت کچھ نہیں۔

میرے مہربان محترم قاری حافظ سلطان احمد صاحب میانوالوی نے سی۔ او۔ ڈی۔ ہلس پر قیام کے دوران مجھے بتایا کہ

> ”غالباً ۱۹۵۷ء کا واقعہ ہے کہ دہلی سے مولانا محمد یوسف صاحب مشہور واعظ دیوبندی حنفی المسلک کراچی تشریف لائے تو ان کی ایک تقریر اورنگ آباد (ناظم آباد کراچی ۱۸) میں ہوئی۔ جس میں انہوں نے علی الاعلان یہ بات کہی کہ انسان پر جنات کا اثر ہونا بالکل غلط و بہتان بازی اور خالص مکاری ہے۔ الخ“

قاری صاحب موصوف کی اس خبر و دیگر بے حد اصرار پر بندہ نے یہ چند سطور سپرد قلم کی ہیں۔

اور اکثریت اس طرف ہے کہ انسان پر جنات کا اثر ہوتا ہے اور حقیقتاً ہوتا ہے۔ میں بھی اسی دوسرے طبقہ کا ہم خیال ہوں چنانچہ اسلامی نقطہ نظر سے ہم اپنی تائید کی غرض سے نہیں بلکہ اصل مسئلہ سے عوام الناس کو آگاہ کرنے کی غرض سے اس کے واضح دلائل پیش کرتے ہیں۔

جس انسان پر جن کا اثر ہوتا ہے بعض لوگ اسے مرگی یا جنون سمجھتے ہیں یا وہم کہتے ہیں۔ یہ بات اپنی جگہ ہے کہ یہ امراض ہیں ان کے اسباب و علامات اور علاج بھی ہیں لیکن جہاں یہ اسباب و علامات موجود نہ ہوں اور انسان کو آرام بھی نہ ہو تو کیا کیا جائے اور کیا سمجھا جائے؟ ماننا پڑے گا کہ اس پر جن کا اثر ہے اور یہ حقیقت ہے چنانچہ علامہ سید نذیر حسین صاحب ① محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی آدمی پر جن کے اثر ہونے کا اس آیت سے استدلال کیا ہے۔

﴿ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِىْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ...... ﴾ (البقرہ: س ۲، آیت ۲۷۵)

”سود خور لوگ نہ کھڑے ہوں گے مگر اسی طرح جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھو کر خبطی کر دے۔“

تفسیر کشاف میں ہے کما یقوم المصروع جیسے مصروع کھڑا ہوتا ہے۔ اس آیت

---

① سید نذیر حسین الخ شیخ الکل علامہ سید نذیر حسین محدث ہندؒ شاہ ولی اللہ صاحب محدث رحمۃ اللہ علیہ کے بعد وہ شخصیت ہیں کہ جن کی بدولت ہندوستان میں علم حدیث پروان چڑھا۔ آپ کی ولادت ۱۲۲۰ ہجری مطابق ۱۸۰۵ء میں ہوئی۔ نام محمد نذیر حسین بن سید جواد علی بن سید عظمت اللہ ہے۔ آپ کے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان بذریعہ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۳۴ واسطے ہیں۔ آپ مذہباً سلفی یعنی قرآن و حدیث کے عامل تھے۔ تقلید شخصی سے کوسوں دور۔ آپ نے ۱۰ رجب ۱۳۲۰ ہجری مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۲۰ بروز دوشنبہ وفات فرمائی۔ آپ جملہ علوم و فنون میں مہارت رکھتے تھے۔ آپ کو شمس العلماء کا خطاب تھا۔ آپ نے تمام عمر درس حدیث میں گزاری۔ آپ کے حلقہ درس میں متحدہ ہندوستان کے جملہ صوبہ جات کشمیر، تبت، بلتستان، کابل، نجد و حجاز تک طلباء شریک ہو کر آپ کے فیض سے مستفیض ہوئے۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد کم و بیش ۵۰۰ ہے جو...... آپ سے علوم و فنون میں مہارت تامہ حاصل کر کے آسمان علم پر سورج نصف النہار کی طرح چمکے۔ آپ کا فتاویٰ نذیریہ دو ضخیم جلدوں میں عرصہ ہوا شائع ہو چکا ہے جو اب کمیاب ہے۔ آپ کی دوسری کتاب معیار الحق ہے۔ جس نے تقلیدی دنیا میں ہلچل مچا دی۔ ابو محمد۔

سے مس شیطان سے انسان کے خبطی ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ دوسری آیات سے مس، شیطان اور مس شیطان سے تکالیف میں مبتلا ہونا بھی ثابت ہے چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ﴾ (الاعراف: س ۹، آیت ۲۰۱)

"یقیناً جو لوگ خدا ترس ہیں جب ان کو کوئی گروہ شیطان چھو لیتا ہے...... تو وہ یاد (خدا) میں لگ جاتے ہیں۔ سو یکایک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔"

بعض مفسرین نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے "شیطان نے آ کر آسیب زدہ کر دیا ہے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انسان کو شیطان بھی چھوتا ہے اور فرشتہ بھی۔

قرآن مجید میں حضرت ایوب علیہ السلام کا قول ہے۔

﴿ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ. ﴾ (ص: س ۲۳، آیت ۴۱)

"جب کہ اس (ایوب علیہ السلام) نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان نے چھو کر رنج اور دکھ پہنچایا ہے۔"

اس آیت سے مس شیطان کے ساتھ تکلیف وعذاب میں مبتلا ہونے کا ثبوت ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں تحت آیت ہذا یہ ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے پیچھے جو شیطان پڑا ہوا تھا اس کا نام مسبوط تھا۔ نیز بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی ابن ماجہ اور مشکوٰۃ وغیرہ کتب احادیث میں سلیمان بن صرد سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص دوسرے کو گالیاں دے رہا تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازالہ غضب کے لئے اسے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ پڑھنے کو فرمایا، تو اس نے کہا "لست بمجنون" کہ مجھ پر جن کا اثر نہیں ہے۔

اس حدیث شریف سے انسانوں پر جن کے اثر ہونے اور اثر سے غضب وغصہ ہونے کا ثبوت ملتا ہے اور اس حدیث میں اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔

﴿ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ...... ﴾

(الاعراف: س ۹، آیت ۲۰۰)

''اور اگر آپ کو کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے۔''

ان مختصر حوالہ جات سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی کہ انسانوں پر جنات کا اثر ہوتا ہے۔ ① اسلام کی رو سے یہ بات برحق ہے اور اس سے انکار معصیت و جہالت کا زندہ ثبوت ہے اور جو لوگ اس سے انکاری ہیں وہ یا تو ہٹ دھرم ہیں یا کتاب و سنت کے علم سے یتیم ہیں۔ انسانوں پر جنات کے اثر ہونے کا کچھ ثبوت آئندہ ابواب میں آ رہا ہے۔ انشاء اللہ

---

① جنات کا انسانوں پر اثر ہونا کتاب و سنت سے قوی دلائل کے ساتھ ثابت ہے جس پر مشاہدہ بھی گواہ ہے۔ میرے آبائی گاؤں بستی ٹنڈ ونشیب (ڈاکخانہ ٹبہ نینہ والا تحصیل بھکر، ضلع میانوالی علاقہ پنجاب) سے کوئی تیس میل مغربی جانب پہاڑ کے دامن میں ایک بستی ''بلوٹ'' کے نام سے مشہور ہے۔ اس بستی میں لاکھوں پرانی قبریں ہیں۔ یہاں ''کوکارہ'' قوم کے زیادہ تر افراد رہتے ہیں۔

میرے ایک دوست مسمی فدا حسین جو کچھ عرصہ قبل قتل کے سلسلہ میں پھانسی کی سزا پا کر انتقال کر گئے ہیں، جنات کے معاملہ میں بڑے ماہر تھے ان کے والد صاحب ہمارے بڑے بزرگوں کے پیر مانے جاتے تھے۔ ان کے آبا و اجداد بھی بلوٹ کے رہنے والے تھے۔ فدا حسین کے پاس دور دراز کے جنات کے اثر والے مرد و عورتیں آتیں، جن کا یہ علاج کرتے۔ میں پہلی مرتبہ بچپن کے زمانہ میں اپنے والد بزرگ کے ہمراہ برائے زیارت بلوٹ گیا تھا۔ پھر دوبارہ تقریباً دس گیارہ برس کی عمر میں ایک دوست محمد بخش نامی کے ساتھ برائے زیارت بلوٹ گیا۔ میں نے وہاں پر فدا حسین صاحب کے سامنے بہت سے مرد و عورتوں کو حال کھیلتے ہوئے دیکھا۔ فدا حسین صاحب کچھ پڑھتے تو آسیب زدہ مرد و عورتیں فوراً بے ہوش ہو جاتیں اور سر ادھر ادھر نہایت تیزی کے ساتھ پھیرتیں۔ ایک مرتبہ ایک بچہ تقریباً چار پانچ برس کا آیا جس کے والدین نے فدا حسین صاحب کو بتایا کہ اس پر جن کا اثر ہے۔ بہت علاج وغیرہ کیا لیکن جن جان نہیں چھوڑتا۔ چنانچہ فدا حسین نے فوراً کھجور کی خشک ٹہنیاں جمع کرنے کا حکم دیا جو تھوڑی دیر میں جمع ہو گئیں تو انہیں آگ لگا دی۔ جب آگ کے شعلے نہایت تیزی کے ساتھ دس دس فٹ اونچے ہونے شروع ہوئے تو فدا حسین نے اس بچہ کو اٹھا کر اس آگ میں ڈال دیا، جس پر بچہ کے والدین جو پاس کھڑے دیکھ رہے تھے بڑے چیخے چلائے لیکن فدا حسین نے ان کو دور ہٹوا دیا۔ بچہ آگ میں جیسے گیا، خوب چیخا چلایا اور کہتا جاتا کہ خدا کے لئے چھوڑ دو، پھر نہیں آؤں گا، کبھی نہیں آؤں گا لیکن فدا حسین پاس کھڑا کچھ پڑھتا جاتا اور اس کو گالیاں بھی دیتا جاتا۔ جب بچہ کی طرف سے بہت عجز و معذرت ہوئی تو فدا حسین نے خود ہاتھ پکڑ کر باہر نکالا اور کہا کہ اب بھی جان چھوڑے گا یا نہیں؟ جواب ملا کہ چھوڑوں گا پھر پوچھا گیا کہ تو کمسن بچہ پر کیوں مسلط ہوا؟ جواب ملا کہ اس کا باپ تھانیدار ہے۔ اس نے ایک مرتبہ یتیم بچوں پر ناجائز ظلم و ستم کیا۔ میں دیکھ رہا تھا، مجھے غصہ آ گیا تو میں نے اس کا بدلہ لینے

گزشتہ سے پیوستہ

اور اسے دلی تکلیف پہنچانے کے لئے اس بچہ پر قبضہ کیا ہے اگر تو مجھے تکلیف نہ دیتا تو مجھے کوئی بھی اس بچہ سے نہیں چھڑا سکتا تھا۔ اب میں جاتا ہوں لیکن واضح رہے کہ آج سے تیرا دن بعد تم کو بھی اس تکلیف دہی کا مزہ چکھاؤں گا یہ کہہ کر چلا گیا، بچہ ہوش میں آ گیا۔ بچہ بالکل صحیح سالم تھا کپڑوں کا ایک تار بھی نہیں جلا۔

بچہ کے والد سے جب دریافت کیا گیا تو اس نے اقرار کیا کہ واقعی مجھ سے ضرور ایک مرتبہ ایسی غلطی ہو چکی ہے ادھر تیرہ دن کے بعد یہ ہوا کہ فدا حسین صاحب دوپہر کے وقت گلا قریبی نہر پر نہانے گئے۔ جب نہا کر باہر نکلنا چاہتے تو کنارہ پر سے زور کا دھکا لگتا۔ واپس پانی میں گر جاتے۔ پھر نکلنے کی کوشش کرتے، پھر گر جاتے۔ اسی طرح چار پانچ مرتبہ ہوا آخر کار کسی نہ کسی طرح باہر نکل آئے تو اسی وقت بند ہو گیا بولنے سے بالکل معذور ہو گئے۔ اس معاملہ کو فوراً سمجھ گئے کہ آج اس واقعہ کو تیرا دن ہو چکے ہیں۔ یہ اسی جن کی حرکت و شرارت ہے جو ستا رہا ہے، کپڑے پہن فوراً چچا کے پاس گئے۔ سارا معاملہ لکھ کر بتایا انہوں نے کچھ پڑھا تو فدا حسین ٹھیک ہوئے۔

اسی طرح میں نے فدا حسین کے پاس کئی آسیب زدہ مردوں عورتوں کو دیکھا کہ جب ان پر جن کا اثر ہوتا آگ کے انگارے ہاتھوں میں لے کر کھا جاتے مٹی کا تیل پی جاتے ایسی ایسی حرکات کرتے جو انسانی طاقت سے باہر ہیں۔ فدا حسین صاحب جنات کے زبردست عامل تھے بلکہ بہت سے جنات اس کے تابع بھی تھے۔ جن سے وہ اکثر کام لیا کرتے تھے۔

دوسرا واقعہ: اسی دوران کہ جب میں فدا حسین صاحب کے پاس تھا ایک نہایت حسین و جمیل عورت کو دیکھا جو فدا حسین کے پاس عقیدت مندانہ طور پر نذرانہ پیش کرنے آئی تھی ضلع میانوالی کے علاقہ تھل کی رہنے والی اعوان قوم کی تھی۔ اس کے بارے میں فدا حسین صاحب نے مجھے بتایا کہ ’’یہ عورت مر کر زندہ ہوئی ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ ایک مرتبہ میں کسی کام سے اس عورت کے شہر سے گزر رہا تھا کہ سڑک کی ایک جانب دوپہر کے وقت ایک جنازہ دیکھا جسے مرد و عورتیں نماز جنازہ ہو چکنے کے بعد آخری مرتبہ دیکھ رہے تھے۔ میں نے جوں ہی ادھر کو دیکھا اور انگلیوں پر حساب لگا کر غور کیا تو سخت حیران ہوا۔ میں فوراً جنازہ کے پاس گیا اور تمام لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ لوگو! یہ مردہ نہیں، زندہ ہے۔ لوگ میری بات سن کر بڑے غصہ ہوئے۔ مجھے مارنے پر تل گئے لیکن چند سمجھ دار آدمیوں نے میری بات پر کان دھرتے ہوئے مجھ سے حقیقت حال دریافت کی تو میں نے بتایا کہ یہ زندہ ہے مردہ نہیں ہے۔ ابھی چند منٹ میں بتائے دیتا ہوں۔ تم لوگ خدا کے لئے صرف دس منٹ جنازہ کو یہیں رہنے دو۔ لوگ متعجب ہو کر جنازہ کے پاس سے ہٹ کر میرے قریب آ گئے۔ میں نے کہا کہ کچھ لوگ یہاں ٹھہریں اور چند آدمی میرے ہمراہ چل کر مجھے اس مردہ کے سونے کی جگہ بتائیں چنانچہ میت کے گھر پر آئے شہر میں بہت

جنات کا انسانوں کے جسم میں داخل ہونا

اب یہ بات تحقیق طلب ہے کہ جنات کا انسانوں پر صرف اثر ہوتا ہے یا ان کے اجسام میں بھی دخول ہوتا ہے؟ کتاب و سنت کے مطالعہ سے یہ بات بھی پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ جنات انسانوں کے جسم میں بھی داخل ہوتے ہیں چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿اِذُ اتثَأَبَ اَحَدُکُم فَلیُمسِکُ بِیَدِہٖ عَلٰی فَمِہٖ فَاِنَّ الشَّیطٰنَ یَدُخلُ﴾

”جب تم میں سے کسی کو جماہی آئے تو اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لے کہ شیطان (پیٹ

(گزشتہ سے پیوستہ) شہرت ہوگئی دور دور کے لوگ میت کے گھر پر جمع ہو گئے، مجھے اس کے سونے کی چارپائی دکھائی گئی تو میں نے چارپائی کے چاروں پایوں کی جگہ کھودنے کا آرڈر دیا اور ادھر میت کے پاس ایک آدمی بھیج کر اسے ہدایت کر دی کہ تم میت کے منہ کو برابر دیکھتے رہنا چنانچہ جب جگہ کھودی گئی تو چاروں مقام سے چار مٹی کے آبخورے نکلے جن کے منہ کپڑے سے بند تھے اور ان کو کھولا تو ان میں ایک ایک مرغی کا بچہ تھا جن کے منہ میں ایک ایک تعویذ دیا ہوا تھا اور اس پر سوئی لگی ہوئی تھی۔ جیسے ہی میں نے ایک بچہ کے منہ سے سوئی نکالی اور تعویذ نکالا تو ادھر میت نے سانس لیا۔ اسی طرح چاروں چوزوں کے منہ سے سوئیاں نکال کر تعویذ نکالنے پر ادھر میت کو اچھی طرح سانس جاری ہو گیا۔ لوگ جو وہاں جمع تھے بھاگ بھاگ کر میرے پاس آ گئے۔ میت جواب میت نہیں تھی بلکہ مریضہ تھی کو گھر اٹھا کر لائے۔ اس کام میں تقریباً بیس منٹ لگ گئے۔ چوں کہ مجھے آگے ایک ضروری کام جانا تھا میں نے ان سے رخصت چاہی تو انہوں نے انکار کر دیا کہ اب تو نہیں جانے دیں گے جب تک مریضہ مکمل تندرست نہ ہو گی۔ میں نے بہت عرض معذرت کی آخر طے پایا کہ ہمارا ایک آدمی تمہارے ہمراہ جائے گا۔ کام کرنے کے بعد تم کو واپس یہاں لائے گا چنانچہ کام کے بعد میں واپس وہاں پہنچا، مریضہ اب اچھی خاصی ٹھیک ہو چکی تھی۔ ہوش آ گیا تھا، میں وہاں چند روز رہا۔ مریضہ چلنے پھرنے کے قابل ہو گئی۔

معلومات کرنے پر پتہ چلا کہ مریضہ کی بھاوج نے یہ سب کچھ کرایا تھا۔ مریضہ کے اہل خانہ نے مجھ سے کہا کہ جو مانگو ہم دینے کو تیار ہیں۔ وہ لوگ بڑے زمیندار تھے۔ میں نے کچھ لینے سے انکار کیا۔ آخر کار انہوں نے خود اپنی مرضی سے یہ سمجھ کر کہ میں اکثر کام کاج سے ادھر ادھر دور دراز سے سفر پیدل طے کرتا ہوں مجھے ایک اونٹ سواری کے لئے دے دیا، جسے میں اس وقت اپنے گھر لے گیا لیکن کچھ دن بعد فروخت کر دیا۔ یہ ہے وہ عورت جو ہر سال اس میلہ کے دنوں میں میرے پاس آیا کرتی ہے۔

ان دیدہ واقعات سے جنات کا انسانوں پر اثر ہونا اور اثر کا جان لیوا ثابت ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ابو محمد

میں) داخل ہو جاتا ہے۔"

اسی طرح ایک دوسری روایت حضرت ام المومنین صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو فرشتوں پر بزرگی عطا فرمائی تو شیطان نے کہا

﴿قَالَ اَرَءَیْتَکَ هٰذَا الَّذِیْ کَرَّمْتَ عَلَیَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَاَحْتَنِکَنَّ ذُرِّیَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِیْلًا﴾ (بنی اسرآئیل: س ۱۷، آیت ۶۲)

"اچھا دیکھ لے کہ تو نے مجھ پر اس کو بزرگی تو دی ہے لیکن اگر مجھے بھی قیامت تک ڈھیل دی تو میں اس کی اولاد کو بجز بہت تھوڑے لوگوں کے............ اپنے بس میں کر لوں گا۔"

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

﴿وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِکَ وَاَجْلِبْ عَلَیْهِمْ بِخَیْلِکَ وَرَجِلِکَ وَشَارِکْهُمْ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ وَمَا یَعِدُهُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا.﴾ (بنی اسرآءیل: پارہ ۱۵، آیت ۶۴)

"ان میں سے جسے بھی تو اپنی آواز سے بہکا سکے بہکا لے اور ان پر اپنے سوار و پیادے دوڑا لے اور ان کی اولاد و مال میں اپنا حصہ بھی کر لے اور انہیں دل بہلاوے دیا کر۔ ان سے شیطان جس قدر بھی وعدے کرتا ہے سب کے سب فریب ہوتے ہیں۔"

ابن ابی حاتم میں حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابلیس ملعون نے کہا:

"اے میرے رب! تو نے مجھے آدم کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے جنت سے نکالا ہے۔ میں اس پر بغیر تیری اجازت کے غلبہ نہیں پا سکتا۔ باری تعالیٰ نے فرمایا کہ جا تو ان پر مسلط ہے۔ اس ملعون نے کہا کہ خدایا، کچھ اور بھی مجھے زیادتی عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے

فرمایا، جا بنی آدم میں جتنی اولاد پیدا ہوگی اتنی ہی تیرے ہاں بھی ہوگی۔ اس نے پھر التجا کی کہ باری تعالیٰ! کچھ اور بھی مجھے، زیادتی عطا فرما۔ پروردگار عالم نے فرمایا! کہ بنی آدم کے سینہ میں تیرے لئے مسکن بنا دوں گا اور تم ان کے جسم میں خون کی طرح پھرو گے۔ اس نے پھر کہا کچھ اور بھی مجھے زیادتی عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جا تو ان پر اپنے سوار و پیادے دوڑا اور مال و اولاد میں ان کے اپنا ساجھا کر۔''

اس حدیث سے انسان کے جسم میں شیطان یا جن کا حلول کرنا یا داخل ہونا ثابت ہو گیا۔ اب ہم ذیل میں دو واقعے درج کرتے ہیں جن سے اس حدیث و دیگر احادیث کی تائید ہوتی ہے۔

دو عجیب واقعے

(۱) بریلی (انڈیا) میں ایک پنسٹھ (۶۵) سالہ بزرگ کو دیکھا۔ ان کی یہ کیفیت تھی کہ کچھ دن نابینا ہو جاتے تھے اور کچھ دن بعد بصارت آ جاتی تھی تو ان کا پیشاب بند ہو جاتا تھا۔ حقیقت میں ان پر آسیب تھا، جب میں نے اس (جن) کو بلایا، تو اس نے کہا کہ میرا نام مٹھوا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ ایک دیہاتی عورت پر جن آ گیا تھا تو اس (مریض) عامل نے اسے ہانڈی میں بذریعہ عمل بند کیا لیکن ہاتھ ڈھیلا ہو جانے کی وجہ سے وہ جن ہنڈیا سے نکل گیا۔ میں ادھر سے جا رہا تھا تو اس جن نے مجھے ان (بزرگ) کے پیٹ میں گھسا دیا۔ جب میں اوپر کو سینہ کی جانب آ جاتا ہوں تو یہ اندھے ہو جاتے ہیں اور جب میں نیچے کے حصہ کی طرف جاتا ہوں تو ان کا پیشاب بند ہو جاتا ہے۔

میری اور جن کی اس گفتگو کے بعد جب اس بزرگ کو ہوش آیا تو انہوں نے بھی یہی واقعہ بتایا اور دوسرے لوگوں نے اس کی تصدیق کی۔

(۲) شیر کے شکار کا بین الاقوامی مسلم و شہرت یافتہ انگریز مسٹر جم کاربٹ (Mr. Jem Carbet) اپنی کتاب دی ٹینسل ٹانگر مطبوعہ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس لنڈن The Tensal Tignr Printed at Oxford university Press London ۱۹۵۰ء میں لکھتا ہے

کہ قیصر جرمنی کی جنگ کے کچھ عرصہ بعد میں اور میرا دوست رابرٹ پیلرز (Robert Peelers) کمایوں (Kamayon) کے اندرونی حصوں میں شکار کھیل رہے تھے۔ ستمبر کی ایک شام کو ہم نے مقام ترسیل (Tresat) کے دامن میں خیمہ لگایا۔ میرے ہمراہ پندرہ پہاڑی جوان ایک بالا سنگھ نامی جو برسوں سے میرے ساتھ تھا اور ایک میرا پچیس سالہ ملازم موتی سنگھ تھا۔ بالا سنگھ کی عمر تیس سال کی تھی۔ یہ نہایت چست و چالاک اور طاقتور، خوش مزاج انسان تھا مجھے بتایا گیا کہ اس مقام پر ایک بدروح ہے جس پر سالانہ آٹھ سو بکریاں بھینٹ چڑھائی جاتی ہیں۔

ایک دن صبح کو لوگوں نے مجھے بتایا کہ رات کو الاؤ جلا کر اس کے گرد سب لوگ گا بجا رہے تھے لیکن جب کہ بالا سنگھ گا رہا تھا تو وہ بدروح بالا سنگھ کے منہ سے پیٹ میں گھسنے لگی جسے ہم سب نے اور خود بالا سنگھ نے بہت روکنے کی کوشش کی لیکن وہ بالا سنگھ کے پیٹ میں پھسل پڑی۔ اس کی وجہ سے سب لوگ خوف زدہ اور خاموش تھے۔ خود بالا سنگھ بھی خاموش اور سست تھا۔ اس نے بھی یہی بات بتائی مجھے یقین نہ آیا لیکن میں بالا سنگھ کو نینی تال کے سول سرجن کرنل کوک کے پاس لے گیا۔ تو انہوں نے دیکھ کر بتایا کہ یہ تندرست ہے یعنی اسے ظاہراً کوئی مرض نہیں۔ پھر میں نے مزید تسلی کے لئے ایک ہوشیار و تجربہ کار ہندوستانی ڈاکٹر کو دکھایا تو انہوں نے بھی یہی بتایا۔ ہم نے اس ہندوستانی ڈاکٹر کو رات کیوقت بدروح کے گھسنے کا واقعہ کہہ سنایا۔ ڈاکٹر سن کر علاج کو منع کرتے ہوئے فوراً واپس ہو گیا۔

پھر میں نے دو آدمیوں کے ساتھ بالا سنگھ کو اس کے گھر بھیج دیا۔ دو ہفتہ کے بعد ان دو آدمیوں نے واپس آ کر مجھے بتایا کہ جب ہم بالا سنگھ کو لے کر اس کے مکان کے قریب پہنچے تو بالا سنگھ اپنے گھر کے باہر بیٹھ گیا۔

اور جب عزیز و اقارب اس کے پاس جمع ہو گئے تو بالا سنگھ نے کہا کہ وہ روح اب آزاد ہو کر اسی مقام پر واپس جانا چاہتی ہے جہاں سے وہ آئی ہے اور اس کی واحد صورت میری موت ہے۔ اس کے بعد چت لیٹ کر فوراً مر گیا۔ ہم لوگ اس کی کریا وغیرہ کر کے واپس آ گئے۔“

ان دونوں واقعوں سے پیٹ میں شیطان کے داخل ہونے والی احادیث کی تصدیق ہو گئی۔

خصوصاً وہ فرمان نبوی ﷺ کہ جس میں بتایا گیا ہے کہ جب جماہی آئے تو منہ پر ہاتھ رکھ لو! کہ شیطان (پیٹ میں) داخل ہو جاتا ہے۔

مجنون

یہ بات تو ہم بدلائل بتا آئے ہیں کہ انسانوں پر جنات کا اثر ہوتا ہے، یہ حق وراہ نجات ہے یعنی یہ اسلامی عقیدہ کے عین مطابق ہے اب یہ عرض کیا جاتا ہے کہ جس انسان پر جن کا اثر ہوتا ہے ایسے شخص کے لئے چند الفاظ بطور اصطلاح کے بولے جاتے ہیں۔

(۱) مصروع، صرع سے یعنی مرگی کا مریض۔ چوں کہ یہ شخص یعنی مرگی والا دورہ کی حالت میں بے ہوش ہو کر گر پڑتا ہے اور جس پر آسیب (جن کا اثر) ہوتا ہے، وہ بھی بے ہوش ہوتا اور گر پڑتا ہے اس لئے اسے بھی مصروع کہتے ہیں۔

(۲) ملموم جس میں اثر لم ہو یعنی تھوڑی سی دیوانگی ہو اور آسیب زدہ میں ایسا ہوتا ہے اس لئے اسے ملموم بھی کہتے ہیں۔

(۳) مقرون۔ جس پر قرین یعنی ہمزاد کا اثر ہو یعنی اس جن کا اثر ہو جو انسان کے ہمراہ پیدا ہوا ہے۔

(۴) مجنون۔ جس پر جن کا اثر ہو اور جن کے اثر سے خلاف عقل یا خارج از عقل یا زائد از قوت بشری باتیں کرتا ہو۔ اسی نظریہ سے کفار عرب رسول اللہ ﷺ کو ساحر، مسحور، یا کاہن یا مجنون کہتے تھے حالانکہ یہ بات سب جانتے اور مانتے ہیں کہ دیوانے کو اچھے برے کا امتیاز نہیں ہوتا وہ کپڑے پھاڑتا، گالیاں بکتا اور آوارہ گردی کرتا ہے۔ اس کی باتیں مضحکہ خیز ہوتی ہیں اور بعض دیوانگیاں کسی امر خاص کے ساتھ مخصوص ہوتی ہیں، جسے مالیخولیا کہتے ہیں لیکن انبیاء اللہ تو ایسے نہ تھے۔ خود پاکیزہ رہتے اور دوسروں کو پاکیزگی کی تعلیم دیتے تھے۔ عدل وانصاف کرتے تھے۔ حقوق اور فرائض کی ادائیگی کے ساتھ دوسروں کو بھی بتاتے تھے باوجود ان تمام اوصاف حمیدہ کے ان کو بھی مجنون کہا جاتا تھا چنانچہ نوح علیہ السلام کے بارے میں قوم نے کہا کہ:

﴿اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌ بِهٖ جِنَّةٌ .﴾ (المومنون: س ۲۳، آیت ۲۵)

''یقیناً اس شخص کو جنون ہے۔''

اسی طرح دوسرے انبیاء کے لئے کہا جسے اللہ تعالیٰ نے دہرایا یا اس کا رد کیا رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کہا کہ:

﴿اَفْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ .﴾ (سبا س ۳۴، آیت ۸)

''ہم نہیں کہہ سکتے کہ خود اس نے ہی خدا پر جھوٹ باندھ لیا ہے یا اسے دیوانگی ہے۔''

دوسری جگہ ہے:

﴿ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ .﴾ (المومنون: س ۲۳، آیت ۷۰)

''یا یہ کہتے ہیں کہ اسے جنون ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کفار عرب سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ:

﴿ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ .﴾ (سبا: س ۳۴، آیت ۴۶)

''تمہارے رفیق (مجھ) پر کوئی جنون نہیں۔''

ایک اور جگہ ہے:

﴿ فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ﴾

(الطور: س ۵۲، آیت ۲۹)

''تو سمجھاتا رہ کیوں کہ تو اپنے رب کے فضل سے نہ تو کاہن ہے اور نہ دیوانہ۔''

بات یہ ہے کہ کفار کا خیال تھا کہ ان مدعیان نبوت (وانبیاء اللہ) پر جن کا اثر ہے اور یہ مدعی نبوت وہی کہتا ہے جو اس کا جن کہلواتا ہے اور یہ جن ہی دعویٰ نبوت کراتا ہے اور یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ وہ لوگ آسیب زدہ کو مجنون کہتے تھے۔

ان مختصر حوالہ جات سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ جس شخص پر جن کا اثر ہو اسے مجنون کہتے ہیں۔ مجنون اس لئے کہتے ہیں کہ یہ دیوانوں جیسی حرکات کرتا ہے۔

جن و انس کے اختلاط کی حیرت انگیز باتیں

مجھے آسیب زدہ اشخاص سے بہت کچھ واسطہ رہا ہے اور لوگوں نے مختلف عجیب عجیب باتیں سنائی ہیں جن میں سے صرف چند باتیں ہدیہ قارئین کرتا ہوں۔

(۱) ایک ہندو حجام نے بتایا جس کی عمر پینتیس سال کی تھی اس کے ساتھ ایک شخص آ کر اغلام کرتا ہے۔

(۲) ایک شریف ادھیڑ عمر عورت کے ساتھ کوئی شخص ان کے شوہر کی صورت میں زنا کرتا تھا۔ ایک روز اسی حالت میں ان کا شوہر آ گیا تو وہ غائب ہو گیا۔ بیوی نے شوہر کو واقعہ بتایا۔

(۳) ایک عورت نے بتایا کہ اس کے پاس تین شخص آتے ہیں ایک زنا کرتا ہے، دو کھڑے رہتے ہیں۔ جب تینوں زنا کر لیتے ہیں تو چلے جاتے ہیں۔ ایسی تمام عورتوں نے بالاتفاق بتایا کہ اس سے انہیں سخت تکلیف ہوتی ہے اور تمام بدن میں آگ پڑ جاتی ہے۔

(۴) ایک شخص نے بتایا کہ ان کے پاس ایک نامعلوم شخص آ کر ان کے عضو تناسل کو سہلاتا ہے جس سے انہیں انزال ہو جاتا ہے۔

(۵) ایک شخص نے بتایا کہ ان کے پاس ایک عورت لہنگا پہنے ہوئے آ کر ان پر سوار ہو جاتی ہے اور زنا کراتی ہے۔ جب انہیں انزال ہو جاتا ہے تو وہ چلی جاتی ہے اور یہ بات رات کے سوا دن میں بھی کئی کئی بار ہوتی ہے۔ جب یہ میرے پاس آئے تھے تو کمزور تھے دبلے تھے۔ رنگ زرد تھا۔

(۶) ایک عورت کا بیان ہے کہ جب اس کا شوہر اس کے پاس آتا ہے تو رنگ سیاہ، بال سفید، بڑے بڑے دانت والا بدشکل ہو جاتا ہے اور کبھی چیتے کی صورت میں نظر آتا ہے اور مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ (یہ اصل میں جن تھا جو کبھی چیتے کی ڈراؤنی صورت میں ہوتا تھا)

اب ہم ایسے ہی چند واقعات متقدمین سے نقل کرتے ہیں۔

(۱) علامہ دمیری صاحب حیوۃ الحیوان ایک حدیث لائے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

''ایک جن ایک عورت کے پاس آتا اور زنا کیا کرتا تھا۔ ایک روز وہ جن آیا اور دیوار پر پیر لٹکا کر بیٹھ گیا۔ عورت نے کہا، آج کیا بات ہے؟ جو تو پاس نہیں آتا اور وہ نہیں کرتا جو کیا کرتا تھا۔ اس جن نے کہا کہ میں ابھی ابھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔

کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے:

﴿ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِىْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ...... ﴾

(النور: س ۲۴، آیت ۲)

''زنا کار عورت و مرد کو ہر ایک کو سو کوڑے مارے جائیں۔''

(۲) مفسرین نے آیت:

وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا...... (النمل: س ۲۷، آیت ۴۴)

''اس نے اپنی پنڈلیاں کھول دیں۔''

کے تحت بلقیس ملکہ سبا کے متعلق لکھا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان کی ماں ایک جنیہ عورت تھی اور بلقیس کے پاؤں کا پچھلا حصہ ایڑی کی طرف کا چوپایوں کے کھر کی طرح تھا۔ اس بات کو معلوم کرنے کے لئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے شیشہ کا فرش بنوایا تھا۔ جس کا ذکر اس آیت میں ہے لیکن دوسری جگہ تفسیر میں پاؤں کا حصہ کھر کی طرح ہونے کا انکار کیا ہے مگر جنیہ کی اولاد ہونے کا انکار نہیں کیا۔

(۳) صاحب حیوۃ الحیوان نے لکھا ہے کہ

''مجھ سے ایک ثقہ شخص نے کہا ہے کہ میں نے چار جنیہ عورتوں سے پے در پے نکاح کیا ہے، تو مجھے یقین نہ آیا پھر کچھ دن بعد وہ شخص ملا تو اس کے سر میں پٹیاں بندھی تھیں۔ میں نے دریافت کیا تو کہا کہ جنیہ عورت سے جھگڑا ہو گیا تھا اس نے میرا سر پھوڑ دیا۔''

(۴) طبرانی اوسط میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ میں ایک عورت

کے تابع جن تھا۔ ایک روز وہ پرندہ کی شکل میں دیوار پر آ کر بیٹھ گیا۔ عورت نے پاس بلایا، تو کہا کہ مکہ میں ایک نبی مبعوث ہوا ہے جس نے زنا کو حرام کر دیا ہے۔

(۵) ابونعیم میں ایک روایت ہے کہ ارطاہ بن منذر کہتے ہیں کہ میں نے ضمرہ سے سنا، وہ کہتے تھے کہ مدینہ میں ایک عورت سے جن جماع کیا کرتا تھا۔ پھر کچھ دن وہ نہ آیا۔ پھر ایک دن مکان کے روشندان سے اس نے جھانکا، تو عورت نے پاس نہ آنے کا سبب پوچھا۔ اس نے کہا کہ مکہ میں ایک نبیؐ پیدا ہوا ہے اس نے زنا حرام کر دیا ہے۔ پھر وہ جن سلام کر کے واپس چلا گیا۔

ممکن ہے یہ دونوں روایتیں ایک ہی واقعہ کی ہوں، ایک نے مجمل بیان کیا دوسرے نے اسے مفصل بیان کر دیا ہو۔

(۶) تفسیر خازن میں ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے کہا کہ میری بیوی جاگی تو اس کی فرج سے ایک شعلہ نکلا۔ انہوں نے کہا کہ یہ شیطان کے جماع کی وجہ سے ہوا۔

(۷) علامہ تلمسانی نے کنتر الاسرار میں اسماعیل وزیر شاہ سے جنات کی ملاقات اور ان کا قول لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

> ''جنوں کی ایک قسم وہ ہے جو مردوں اور عورتوں کو مصروع کر دیتی ہے۔ ان کے لاکھوں قبیلے ہیں اگر آسمان سے سوئی پھینکی جائے تو ان ہی پر پڑے گی۔ ان میں عفاریت چشموں اور کنوؤں میں رہتے ہیں۔ شیاطین آبادیوں اور انسانی قبرستانوں میں، سواغیت اس جگہ جہاں خون پڑا رہتا ہے۔ زوابعہ ہوا میں، کبار شیاطین آتش خانوں میں۔ تواقیف وعقاریت جو عورتوں کی شکل میں ہیں بڑے بڑے درختوں اور باغوں میں اور سیاسب پہاڑوں اور ویرانوں میں ان کی کثرت مردوں وعورتوں کو نقصان دہ ہے اور عفاریت شیاطین میں وہ ہیں جو انسانی عورتوں سے جماع کرتے ہیں اور بعض انسانی زوجہ کو پسند کرتے ہیں اور بعض انسانی پیدائش کو بگاڑ دیتے ہیں اور ان کے اعضاء کو بیکار کر دیتے ہیں۔''

(٨) بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ سلام سے قبل جنوں اور انسانوں میں نکاح ہو جاتا تھا۔ اس بنا پر بعض علماء نے جواز بتایا ہے اور تائید میں حضرت حسن بصریؒ کا قول پیش کیا جاتا ہے۔

نیز جنات اور انسانوں کے مابین نکاح کے متعلق ''فتاویٰ سراجیہ'' میں جواز بتایا ہے۔

واقعات بالا پر غور کرنے کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسانوں اور جنوں میں امکان جماع وصحبت ہے بھی یا نہیں؟

میں اس کا امکان تسلیم کرتا ہوں۔ جن مردوں عورتوں نے واقعات میرے سامنے بیان کئے وہ بلا شک مبنی بر حقیقت اور جو روایات ہم متقدمین سے لکھ آئے ہیں وہ بلا شک صحیح۔ جنوں اور انسانوں میں باہم صحبت و جماع اسلامی نقطہ نگاہ سے صحیح عقیدہ ہے چنانچہ دلیل یہ آیت ہے جو سورۃ رحمٰن میں دو بار آئی ہے۔

﴿ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴾ (رحمٰن: س ٥٥، آیت ٥٦)

''ان حوروں سے کوئی انسان یا جن اس سے قبل نہیں ملا''

اگر ایسا نہ ہوتا تو لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ کہنا کافی ہوتا۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ یہ حوروں کے لئے ہے جو خود بھی جنات کی طرح ہیں، تو میں کہوں گا کہ یہ تو انسانوں کے لئے بھی ہے۔ نہیں تو حوروں اور انسانوں میں بھی تو وہی فرق ہے جو انسانوں اور جنوں میں ہے۔ مقصد یہ ہے کہ جنات جو کہ آگ سے پیدا شدہ ہیں انسانی عورتوں سے جو مٹی سے پیدا شدہ ہیں، جماع وصحبت ممکن ہے جس طرح بموجب آیت بالا انسانی مردوں جو مٹی سے پیدا شدہ ہیں کا حوروں سے جو نور سے پیدا شدہ ہیں جماع وصحبت ممکن ہوگا۔

علاج واحراق جن

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ آسیب زدہ کا علاج ''القول الجمیل'' میں ان الفاظ سے لکھتے ہیں:

﴿ وَلِمَنْ خَبَطَهُ الشَّيْطٰنُ يُقْوَأُ فِىْ اُذُنِهِ الْيُسْرٰى سَبْعَ مَرَّاتٍ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنُ …… ﴾

”جس کسی کو شیطان نے خبطی کر دیا ہو تو اس کے بائیں کان میں سات بار آیت ولقد سلیمن الخ پڑھنا چاہیے۔“

پھر لکھتے ہیں کہ

فَاِنَّ الشَّيْطٰنَ يَحْرُقُ .

”اس عمل سے شیطان جل جائے گا۔“

اس سے ثابت ہوا کہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ انسان پر شیطان کا اثر ہونا اور اس کے اثر سے انسان کا خبطی ہو جانا اور عمل سے شیطان کا جل جانا مانتے ہیں۔

علامہ حضرت نواب صدیق الحسن خان صاحب والی بھوپال رحمۃ اللہ علیہ اپنی ”کتاب التعویذات“ میں لکھتے ہیں کہ:

”حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک اعرابی پر اثر لم یعنی جنون تھا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے سامنے بٹھا کر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تا مُفْلِحُوْنَ پڑھ کر اس پر دم کیا اَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ وَ قَالَ صَحِيْحٌ اس روایت کو امام حاکم نے بیان کر کے اس کو صحیح کہا ہے۔“

اس کے بعد نواب صاحب نے یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں کہ:

﴿ فَقَامَ الرَّجُلُ كَاَنَّهٗ لَمْ يَشْكُ قَطُّ . ﴾ (رواہ ابن ماجہ احمد)

”پس کھڑا ہو گیا وہ آدمی گویا کہ مشکوک (مصروع) ہی نہیں ہوا تھا۔“

پھر نواب صاحب نے لکھا ہے کہ:

”یہ حدیث دلیل ہے مشروعیت رقیہ جنوں پر اور یہ حدیث اس پر بھی دلیل ہے کہ بعض انواع جنون شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔“

پھر لکھا ہے کہ:

﴿وَبِهٖ یَنْدَفِعُ قَوْلُ مَنْ قَالَ اِنَّهٗ لَا سَبِیْلَ لِلشَّیْطٰنِ اِلٰی مِثْلِ ذَالِکَ قَالَ الشَّوْکَانِیْ .﴾

"امام شوکانیؒ" کہتے ہیں کہ اس روایت سے ان لوگوں کا رد ہو گیا جو کہتے ہیں کہ شیاطن کو ایسے کاموں کے کرنے کی قدرت نہیں۔"

اور لکھا ہے کہ

"علاقہ بن صہار کا گزر ایک قوم پر ہوا۔ وہاں ایک دیوانہ تھا۔ جسے زنجیر میں باندھ رکھا تھا۔ علاقہ بن صحار نے اس دیوانے کو سورۃ الفاتحہ الکتاب سے رقیہ (دم) کیا تو وہ دیوانہ اچھا ہو گیا۔ ورثاء نے علاقہ بن صہار کو سو بکریاں دیں۔ یہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سارا واقعہ کہہ سنایا تو حضور ﷺ نے فرمایا هَلْ هٰذَا اِلَّا فَلَعُمْرِیْ مَنْ اَکَلَ بِرُقْيَةٍ بَاطِلٍ لَقَدْ اَکَلْتَ بِرُقْیَةٍ حَقٍّ هٰذَا لَفْظُ اَبِیْ دَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ .

"یہ درست ہے۔ بہت سے لوگ باطل رقیہ کے ساتھ کھاتے ہیں اور تم نے رقیہ حق کے ساتھ کھایا۔"

امام غزالی نے اپنی کتاب "خواص القرآن" میں لکھا ہے کہ ایک جاریہ (لڑکی) نے رات کو اٹھ کر ایسی جگہ پیشاب کر دیا کہ جو معتاد (یعنی جہاں پہلے پیشاب کرنے کی عادت) نہ تھی تو وہ مصروع ہو گئی۔ بعض صلحاء نے اس پر یہ پڑھا:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o آلمّٓصٓ o طٰهٰ o طٰسٓمٓ o کٓهٰیٰعٓصٓ o یٰسٓ o وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ o حٰمٓ o عٓسٓقٓ o قٓ o نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ o﴾

وہ فی الفور ہوش میں آ گئی۔ پھر عود آسیب کا نہ ہوا۔

ابن عجیلؒ مصروع پر یہ آیت پڑھتے تھے۔

﴿قُلْ اٰللّٰهُ اَذِنَ لَکُمْ اَمْ عَلَی اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ .﴾ (یونس: س ۱۰، آیت ۵۹)

"آپ پوچھئے کہ کیا تم کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے یا اللہ تعالیٰ پر افترا ہی کرتے ہو؟"

شیطان نکل جاتا پھر نہ آتا۔ انتہی

سنن ابوداؤد شریف میں رسول اللہ ﷺ کی ایک دعا منقول ہے جس کا آخری ٹکڑا یہ ہے:

﴿ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ یَّتَخَبَّطَنِیَ الشَّیْطٰنُ عِنْدَ الْمَوْتِ ﴾

”اور اس سے پناہ مانگتا ہوں کہ مرتے وقت مجھے شیطان خبطی کر دے۔“

مشکوٰۃ میں بحوالہ مسلم ابن عباس ؓ سے ایک حدیث مروی ہے:

﴿ قَالَ اِنَّ ضِمَادًا قَدِمَ مَکَّۃَ وَکَانَ مِنْ اَزْدِ شَنُوْأَۃَ وَکَانَ یَرْقِیْ ھٰذَا الرِّیْحَ فَسَمِعَ سُفَھَآءُ اَھْلِ مَکَّۃَ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ مُحَمَّدًا مَّجْنُوْنٌ فَقَالَ لَوْ اَنِّیْ رَاَیْتُ ھٰذَا الرَّجُلَ لَعَلَّ اللّٰہُ یَشْفِیْہِ عَلٰی یَدِیْ فَلَقِیَہٗ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَرْنِیْ مِنْ ھٰذَا الرِّیْحِ فَھَلْ لَّکَ. الخ ﴾

”ضماد ساکن ازد شنواہ آسیب زدہ کا رقیہ کرتا تھا جب وہ مکہ آیا تو سفہاء مکہ سے سنا کہ محمد (ﷺ) مجنون ہیں اس نے کہا کہ اگر میں اس شخص کو دیکھوں تو شاید اللہ میرے ہاتھ سے اسے آسیب زدگی سے شفا دے دے۔ پھر جب آنحضور ﷺ سے ملاقات ہوئی تو کہا اے محمد ﷺ! میں آسیب زدہ کا علاج کرتا ہوں، تمہیں اس علاج کرانے میں کچھ عذر ہے؟

شراح حدیث نے ریح کا ترجمہ جن کیا ہے اور کہا ہے کہ چونکہ ریح (ہوا) نظر نہیں آتی اور جن بھی نظر نہیں آتے اس لئے جن کو (ریح) ہوا کہتے ہیں۔

ہمارے ہاں بھی اکثر اردو دان عوام الناس ہوا سے جن مراد لیتے ہیں اور آسیب کے اثر کو ہوا کا اثر بولتے ہیں۔

تفسیر ابن کثیر میں بحوالہ تفسیری ابن جریر عیسیٰ علیہ السلام کے واقعہ صلیب میں لکھا ہے کہ ”یہ بطور طعنہ زنی کہتے جاتے تھے کہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) تو مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے اور جنات کو بھگا دیا کرتے تھے۔ اب کیا بات ہے کہ خود اپنی ذات کو بھی نہیں بچا سکتے۔ پھر واقعہ حلیب کے بعد کے حال میں لکھا ہے کہ پھر سات دن کے بعد حضرت مریم علیہا السلام اور وہ عورت جس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جن سے نجات دلائی تھی وہاں آئیں اور گریہ وزاری کرنے لگیں۔

کتب سیر، تفسیر ابن کثیر میں سورۃ حم سجدہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ جب سرداران قریش نے آنحضرت ﷺ کے پاس عتبہ بن ربیعہ کو بھیجا تو منجملہ اور باتوں کے اس نے یہ بھی کہا کہ:

وَاِنْ کَانَ ھٰذَا الَّذِیْ یَاْتِیْکَ رِئْیًا مِّنَ الْجِنِّ لَا یَسْتَطِیْعُ رَدَّہٗ عَنْ نَّفْسِکَ طَلَبْنَا لَکَ الطِّبَّ وَ بَدَّ لْنَا فِیْہِ اَمْوَالَنَا حَتّٰی نُبْرِئَکَ مِنْہُ فَاِنَّہٗ رُبَّمَا غَلَبَ التَّابِعُ عَلٰی الرَّجُلِ حَتّٰی یُدٰوٰی۔

تفسیر ابن کثیر مترجم اردو میں اس کا ترجمہ لکھا ہے کہ

”اور اگر آپ ﷺ کو کوئی جن وغیرہ کا اثر ہے تو ہم اپنا مال خرچ کر کے بہتر سے بہتر طبیب اور جھاڑ پھونک کرانے والے مہیا کر کے آپ ﷺ کا علاج کراتے ہیں۔ ایسا ہوتا ہے کہ بعض مرتبہ تابع جن اپنے عامل پر غالب آ جاتا ہے تو اسی طرح چھٹکارا حاصل کیا جاتا ہے۔“

اس کے جواب میں سردار رسولاں، شفیع پیغمبراں ﷺ نے فرمایا کہ

”سنو! بحمد اللہ مجھے کوئی دماغی عارضہ یا خلل آسیب نہیں ہے۔“

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام سے پہلے بھی لوگ کسی پر جن کا آنا اور قرین کا تابع ہونا مانتے تھے۔ نیز جس پر جن آتا تھا اسے مجنون کہتے تھے۔ اسی وجہ سے کفار انبیاء اللہ کو ساحر یا مسحور یا کاہن یا مجنون کہتے تھے چنانچہ قرآن عزیز میں اس پر شہادت موجود ہے:

﴿کَذٰلِکَ مَآ اَتَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ﴾ (الذریت: س ۵۱، آیت ۵۲)

”اسی طرح جو لوگ ان سے پہلے گزرے ہیں ان کے پاس بھی جو رسول آیا انہوں نے کہہ دیا کہ یہ یا تو جادوگر ہے یا دیوانہ ہے۔“

ایک اور جگہ ہے:

وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّہٗ لَمَجْنُوْنٌ ۔ (القلم: س ۶۸، آیت ۵۱)

”کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو ضرور دیوانہ ہے۔“

سنن ابوداؤد شریف میں آنحضرت ﷺ کی یہ دعا منقول ہے:

﴿ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ ○ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْسِهٖ. ﴾

"شیطان کے اثر سے اور اس کے سانس کے اثر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔"

مسند احمد میں رسول اللہ ﷺ کی سوتے وقت کی یہ دعا مرقوم ہے۔

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِكَلِمٰتِ اللّٰهِ التَّآمَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ. ﴾

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بڑوں کو یہ دعا سکھاتے اور بچوں کے گلے میں لکھ کر ڈالتے تھے۔ مسند بزار میں ہے کہ جب حسنین کو نظر لگی اور آنحضرت ﷺ رنجیدہ خاطر ہوئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آ کر کہا کہ آپ نے یہ دعا کیوں نہ پڑھی جس کے آخری الفاظ یہ ہیں:

﴿مِنْ اَنْفُسِ الْجِنِّ وَاَعْيُنِ الْاِنْسِ﴾

تفسیر ابن کثیر میں اس کا ترجمہ یوں لکھا ہے۔ تمام جنات کی ہواؤں سے اور تمام انسانوں کی آنکھوں سے اپنی پناہ دے۔"

ان بالا حوالہ جات سے کسی انسان پر جن یا شیطان آنا اس کے اثرات سے انسان کا خبطی ہو جانا یا مجنون ہو جانا اور آیات کے اثر سے اس کا جل جانا واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مجنون وغیرہ سے مراد آسیب زدہ ہی ہے نیز یہ کہ نواب صدیق حسن خاں صاحب، شاہ ولی اللہ صاحب، امام غزالی اور قاضی شوکانی رحمہم اللہ وغیرہم تمام ارباب مذاہب اس کے قائل ہیں۔

مزید تائید یہ کہ مجھے آسیب زدہ اشخاص سے بہت کچھ واسطہ رہا ہے اور لوگوں نے عجیب عجیب باتیں بتائیں ہیں جن میں سے صرف چند لکھتا ہوں:

(۱) ایک ایسے لڑکے کا علاج کیا یعنی لڑکے کو سامنے بٹھا کر فیتے جلوائے تو اس نے بتایا کہ چراغ کی لو میں ایسی عورتیں جل رہی ہیں جن کے سروں کے بال ایڑیوں تک ہیں اور

کتب سیر، تفسیر ابن کثیر میں سورۃ حم سجدہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ جب سرداران قریش نے آنحضرت ﷺ کے پاس عتبہ بن ربیعہ کو بھیجا تو منجملہ اور باتوں کے اس نے یہ بھی کہا کہ:

وَاِنْ کَانَ ھٰذَا الَّذِیْ یَأْتِیْکَ رِئْیًا مِّنَ الْجِنِّ لَا یَسْتَطِیْعُ رَدَّہٗ عَنْ نَّفْسِکَ طَلَبْنَا لَکَ الطِّبَّ وَ بَدَّ لْنَا فِیْہِ اَمْوَالَنَا حَتّٰی نُبْرِئَکَ مِنْہُ فَاِنَّہٗ رُبَّمَا غَلَبَ التَّابِعُ عَلٰی الرَّجُلِ حَتّٰی یُدٰوٰی.

تفسیر ابن کثیر مترجم اردو میں اس کا ترجمہ لکھا ہے کہ

''اور اگر آپ ﷺ کو کوئی جن وغیرہ کا اثر ہے تو ہم اپنا مال خرچ کر کے بہتر سے بہتر طبیب اور جھاڑ پھونک کرانے والے مہیا کر کے آپ ﷺ کا علاج کراتے ہیں۔ ایسا ہوتا ہے کہ بعض مرتبہ تابع جن اپنے عامل پر غالب آ جاتا ہے تو اسی طرح چھٹکارا حاصل کیا جاتا ہے۔''

اس کے جواب میں سردار رسولاں، شفیع پیغمبراں ﷺ نے فرمایا کہ

''سنو! بحمد اللہ مجھے کوئی دماغی عارضہ یا خلل آسیب نہیں ہے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام سے پہلے بھی لوگ کسی پر جن کا آنا اور قرین کا تابع ہونا مانتے تھے۔ نیز جس پر جن آتا تھا اسے مجنون کہتے تھے۔ اسی وجہ سے کفار انبیاء اللہ کو ساحر یا مسحور یا کاہن یا مجنون کہتے تھے چنانچہ قرآن عزیز میں اس پر شہادت موجود ہے:

﴿ کَذٰلِکَ مَآ اَتَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ. ﴾ (الذریت: س ۵۱، آیت ۵۲)

''اسی طرح جو لوگ ان سے پہلے گزرے ہیں ان کے پاس بھی جو رسول آیا انہوں نے کہہ دیا کہ یہ یا تو جادوگر ہے یا دیوانہ ہے۔''

ایک اور جگہ ہے:

وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّہٗ لَمَجْنُوْنٌ . (القلم: س ٦٨، آیت ۵۱)

''کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو ضرور دیوانہ ہے۔''

سنن ابو داؤد شریف میں آنحضرت ﷺ کی یہ دعا منقول ہے:

﴿ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ o مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْسِهٖ . ﴾

’’شیطان کے اثر سے اور اس کے سانس کے اثر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔‘‘

مسند احمد میں رسول اللہ ﷺ کی سوتے وقت کی یہ دعا مرقوم ہے۔

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِکَلِمٰتِ اللّٰهِ التَّآمَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنِ . ﴾

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بڑوں کو یہ دعا سکھاتے اور بچوں کے گلے میں لکھ کر ڈالتے تھے۔ مسند بزار میں ہے کہ جب حسنین کو نظر لگی اور آنحضرت ﷺ رنجیدہ خاطر ہوئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آ کر کہا کہ آپ نے یہ دعا کیوں نہ پڑھی جس کے آخری الفاظ یہ ہیں:

﴿مِنْ اَنْفُسِ الْجِنِّ وَاَعْیُنِ الْاِنْسِ﴾

تفسیر ابن کثیر میں اس کا ترجمہ یوں لکھا ہے۔ تمام جنات کی ہواؤں سے اور تمام انسانوں کی آنکھوں سے اپنی پناہ دے۔‘‘

ان بالا حوالہ جات سے کسی انسان پر جن یا شیطان آنا اس کے اثرات سے انسان کا خبطی ہو جانا یا مجنون ہو جانا اور آیات کے اثر سے اس کا جل جانا واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مجنون وغیرہ سے مراد آسیب زدہ ہی ہے نیز یہ کہ نواب صدیق حسن خاں صاحب، شاہ ولی اللہ صاحب، امام غزالی اور قاضی شوکانی ؒ وغیرہم تمام ارباب مذاہب اس کے قائل ہیں۔

مزید تائید یہ کہ مجھے آسیب زدہ اشخاص سے بہت کچھ واسطہ رہا ہے اور لوگوں نے عجیب عجیب باتیں بتائیں ہیں جن میں سے صرف چند لکھتا ہوں:

(۱) ایک ایسے لڑکے کا علاج کیا یعنی لڑکے کو سامنے بٹھا کر فیتے جلوائے تو اس نے بتایا کہ چراغ کی لو میں ایسی عورتیں جل رہی ہیں جن کے سروں کے بال ایڑیوں تک ہیں اور

ہاتھوں کی ہتھیلیاں سامنے کو، پیر کے پنجے پیچھے کو ہیں یہ مجھے پرستان میں چلنے کو کہتی ہیں۔

(۲) تین مختلف عورتوں نے بتایا کہ ایک دیو جل رہا ہے جس کے سر پر دو سینگھ ہیں۔ اس پر مجھے حدیث قرن الشیطان یاد آئی۔ ①

(۳) ایک عورت نے جلتا ہوا ایسا شخص بتایا کہ اس کی ناک پر ایک سینگھ تھا۔

(۴) چند عورتوں نے سانپ۔ اژدہے اور بن مانس جلتے ہوئے بتائے۔

(۵) ایک عورت پر جب آسیب کا اثر ہوتا تھا تو سب کے سامنے اس کی پیشانی پر بکثرت نشانات ہو جاتے جیسا کہ کسی نے چاقو سے گود دیا ہو اور ان میں خون آ جاتا تھا۔

(۶) ایک ہندو قوم کمہار کی ناخواندہ لڑکی پر جب آسیب کا اثر ہوتا تو حسب فرمائش قرآن مجید کی چند سورتیں پڑھ کر سنا دیتی اور بعض سورتوں کی فرمائش کے جواب میں اس نے کہا کہ جس طرح تم میں بہت سے لوگ سب قرآن کے حافظ نہیں اسی طرح ہم میں بھی نہیں۔

(۷) ایک آسیب زدہ عورت کو یکایک کوڑے لگنے شروع ہو جاتے جس سے وہ چیختی چلاتی اور جس جگہ کوڑا لگتا بتاتی اس جگہ کوڑے کا نشان ہوتا تھا۔

یہ چند واقعات عرض کر دیئے ہیں ورنہ تو سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں واقعات ہیں جن کے لئے یہ صفحات متحمل نہیں ہیں۔ اب یہ بھی بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ عاملین جنات کسی پر سے اثر جن کے اتارنے یا جن کو جلانے کے مختلف طریقے اختیار کرتے ہیں چنانچہ بعض طریقے یہ ہیں:

(۱) عامل آسیب زدہ کو ایک انگوٹھی پہناتا ہے جس پر نقش کندہ ہوتا ہے جس سے آسیب قول و اقرار کر کے چلا جاتا ہے، یا جل جاتا ہے۔

(۲) عامل کچھ پڑھ کر مریض کے منہ پر یا کان میں دم کرتا ہے۔ مریض کو باذن اللہ تعالیٰ شفا ہوتی ہے۔

(۳) عامل جن کو اپنے عمل کے ذریعہ سے آدمی پر سے اتار کر ہانڈی یا بوتل میں بند کر لیتا ہے۔

(۴) عامل کچھ پڑھتا ہے تو جن جانور کی شکل میں اڑ جاتا ہے۔

---

① حدیث شریف میں ہے کہ شیطان کے دو سینگھ ہیں۔ (مشکوٰۃ)

(۵) مریض کو جلتی ہوئی آگ میں ڈالا جاتا ہے جس سے آسیب جل جاتا ہے۔

(۶) عامل کچھ پڑھ کر ایک لکیر کھینچتا ہے جو زمین پر آگ کی دیوار بن جاتی ہے اس میں مریض جا کر شفایاب ہو جاتا ہے۔

(۷) کوئی کپڑے یا کاغذ کی بتی جلا کر مریض کو دھونی دیتا ہے۔

(۸) کوئی فلیتہ چراغ میں جلواتا ہے جس سے آسیب جل جاتا ہے (میرا اکثر اسی پر عمل ہے)

(۹) کوئی تیل پڑھ کر مریض کے دونوں کانوں میں ڈلواتا ہے جس سے مریض اچھا ہو جاتا ہے۔

(۱۰) کوئی پانی پڑھ کر مریض کو پلاتا ہے یا منہ پر چھینٹے مارتا ہے۔ ان میں سے سوا چند کے باقی تمام پر میرا عمل رہا ہے۔

جنات کا جل جانا

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جن آگ سے بنے ہیں تو آگ سے کس طرح جل سکتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ایک جگہ کی مٹی کو دوسری جگہ کی مٹی میں اور ایک جگہ کے پانی کو دوسری جگہ کے پانی میں ڈال دینے سے کیا فرق پڑتا ہے؟

جواب: بظاہر تو یہ بات ٹھیک معلوم ہوتی ہے لیکن جب ہم غور وتدبر کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ پانیوں میں بھی فرق ہوتا ہے کوئی کھاری ہے تو کوئی میٹھا تو کوئی پھیکا اور ان کے رنگوں میں بھی فرق ہے۔

چنانچہ مختلف اللون ہونے کی وجہ سے ان کے نام بحر ابیض ❶ بحر اسود ❷ بحر احمر ❸ ہیں۔ پھر ایک ہی جگہ مختلف دریا بن کر بہتے ہیں چنانچہ اس پر فرمان رب العالمین شاہد ہے۔

﴿مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ بَیْنَھُمَا بَرْزَخٌ لَّایَبْغِیٰنِ.﴾

(الرحمن: س ۵۵، آیت ۱۹، ۲۰)

”اسی (اللہ) نے دو دریاؤں کو ملایا کہ باہم ملے ہوئے ہیں۔

---

❶ سفید۔ ❷ سیاہ۔ ❸ سرخ۔ ابو محمد

ان دونوں کے درمیان ایک حجاب ہے کہ دونوں بڑھ نہیں سکتے۔

یہ باوجود اتصال کے ایک دوسرے سے جدا ہیں۔ پھر کوئی سرد ہے، کوئی گرم۔ اسی طرح سرخ وسفید اور زرد وسیاہ ہیں ان میں کچھ شور ہیں۔ ان کی تاثیریں اور پیداوار جدا ہیں۔ کہیں ریت ہے کہیں سنگریزے۔ اب اگر ایک قسم کے پانی یا مٹی کو دوسرے میں ڈال دیا جائے تو فعل و انفعال اور کسر وانکسار ہو کر ان کی تاثیریں اور خاصیتیں بدلنے میں جو تبدیلی یا تکلیف ہوگی ہمیں اس کا احساس نہ ہوگا۔

جانداروں میں سبب احساس روح ہے اگر مٹی اور پانی میں بھی روح ہوتی تو انہیں بھی احساس ہوتا اور ان کی حرکات اضطراری سے اندازہ ہوتا پھر یہ کہ انسان جس مٹی سے بنا ہے اس میں تبدیلی کی گئی ہے اس وجہ سے وہ اصل مٹی سے ممتاز ہے چنانچہ گوشت پوست، ہڈی، رگ، پٹھے، ناخن، بال، دل، جگر، خود علیحدہ علیحدہ انواع واقسام ہو کر ہر ایک اصل مٹی سے جدا کوئی دوسری چیز بن گئی ہے اور بوجہ روح ذی حس ہے اسی طرح جنات جس آگ سے بنے ہیں اس آگ میں بھی تبدیلی کر کے ان کے اعضاء وجوارح بنائے گئے ہیں۔ یہ آگ بھی اپنی اصلی حالت پر نہیں ہے اور ان میں بھی روح ہے۔ جس کی وجہ سے حس ہے پس یقیناً...... اس تبدیلی شدہ آگ کو اس اصلی آگ میں اذیت ہونا چاہیے۔

ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ علماء متقدمین ومتاخرین جنات کے آگ میں جل جانے کے قائل ہیں نیز مفسرین کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے جنات کو زمین پر آباد کیا تھا۔ پھر ان کو بوجہ سرکشی و نافرمانی کے جلا دیا۔

تفسیر ابن کثیر میں سدی کا قول ہے کہ جو جنات حضرت سلیمان علیہ السلام کی نافرمانی کرتے تھے انہیں فوراً آگ میں جلا دیا جاتا تھا نیز علامہ دیربی بونی اور سنوسی نے اپنی اپنی کتب مجربات میں آیات واعمال سے جنوں کا جل جانا اور آگ میں جل جانا لکھا ہے۔

میں آسیب زدہ کے علاج میں ایک فتیلہ آگ میں جلواتا ہوں تو عموماً مریض ایک یا چند اشخاص کو جلتا ہوا نظر آنا بتاتا ہے۔

یہ بات سب جانتے ہیں کہ اسلام جن وانس دونوں ہی کے لئے آیا ہے اور دونوں ہی قرآن کے مخاطب و مامور ہیں اور دونوں میں سے مومن جنت میں اور کافر دوزخ میں جائیں گے۔ اب اگر یہ آگ میں نہ جلیں گے تو ان کا دوزخ میں جانا بے کار ہوگا، حالاں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

﴿ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ. ﴾ (ھود: س ۱۱، آیت ۱۱۹)

”میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سے پر کروں گا۔“

اور جلنے کا حال اس طرح بیان فرمایا کہ

﴿ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ. ﴾

(س ۴، آیت ۵۶)

”جب ان کی کھالیں پک جائیں گی۔ ہم ان کے سوا اور کھالیں بدل دیں گے تاکہ عذاب چکھتے رہیں۔“

ان تمام باتوں کے ساتھ اس جل جانے کی حقیقت کا علم اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کو ہے۔ تفسیر ابن کثیر میں بحوالہ ابن ابی حاتم ہے کہ ایک بیمار جسے جن ستاتا تھا وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو آپ نے سورۃ مومنون کی آیات ﴿ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ...... الخ س ۲۳، آیت ۱۱۵ ﴾ پڑھ کر اس کے کان میں دم کیا تو اچھا ہو گیا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کہ تم نے کیا پڑھا تھا؟ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بتانے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے یہ آیتیں کان میں پڑھ کر اس (جن) کو جلا دیا۔

علامہ دیریؒ نے امام غزالی سے نقل کیا ہے کہ ابن قتیبہؒ کہتے ہیں کہ بنی کعب کے ایک شیخ نے مجھ سے کہا کہ میں چھوارے فروخت کرنے کے لئے بصرہ گیا۔ بصرہ میں رہنے کے لئے مجھے ایک ایسا مکان ملا جس میں بکثرت مکڑی کے جالے بنے تھے۔ میں نے جب اس کے مالک سے کرایہ پر لینے کے لئے کہا تو اس نے کہا کہ تم اپنی جان کی خیر مناؤ۔ یہ مکان مت لو کیوں کہ اس میں ایک عفریت (دیو) نے اپنا ٹھکانہ بنا لیا ہے جو کوئی اس میں مکان رہتا ہے اسے مار ڈالتا ہے۔ میں نے کہا کہ تم اس کی فکر نہ کرو، مجھے کرایہ پر دے دو اور میں جانوں اور عفریت جانے چنانچہ مجھے

مکان دے دیا گیا اور میں اس میں ٹھہر گیا۔ جب رات ہوئی تو ایک شخص نہایت سیاہ جس کی دونوں آنکھیں آگ کے شعلوں کی مانند تھیں آیا اور اس کے آگے آگے سپاہی تھی جو میری طرف بڑھتی اور مجھ سے قریب ہوتی جاتی تھی تو میں نے آیت الکرسی ﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ﴾ (البقرہ: س ۲، آیت ۲۵۵) پڑھنی شروع کر دی۔ جو کلمہ میں پڑھتا تھا۔ وہی کلمہ وہ پڑھتا جاتا تھا یہاں تک کہ میں نے ﴿وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ﴾ (البقرہ: س ۲، آیت ۲۵۵) پڑھا تو اس نے اسے نہ دہرایا۔ تو میں نے ان کلمات کی تکرار شروع کر دی یہاں تک کہ وہ تاریکی میں غائب ہو گئی۔ اس کے بعد میں ایک گوشہ میں سو گیا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے اس مکان میں آگ سے جلنے کا نشان دیکھا اور راکھ بھی پائی۔ پھر میں نے سنا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ تو نے بہت بڑے عفریت (دیو) کو جلا دیا ہے۔ میں نے کہا کہ میں نے کا ہے سے جلا دیا۔ آواز آئی کہ اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ﴾ (البقرہ: س ۲، آیت ۲۵۵) سے۔

ان حالات وواقعات سے جنات کا بذریعہ عمل بالکتاب والسنہ جل جانا ثابت ہو گیا۔ فہو المراد

جنوں کو موت

یوں تو گزشتہ معروضات سے جنات کی موت قوی دلائل کے ساتھ ثابت ہو چکی ہے تاہم اس عنوان کے تحت ہم جنوں کی موت کے بارے میں صحیح وصریح فرمان نبی ﷺ پیش کرتے ہیں چنانچہ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں رسول اللہ ﷺ کا ایک استعاذہ منقول ہے جس کا ایک ٹکڑا یوں ہے کہ:

﴿اَنْتَ الْحَیُّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ یَمُوْتُوْنَ﴾

”(اے اللہ) تو وہ زندہ ہے کہ جسے کبھی موت نہیں اور جن وانس سب کو موت ہے۔“

اور فرمان رب العالمین ہے

﴿كُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ﴾ (الرحمن: س ۵۵، آیت ۲۶)

”(اس زمین پر) جو ہے سب فانی ہے۔

اس میں جن وانسان دونوں داخل ہیں۔

جنات اور شرک

یہ بات بتائی جا چکی ہے کہ انسانوں کا سب سے بڑا دشمن شیطان ہے۔ اس نے انسانوں کو گمراہ کرنے کا اللہ تعالیٰ سے قول کیا ہے، اب یہ اور اس کی ذریات، رات دن اپنے قول کو پورا کرنے کی فکر میں لگی ہوئی ہے۔ اس نے خود بھی کفر کیا جیسا کہ آیت ابی واستکبر…… سے ثابت ہے اور دوسرے لوگوں کو بھی کفر و شرک میں مبتلا کرنے کے لئے نئی نئی باتیں نکالیں چنانچہ اس کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ جب جنوں کی بادشاہت زمین پر سے ختم کر کے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو زمین پر بسایا تو اس لعین نے ہر ممکن طریقہ سے انسانوں کو ڈرایا دھمکایا اور ان کو نقصان پہنچایا۔ کبھی تو سانپوں کے بھیس میں آ کر پریشان کیا اور کبھی کسی بھیس میں آ کر فریب دیا۔

چونکہ جن مختلف بھیسوں میں اور شکلوں میں سامنے آ کر غائب ہو جاتے تھے، اس وجہ سے انسانوں نے ان کو اپنے سے بڑا طاقتور مانا اور چوں کہ یہ بعض آئندہ باتوں کی خبریں بھی دیتے تھے۔ کبھی وہ سچی بھی ہو جاتی تھیں، تو اس سے انسانوں نے ان کو عالم الغیب بھی ماننا شروع کر دیا۔ پھر شیطان نے اُن کے (انسانوں کے) دلوں میں یہ بھی ڈالا کہ یہ ان کے معبود ہیں اور شیطان نے انسانوں کے دلوں میں یہ بھی ڈالا کہ تم ان کی پرستش کرو۔ نذر و نیاز ان کے نام کی لاؤ۔ ان کے نام پر قربانیاں کرو، کیوں کہ یہ تمہاری حاجتیں پوری کریں گے ان سے منتیں مانگو، سفر و حضر میں ان کی حفاظت میں آنے کا اقرار کرو چنانچہ جب لوگ سفر کرتے اور کسی جنگل میں ہوتے تو وہاں کے بڑے جن کی حفاظت طلب کرتے اور امن مانگتے۔ تفسیر ابن کثیر میں تحت آیت:

﴿ وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا. ﴾ (الجن: س ۷۲، آیت ۶)

”بات یہ ہے کہ چند انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے۔“

لکھا ہے کہ پہلے جن انسانوں سے ڈرتے تھے اور جہاں انسان جاتے تھے وہاں سے جن

خوف کی وجہ سے بھاگ جاتے تھے۔ پھر انسان جس جنگل یا ویرانے میں جاتے تو جنوں سے پناہ طلب کرنے لگے اور کہتے تھے کہ اس جگہ کے سب سے بڑے جن کی پناہ میں ہم آ گئے اب وہ ان کا مال و اسباب ان کی بیوی اور بچے ہر بات سے محفوظ ہو گئے۔ اب انہیں کسی طرح کا اندیشہ نہ رہا اور اسے اس طرح سمجھتے تھے کہ جس طرح جاہلیت والے کسی نئے مقام پر وہاں کے بڑے شخص کی پناہ میں آ کر مامون و محفوظ ہو گئے۔ جب جنوں نے انسانوں کا یہ ڈر اور تعوذ دیکھا تو جن انسانوں کو اور زیادہ ڈرانے اور ستانے لگے اور ان کی سرکشی اور زیادہ ہو گئی۔

اسی طرح تفسیر ابن کثیر میں تحت آیت:

﴿ یٰمَعۡشَرَ الۡجِنِّ قَدِ اسۡتَکۡثَرۡتُمۡ مِّنَ الۡاِنۡسِ وَ قَالَ اَوۡلِیٰٓؤُهُمۡ مِّنَ الۡاِنۡسِ رَبَّنَا اسۡتَمۡتَعَ بَعۡضُنَا بِبَعۡضٍ. ﴾ (الانعام: س ٦، آیت ١٢٩)

”اے جماعت جنوں کی تم نے انسانوں میں بڑا حصہ لیا جو انسان ان کے ساتھ تعلق رکھنے والے تھے وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم میں ایک نے دوسرے سے فائدہ حاصل کیا تھا۔“

بحوالہ تفسیر ابن جریر لکھا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں کوئی شخص سفر کرتا ہوا کسی وادی میں بھٹکتا تھا تو کہتا تھا کہ میں اس وادی کے سب سے بڑے جن کی پناہ لیتا ہوں۔ یہ ہوتا تھا انسانوں کا استمتاع اور جنوں کا انسانوں سے فائدہ اٹھانا یہ ہے کہ انسان ان کی تعظیم کرتے تھے اور ان سے مدد طلب کرتے تھے اور انسانوں ہی سے انہیں بزرگی ملتی تھی۔ کردم بن ابوسائب انصاری کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ہمراہ کسی کام کے لئے مدینہ سے باہر نکلا۔ اس وقت مکہ میں پیغمبر ﷺ کی بعثت ہو چکی تھی۔ رات کو جنگل میں ہم ایک چرواہے کے پاس ٹھہرے آدھی رات کے وقت ایک بھیڑیا آیا اور ایک بکری کو لے گیا۔ چرواہا پکارتا ہوا بھاگا۔ اے جنگل کو آباد رکھنے والے! تیری پناہ میں آیا ہوا شخص لٹ گیا۔ اس کے ساتھ ہی آواز آئی کہ اے بھیڑیئے! اس بکری کو چھوڑ دے لیکن بولنے والا کوئی شخص نظر نہ آیا۔ تھوڑی دیر بعد وہی بکری دوڑتی ہوئی آئی اور ریوڑ میں مل گئی۔ اس کے کوئی زخم بھی نہ تھا۔

پھر لکھا ہے کہ ممکن ہے جن ہی بھیڑیا بن کر آیا ہو اور اس دہائی کو سن کر اس لئے بکری کو چھوڑ دیا ہو کہ چرواہے کا اور دوسرے لوگوں کا اس بات کو سن کر اور عقیدہ پختہ ہو جائے کہ جنات کی پناہ میں آ کر نقصان سے محفوظ ہو جاتے ہیں اور لوگ زیادہ گمراہ ہو جائیں۔

غرض کہ اس طرح جنوں کو بڑا مان کر فریادرس و مددگار سمجھ کر رفتہ رفتہ ان کی پرستش کرنے لگے۔ ثابت ہوا کہ شرک کی ابتدا جنات نے کرائی۔ اس سے ان کا مقصد انسانوں کو گمراہ کرنا تھا اور خدا پرستی کا عقیدہ ختم کرا کے غیر اللہ کی پرستش قائم کرانی تھی جس میں وہ کافی حد تک کامیاب ہوئے۔

پرستش جنات

قرآن عزیز میں ہے کہ ﴿وَجَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ.﴾ (الانعام: ۶، آیت ۱۰۱) یعنی اور لوگوں نے شیاطین کو اللہ کا شریک قرار دے دیا ہے حالانکہ ان لوگوں کو خدا نے پیدا کیا ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں تحت آیت ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى.﴾ (الزمر: س ۳۹، آیت، ۳) تفسیر یعنی ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کر دیں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو جمع کر کے فرشتوں سے سوال کرے گا کہ کیا یہ لوگ تمہیں پوجتے تھے۔ وہ جواب دیں گے کہ تو پاک ہے۔ ایسا نہیں ہے بلکہ ہمارا اللہ تو ہی ہے۔ یہ لوگ تو جنات کی پرستش کیا کرتے تھے اور ان میں سے اکثر کا عقیدہ و ایمان ان ہی پر تھا۔

اسی طرح آیت ﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ . الخ﴾ (بنی اسرآءیل: س ۱۷، آیت ۵۷) یعنی جن کو یہ لوگ پکارتے رہتے ہیں خود وہ اپنے رب کی نزدیکی کی جستجو میں رہتے ہیں کہ تحت بخاری شریف میں مرقوم ہے کہ جنات کی مشرکین پرستش کرتے تھے۔ وہ جن تو خود مسلمان ہو گئے تھے لیکن یہ لوگ اب تک اپنے کفر پر جمے ہوئے ہیں۔ اس لئے انہیں خبردار کیا گیا ہے کہ تمہارے معبود خود اللہ تعالیٰ کی طرف جھک گئے لیکن تم نادان اپنی

ہٹ دھرمی پر اڑے ہوئے معبود حقیقی کو چھوڑ کر ان کی پرستش کیے جا رہے ہو۔

ان حوالہ جات سے انسانوں کا جنوں کی پرستش کرنا اظہر من الشمس ہے۔

جنات اور بت پرستی

چونکہ جنات لوگوں کو آسمانی باتوں کی خبریں دیتے تھے اور بعض باتیں ان میں سے سچ ہو جاتیں تھیں اس لئے ان کو عالم الغیب سمجھنے لگے اور دوسرا یہ کہ جنات انسانوں کی امور دنیاوی میں امداد کرتے اور انسان ان سے استمداد کرتے تھے، اس لئے جنات کو متصرف و قادر ماننے لگے۔ اسی طرح رفتہ رفتہ ان کی پرستش شروع ہو گئی۔ پرستش کرنے والے دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک تو وہ جو صرف ان کے نام پر ہی ان کی پوجا کرتے۔ دوسرے وہ جنہوں نے ان کے بت بنا کر پوجا کی۔ پھر جنہوں نے بت بنائے وہ بھی دو قسم کے تھے۔ ایک تو وہ جو ان بتوں کو فرشتوں، آسمانی روحوں اور جنات سے نسبت دیتے تھے۔ دوسرے وہ جو ان بتوں کو کسی بھی حیثیت سے بڑی شخصیت مانتے تھے۔

اس بت پرستی کو اس طرح بتایا گیا ہے: ﴿اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِیْنَ.﴾ (الصفت: س ۳۷، آیت ۱۲۵) ”کیا تم بعل ① نامی بت سے دعائیں کرتے ہو اور سب سے بہتر خالق کو چھوڑ دیتے ہو۔“

اور کافر کہتے تھے کہ ﴿اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ.﴾ (صٓ: ۳۸: آیت ۵) ”(کافر کہتے تھے کہ) کیا اس (رسول ﷺ) نے اتنے سارے معبودوں کا ایک ہی معبود کر دیا واقعی یہ بہت ہی عجیب بات ہے۔

کافر لوگ اپنی بت پرستی کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَآ اِلَی

---

① بعل الخ تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام کی قوم خدا کو چھوڑ کر دوسروں کی عبادت کرتی تھی۔ اہل یمن اور قبیلہ رب کو بعل کہتے تھے۔ بعل نامی جس بت کی یہ پوجا کرتے تھے وہ ایک عورت تھی۔ اس کے پجاری جس شہر میں رہتے تھے اس شہر کا نام بعلبک تھا تفسیر اعظم التفاسیر میں لکھا ہے کہ بعل ہر شخص کی بات کا جواب دیا کرتا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ خدا نے شیطان کو اس پر قدرت دے رکھی تھی وہ بعل کے اندر داخل ہو کر بولتا اور ہر سائل کو اس کی بات کا جواب دیتا۔ ابو محمد

اللّٰہِ زُلفٰی.﴾ (الزمر: ۳۹، آیت ۳) ''ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ بزرگ اللہ تعالیٰ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کر دیں۔'' (غرض کہ بت پرستی کی بنیاد جڑ جنات پرستی سے ہوتی ہے)

یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ جو لوگ پتھروں یا دھاتوں کے بنائے ہوئے بتوں کو پوجتے تھے وہ لوگ صاحب عقل و دانش، چالاک و ہوشیار، جنگ آزما و مدبر اور کاروباری لوگ تھے اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ یہ بت انہی کے بنائے ہوئے ہیں جن میں حس و حرکت نہیں، قدرت و قوت نہیں، گویائی نہیں، پھر بھی انہیں پوجتے تھے، تو کیا یہ فعل عبث کرتے تھے؟ نہیں یہ بات نہیں ہے بلکہ وہ سمجھتے تھے کہ ان کی اس بت پرستی سے جنات خوش ہوتے ہیں اور ان کی امداد کرتے ہیں اور ان کی خواہشوں کو پورا کرنے میں وعدے کرتے ہیں اور امیدیں دلاتے ہیں جیسا کہ شیطان نے کہا تھا کہ ﴿وَلا منینھم.﴾ (س ۴، آیت ۱۱۹) ''اور باطل امیدیں دلاتا رہوں گا۔''

ان ہی لوگوں کو اور جنوں کو ایک دوسرے کا دوست بتایا گیا ہے فرمان ہے: ﴿وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓئُھُمُ الطَّاغُوْتُ.﴾ (البقرہ: س ۲، آیت ۲۵۷) ''وہ لوگ جو کافر ہیں ان کے دوست شیاطین ہیں۔'' دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿اِنَّھُمُ اتَّخَذُوا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ.﴾ (الاعراف: س ۷، آیت ۳۰)

''ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر شیطانوں کو اپنا رفیق بنالیا ہے اور یہی شیاطین و جن ان پر القاء و الہام کرتے تھے۔''

فرمان ہے:

﴿وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰٓی اَوْلِیٰٓھِمْ لِیُجَادِلُوْکُمْ.﴾

(الانعام: س ٦، آیت ۱۲۲)

''اور یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کو تعلیم دے رہے ہیں کہ تم سے جدال کریں۔''

نیز شیاطین کے الہام و القاء اور وساوس سب کو تسلیم ہیں اور فرمان رب العالمین ہے کہ:

﴿اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ○ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ.﴾

(الناس: س ۱۱۴، آیت ٦٠۵)

''جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے خواہ وہ جن ہو یا انسانوں میں سے۔''

اور جگہ ہے:

﴿ وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِکَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ وَّلَا نَبِیٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓی اَلۡقَی الشَّیۡطٰنُ فِیۡٓ اُمۡنِیَّتِہٖ فَیَنۡسَخُ اللّٰہُ مَا یُلۡقِی الشَّیۡطٰنُ . ﴾ (الحج: س ۲۲، آیت ۵۲)

''ہم نے تجھ سے پہلے جس رسول اور نبی کو بھیجا اس کے ساتھ یہ ہوا کہ جب وہ (اپنی قوم) میں کوئی بیان کرنے لگا تو شیطان نے (قوم کے دلوں) میں وسوسہ ڈال دیا پس شیطان کے وسوسہ کو اللہ تعالیٰ دور کر دیتا ہے۔''

ہم نے جو کچھ لکھا ہے اس کی توضیح وتشریح یہ ہے کہ جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا قرین ① جو باقی رہتا ہے وہ اس بت پرستی کے وقت اس بت سے متعلق رہتا ہے اور وہی پجاری کو امیدیں دلاتا ہے، وعدے کرتا ہے الہام والقاء کرتا ہے۔

---

① قرین کا مفصل بیان آئندہ صفحات میں آرہا ہے انشاء اللہ۔ ابو محمد

عزیٰ یہ ہی تھی الخ اسلام سے پہلے کفار عرب عزیٰ اور بہت سے دیگر بتوں اور اصنام کی عبادت و پوجا پاٹ کرتے تھے۔ قارئین کی ازدیاد بصیرت کے لئے بت پرستی کے متعلق مختصر طور پر یہاں عرض کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

(۱) عزیٰ: مکہ اور طائف کے درمیان ایک درخت تھا۔ اس پر قبہ بنا ہوا تھا۔ چادریں چڑھی ہوئی تھیں۔ قریش اس کی عظمت و پوجا کرتے تھے۔ زمانہ اسلام میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسے ختم کیا اور کہتے جاتے تھے کہ یَا عُزّٰی کُفۡرَانَکِ لَا سُبۡحٰنَکِ اِنِّیۡ رَأَیۡتُ اللّٰہَ قَدۡ اَھَانَکِ ''اے عزیٰ! میں تیرا منکر ہوں۔ تیری پاکی بیان کرنے والا نہیں ہوں میرا ایمان ہے کہ تیری عزت کو خدا تعالیٰ نے خاک میں ملا دیا ہے۔'' پجاری اس سے آواز بھی سنا کرتے تھے۔ دراصل عزیٰ نامی ایک شیطانیہ عورت تھی جو ایک درخت پر تھی۔

(۲) لات: یہ ایک بزرگ شخص تھا جو موسم حج میں حاجیوں کو ستو روغن زیتون ملا کر پلایا کرتا تھا۔ جب مر گیا تو قبیلہ ثقیف نے اس کی صورت پر پتھر کا ایک بت بنا کر اس کا نام لات رکھا۔ اس کی بھی پوجا شروع ہوئی۔ اس پر بھی غلاف و چادریں چڑھائیں، قبہ بنایا، مجاور مقرر ہوئے۔ جاروب کش مقرر ہوئے۔ اس کے آس پاس کی جگہ مثل حرم مانی جانے لگی۔ اہل طائف کا یہ بت کدہ تھا۔ اس کی تولیت قبیلہ بنو معتب میں تھی۔ زمانہ اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ختم کرنے کے لئے حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت ابو سفیان، اور حضرت صخر بن حرب رضی اللہ عنہم کو بھیجا تھا۔ جنہوں نے اسے معدوم کر کے اس

گذشتہ سے پیوستہ

کی جگہ مسجد بنادی تھی۔

(۳) منات: مکہ و مدینہ کے درمیان مقام ''حدید'' کے پاس یہ بت تھا۔ قبیلہ خزاعہ، قبیلۂ اوس اور قبیلۂ خزرج، زمانہ جاہلیت میں اس کی پرستش کرتے تھے۔ یہیں سے احرام باندھ کر حج بیت اللہ کو جاتے یہ تینوں بت بہت مشہور تھے۔ لوگ ان کا طواف کرتے۔ ان پر جانور چڑھاتے (جیسا کہ آج کل پیروں کے نام مزاروں پر دنبے و بکرے چڑھائے جاتے ہیں اور پیروں کی نذر و نیاز کرتے ہیں مثلاً گیارہویں وغیرہ۔ یہ سب امور کفار عرب کی اندھی تقلید اور کفر و شرک ہیں) ان کے نام کی قسمیں کھاتے، منات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں فنا ہوا۔

(۴) ہبل: یہ بت خانہ کعبہ کے اندر تھا۔ آدمی کی شکل کا سرخ یاقوت کا بنا ہوا تھا اور دایاں ہاتھ کٹا ہوا تھا۔ بعد میں قریش نے سونے کا ہاتھ بنا کر لگایا۔ سب سے پہلے اسے خزعہ بن مدرکہ نے نصب کیا۔ اس بت کے آگے سات لکڑیاں مثل تیر کے رکھی تھیں۔ ایک لکڑی پر صریح دوسری پر ملصق لکھا ہوا تھا۔ کفار کے ہاں جب بچہ پیدا ہوتا تو ہبل پر چڑھاوا لے جاتے اور ان تیروں سے پانسہ پھینکتے اگر صریح نکلتا تو بچہ کو الفت سے رکھتے بصورت دیگر بچہ کو ضائع کر دیتے۔ سفیان بن حرب رضی اللہ عنہ نے احد کی لڑائی کے دن مسلمانوں کے مقابلہ میں کہا تھا ﴿اعل ھبل﴾ ''اے ہبل تیرا دین بلند ہو۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم جواب دو کہ ﴿اللہ اعلی و اجل﴾ ''اللہ تعالیٰ برتر اور بزرگ ہے۔''

(۵/۶) اساف اور نائلہ: اساف مرد اور نائلہ عورت تھی۔ دونوں قبیلہ جرہم سے تھے۔ ان کو اساف بن یعلی اور نائلہ بنت زید کہتے تھے دونوں کا عشق یمن سے شروع ہوا۔ پھر قافلہ کے ہمراہ دونوں حج کو آئے۔ ایک رات دونوں نے خانہ کعبہ میں داخل ہو کر تنہائی پا کر بدکاری کی تو مسخ ہو کر پتھر ہو گئے۔ صبح لوگوں نے مسخ پا کر خانہ کعبہ سے باہر نکال کر ایک کو کعبہ کے متصل دوسرے کو زمزم کے مقام پر نصب کیا تا کہ لوگ عبرت حاصل کریں۔ کچھ مدت گزرنے کے بعد دیگر بتوں کے ساتھ ان کی بھی پوجا پاٹ شروع ہوگئی۔

(۷) ذوالخلصہ: سفید پتھر کا بنا ہوا سر پر تاج کی شکل نقش تھی مکہ و مدینہ کے درمیان مکہ سے سات یوم کی مسافت پر ایک مکان میں رکھا گیا تھا۔ اسے جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ نے ختم کیا۔

(۸) ذوالکفین: قبیلہ دوس کا بت تھا۔ جب یہ قبیلہ اسلام لے آیا تو آنحضور ﷺ نے طفیل بن عمر کو بھیجا۔ انہوں نے اسے ختم کر دیا۔

گذشتہ سے پیوستہ

(۹) ذو الشریٰ: یہ قبیلہ بنی حارث بن بشکر کا بت تھا۔

(۱۰) اقیصر: یہ بت قبیلہ قزاعہ، لخم، جذام، عائلہ اور غطفان کا تھا۔

(۱۱) نھم: یہ قبیلہ مزینہ کا بت تھا۔ پجاری اکثر اپنے نام عبد نہم رکھتے تھے۔ (عبد کے معنی بندے کے ہوتے ہیں۔ عبد نہم یعنی نہم کے بندے چونکہ کل انسان اللہ تعالیٰ کے بندے ہوتے ہیں اس لئے ماسوا اللہ تعالیٰ کے کسی اور کی طرف عبدیت منسوب کرنا کسی اور کا بندہ بننا...... عند اللہ و عند الرسول ﷺ کفر و شرک ہے۔ لہٰذا آج کل جو نام کے مسلمان اپنے نام عبد النبی، عبد الرسول، عبد المصطفیٰ یا عبد الحسین وغیرہ رکھتے ہیں ان کو چاہیے کہ وہ اپنے نام بدل کر عبد اللہ یا عبد الرحمٰن وغیرہ جیسے محبوب نام رکھیں۔

(۱۲) سعیر: قبیلہ غزہ کا بت تھا۔

(۱۳) فلس: قبیلہ طئی کا بت تھا۔

(۱۴) وداس بت کو عوف بن عذرہ نے وادی القریٰ کے قریہ دومتہ الجندل میں رکھا اور اس نے اپنے ایک بیٹے کا نام عبد ود رکھا۔ ایک دوسرے بیٹے عامر کو اس کا مجاور مقرر کیا (جیسا کہ آج کل مزاروں اور خانقاہوں پر بے نماز، مشرک، مشٹنڈے عوام الناس کا مال کھا کر جہنم کا ایندھن بن رہے ہیں نہ نماز پڑھیں نہ روزہ رکھیں نہ حقوق اللہ و حقوق العباد کا پاس، بھنگ و چرس میں مست۔ ان سے زیادہ تو ان لوگوں پر رونا آتا ہے جو مسلمان کہلا کر ایسے غنڈہ فطرت لوگوں کو اللہ کے پیارے سمجھ کر ان کو نذرانے پیش کر کے عند اللہ مجرم بنتے ہیں۔ قبروں پر مجاور بن کر بیٹھنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ (مشکوٰۃ) اس لئے کہ یہ عادت یہود ہے)

مالک بن حارث کہتے ہیں کہ میں نے ود کو دیکھا ہے۔ میرا باپ مجھے دودھ دیتا اور کہتا کہ جا کر ود کو پلا تو میں خود راستہ میں پی جاتا۔

(۱۵) سواع: قبیلہ مضر بن مزار کے حارث بن تمیم نے اس بت کو بطن نخلہ کی زمین رباط میں رکھا تھا اور اس کی پرستش کی۔ یہ بت عابدہ عورت کی صورت پر تھا۔

(۱۶) یغوث: قبیلہ ندرج کے ایک آدمی انعم بن عمرو المرادی نے اسے یمن کے ایک ٹیلہ پر رکھا اور اس قبیلہ کے لوگوں نے اس کی پوجا پاٹ کی۔ یہ شیر کی شکل پر تھا۔

(۱۷) یعوق: قبیلہ ہمدان کے ایک شخص نامی مالک بن مرشد نے اس بت کو ایک گاؤں خیوان میں نصب کیا اور اس کی پوجا کی یہ بت گھوڑے کی شکل پر تھا۔

گذشتہ سے پیوستہ

(۱۸) نسر: اسے قبیلہ ہمدان کے ایک آدمی معدیکرب نے زمین سبا کے موضع بلغ میں رکھا اور اس کی پرستش کی۔ یہ فربہ گدھ کی ہیئت میں تھا۔

آخر الذکر پانچ بتوں، ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ حضرت ادریس علیہ السلام سے قبل بندگان صالح ایک ہی زمانہ میں گزرے ہیں۔ پانچوں نے ایک ہی ماہ میں انتقال کیا تو ان کی برادری کو بہت صدمہ ہوا چنانچہ اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے شیطان نے قبیلہ بنی قابیل میں سے ایک شخص کو سکھایا تو اس نے ان کے رشتہ داروں کو ان پانچوں کی مورتیں بنا کر دے دیں۔ اہل برادری، ان مورتیوں کی بے حد تعظیم و تکریم کرتے جو آہستہ آہستہ عبادت و پرستش کی شکل اختیار کرتی چلی گئی۔ چند پشتوں بعد مستقل طور پر ان پانچوں کی مورتوں کو معبود ٹھہرا لیا گیا۔ ان کی عبادت اور ان پر نذر و نیاز ہونے لگی۔ ادھر غیرت خداوندی کو جوش آیا تو اللہ تعالیٰ نے ان بت پرستوں کی طرف حضرت ادریس علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ انہوں نے توحید کا وعظ سنایا لیکن کسی نے نہ مانا اور یہ ہی کہتے رہے کہ چونکہ ہمارے باپ دادا ان کی پرستش کرتے چلے آئے ہیں لہٰذا اب ہم ناخلف بن کر ان کو نہیں چھوڑ سکتے۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ جب حضرت نوح علیہ السلام کی عمر ۴۸۰ برس کی ہوئی تو نبوت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ۱۲۰ سال تک اس بت پرست قوم کو توحید سنائی لیکن ان کی بھی نہ مانی جب حضرت نوح علیہ السلام ۶۰۰ برس کے ہوئے تو طوفان آیا۔ بعد طوفان کے حضرت نوح علیہ السلام ۳۵۰ برس زندہ رہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی عمر ۹۵۰ برس ہوئی۔ حضرت آدم و حضرت نوح علیہم السلام کے مابین ۲۲۰۰ برس کا فاصلہ ہے۔

طوفان نوح علیہ السلام سے یہ پانچوں بت ادھر ادھر ٹھوکریں کھاتے رہے آخر کار پانی کے طوفانی تھپیڑوں نے ان کو سرزمین جدہ میں لا ڈالا۔ پانی خشک ہونے کے بعد یہ بت کنارے پر کافی عرصہ پڑے رہے۔ پھر ریت کے نیچے دب گئے۔ عمرو لحی مشہور کاہن تھا اس کی کنیت ابوثمامہ تھی، اس کا ایک جن موکل تھا۔ اس جن نے کاہنوں کے لہجے میں عمرو سے کہا کہ

﴿عَجِّلْ بَالْمَسِيْرِ وَالضَّعْنِ مِنْ تِهَامَةَ بِالسَّعْدِ وَالسَّلَامَةِ اِيْتِ ضَفَّ جَدَّةَ تَجِدُ فِيْهَا اَصْنَامًا مُعَدَّةً فَاوْرِدْهَا تِهَامَةَ وَلَا تُهَابُ سَادَتَهَا ثُمَّ ادْعُ الْعَرَبَ اِلٰى عِبَادَتِهَا تُجَابُ.﴾

''تہامہ سے کجاوہ کس کے جلد اپنے آپ کو سعد و سلامہ میں پہنچا۔ پھر جدہ کے کنارہ جا وہاں تجھ کو رکھی ہوئی مورتیں ملیں گی ان کو تہامہ میں لے آ اور یہاں کے سرداروں سے خوف نہ کر پھر عرب کو ان کی

﴿ اَفَرَاَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی. ﴾ (النجم: س ۵۳، آیت ۱۹)

”کیا پس تم نے لات و عزیٰ کو دیکھا۔“

کے تحت سیرت ابن اسحٰق میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عزیٰ کے توڑنے کے لئے حضرت خالد بن ولیدؓ کو بھیجا یہ ببول کے تین درختوں پر تھا۔ خالد بن ولیدؓ نے اسے توڑ دیا۔ درخت کاٹ دیئے۔ قبہ ڈھا دیا۔ پھر واپس آ کر رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ تم نے کچھ نہیں کیا پھر واپس جاؤ۔ انہوں نے واپس جا کر دیکھا تو ایک عورت برہنہ بال بکھیرے اپنے سر پر مٹی ڈال رہی ہے۔ خالد بن ولیدؓ نے اسے تلوار سے ختم کر دیا اور واپس آ کر آنحضرت ﷺ کو اطلاع دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا عزیٰ یہ ہی تھی۔

بعض احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی سفر میں حضرت عمار بن یاسرؓ کو پانی لینے کے لئے بھیجا اور فرمایا کہ کوئی شخص تمہیں پانی بھرنے سے روکے گا۔ جب یہ کنویں پر پہنچے تو ایک سیاہ فام شخص نے انہیں پکڑ لیا لیکن انہوں نے اسے دے مارا اور پتھر سے سر کچل دیا۔ جب پانی لے کر آئے تو رسول اللہ ﷺ کے پوچھنے پر واقعہ سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شیطان تھا۔

گذشتہ سے پیوستہ

عبادت کے لئے بلا۔“

چنانچہ عمرو بن لحی نے ایسا ہی کیا۔ جا کر جدہ سے نشان ڈھونڈ کر ان پانچوں بتوں کو نکال لایا اور عرب کے مختلف قبائل کو برائے پرستش دے دیئے۔ عرب کے اندر بت پرستی اور بتوں پر جانور چڑھانے کی رسم قبیح سب سے پہلے اس خبیث فطرت انسان لعنۃ اللہ علیہ نے شروع کی۔ اس کی ماں کا نام فہیرہ تھا۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جہنم میرے سامنے کی گئی تو میں نے عمرو بن لحی کو جہنم میں آنتیں...... گھسیٹتے دیکھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ عرض کیا گیا کہ یہی عمرو بن لحی ہے جس نے سب سے پہلے عرب میں بت پرستی اور بتوں پر جانور چڑھانے شروع کئے۔

اس سے معلوم ہوا کہ آج کل بھی جو نام نہاد مسلمان قبروں مزاروں پر دنبے بکرے چڑھاتے اور اہل قبور سے استمداد چاہتے ہیں یہ عمرو بن لحی کے مقلد ہیں۔ ان کا توحید خداوندی سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔

(تفسیر ابن کثیر و تفسیر اعظم التفاسیر، پ ۲۷ سورۃ النجم، پ ۲۹ سورۃ نوح تلبیس وابلیس لابن الجوزی المتوفی ۵۹۷ ہجری) ابو محمد

طبقات ابن سعد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ ابن سہیل کے ساتھ حضرت سعدؓ کو منات کو توڑنے کے لئے بھیجا۔ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ منات کو توڑنے کے لئے بڑھے ایک سیاہ فام برہنہ عورت بال بکھیرے آگے آئی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔

چونکہ جن وشیاطین اپنی پرستش سے خوش ہوتے ہیں اس لئے فرمایا: ﴿اِنَّکُمۡ وَمَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ اَنۡتُمۡ لَهَا وٰرِدُوۡنَ﴾ (الانبیاء: س ٢١، آیت ٩٨) ”تم خدا کے سوا جس جن کی عبادت کرتے ہو سب دوزخ کا ایندھن ہوں گے۔ تم سب دوزخ میں جانے والے ہو۔

ہندوؤں میں یہ تین ہستیاں بہت ہی مشہور و متبرک ہیں اور ان کی تصاویر کی پرستش کی جاتی ہے ایک دیوی جس کا نام سیتا یا راون ہے جن کے چار ہاتھ ہیں۔ دوسرے گنیش جی جس کا چہرہ ہاتھی کا سا ہے اور سونڈھ بھی ہے۔ تیسرے ہنومان جی جس کا چہرہ بندر کا سا ہے اور دُم بھی ہے۔ میرے خیال میں یہ جن تھے جو ان صورتوں میں آ کر کافروں کے کام کرتے تھے اور کافر انہیں بزرگ و برتر اور بالا ہستی سمجھ کر انہیں پوجتے تھے اور اب بھی ان کی مورتیں بنا کر انہیں پوجا جاتا ہے۔

غرض کہ شیطان لعین نے جو کہا تھا کہ میں تیرے بندوں کو حتی الامکان گمراہ کروں گا۔ اس نے انسانوں کو گمراہ کرنے کے متعدد ذرائع استعمال کئے کہیں بت بنا کر اس کی پوجا کرائی تو کہیں تصاویر پر جھکایا۔ کہیں پتھر پر سجدے کرائے تو کہیں درختوں سے مرادیں و فریادیں کرائیں خدا کے مغضوب بندوں پر کچھ اس طرح سوار ہوا کہ جدھر چاہا موڑ لیا۔ جن جن اصنام کی پوجا کرائی۔ ان اصنام سے اپنا تعلق رکھا اس صنم میں خود سرایت کر کے اس کی طرف سے پجاریوں کو خوش فہمیاں دے کر ان کو بدعقیدگی پر خوب مضبوط و مستحکم کیا۔ چنانچہ بتوں میں سے اور بتوں پر قربان شدہ جانوروں میں سے جنوں کے بولنے کی آوازیں آنا۔ ان کا باتیں بتانا اور بعثت نبوی ﷺ کی خبریں دینا بہت سی کتابوں میں مذکور ہے جیسے شرف المصطفیٰ، بیہقی، ابونعیم اور طبقات ابن سعد وغیرہ۔

جنات اور قبریں

بعض لوگ کسی بزرگ کی قبر پر معتکف یا مراقب ہوتے ہیں اور صاحب قبر کی روح سے حصول فیوض کی کوشش کرتے ہیں یا فیض پانا بتاتے ہیں جب اس کی حقیقت پر غور کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ شیطان نے انسان کو گمراہ کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ایجاد کیا ہے جو بظاہر بزرگ سے عقیدت مندی کے لحاظ سے بہت اچھا مانا جاتا ہے اور عوام الناس ان لوگوں کی بڑی قدر و منزلت کرتے ہیں انہیں بزرگ تصور کرتے اور سمجھتے ہیں جو ایسا...... فعل کرتے ہیں حالانکہ حقیقت میں شیطان کا داؤ ان پر چل چکا ہوتا ہے اور وہ شیطان کے چکر میں پھنس کر ایسا کرتے ہیں، اعتکاف و مراقبہ پر غور فرمایئے کہ جس بزرگ یا مرنے والے کی قبر پر مراقبہ کیا جاتا ہے۔ اس کی روح تو مرنے کے بعد علیین یا سجین میں چلی جاتی ہے یا یہ کہ بلحاظ کفر و اسلام جنت یا دوزخ میں اور جسم خاکی اس جہاں میں جو کہ بے حس و حرکت ہے اور بقول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے الموتی کالجماد یعنی مردہ مثل پتھر کے ہے تو اس جسم سے حصول فیوض کیسا؟ بات اصل یہ ہے کہ جیسا ہم پہلے بتا آئے ہیں کہ ہر شخص کے ساتھ ایک جن پیدا ہوا ہے اور وہ اس شخص کی موت کے ساتھ مرتا نہیں یہ جن اچھوں کا اچھا اور بُروں کا برا ہوتا ہے اور قریب یقین یہ ہے کہ جو لوگ دین دار و نیک اعمال ہوتے ہیں ان کا جن (جو ان کے ہمراہ پیدا ہوا ہے) بھی اسلام لا کر ایسا ہی نیک اعمال ہو جاتا ہے جیسا کہ پہلے بیان کی ہوئی حدیث کے لفظ اَسْلَمَ سے ثابت ہوتا ہے۔ انسان کے مرنے کے بعد اس جن کا تعلق اس کی قبر سے قائم رہتا ہے اور کافروں کا مرگھٹ یا مسان سے تعلق قائم رہتا ہے اسی لئے کاہن یا جادوگر مردہ کی کریا یا مرگھٹ کی سیوا اور پوجا کرتے ہیں۔

یہی جنات صاحب قبر کے معتقدین کو الہام و القاء کرتے ہیں اور لوگ صاحب قبر کی روح

سے فیض سمجھتے ہیں۔ شیاطین کا الہام والقاء ① ہم پہلے صراحت سے ثابت کر آئے ہیں لہٰذا جس طرح شیطان بت پرستی شروع کرا کر اصنام میں خود سرایت کر کے بدعقیدہ لوگوں کے لئے باعث ضلالت و گمراہی ہوا۔ اسی طرح شیطان ہی نے قبور پرستی کا چرچا کیا اور قبروں میں سے الہام والقاء کر کے جہلا کے لئے حاجت روائی و مشکل کشائی کا بہانہ بنا۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ لوگ آسیب زدہ کو کسی بزرگ کے مزار پر لے جاتے ہیں جس سے آسیب چلا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ صاحب قبر کا جن اگر اسلام و ایمان اور اعمال میں بہتر و قوی ہوتا ہے تو وہ اس آسیب کو مریض پر سے ہٹا دیتا ہے یا اس کے کہنے یا اس کے اثر سے یہ آسیب مریض پر سے ہٹ جاتا ہے اور مریض اچھا ہو جاتا ہے۔ جس سے لوگ یہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ صاحب قبر نے شفا دے دی ہے۔ اس طرح شیطان لوگوں کے عقائد میں خلل ڈال کر جہنم کا ایندھن بناتا ہے۔

---

① شیاطین کا الہام والقاء الخ یہ امر مسلم ہے کہ مومن جنات اچھی باتوں کا اور کافر و مشرک جنات بری باتوں کا القاء کرتے ہیں۔ شیاطین کے الہام کے متعلق:

(۱) تلبیس ابلیس میں لکھا ہے کہ ابوعثمان النہدی سے روایت ہے کہ ہم لوگ زمانہ جاہلیت میں پتھر پوجتے تھے۔ ایک دفعہ ہم نے سنا کہ ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ اے قوم والو! تمہارا رب تباہ و برباد ہو گیا اب کوئی دوسرا رب تلاش کرو، تو ہم لوگ نکل کر ہر طرف اونچے نیچے میدان میں ڈھونڈھتے پھرتے تھے کہ اتنے میں ایک پکارنے والے نے آواز دی کہ ہم نے تمہارا رب پایا ہے پھر ہم لوگ لوٹ آئے تو دیکھا کہ ایک پتھر پایا ہے پھر اس پر اونٹوں کی قربانی کی گئی یہ الہام والقاء شیطان کی طرف سے تھا۔

(۲) شاہ ولی اللہ صاحب دہلویؒ نے اپنے کتاب البلاغ المبین میں شیخ عبدالقادر جیلانی کا واقعہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ شیخ صاحب سیر و سیاحت کرتے ہوئے ایک ایسے جنگل میں جا پہنچے جہاں پانی نہیں تھا۔ شدت سے پیاس لگی۔ خدا تعالیٰ نے بادل سے چند قطرے پانی برسایا جس سے قدرے تسکین ہوئی۔ اس کے بعد یکایک بادلوں میں سے ایک عجیب و غریب صورت نمودار ہوئی جو شیخ سے مخاطب ہو کر کہنے لگی

کہ اے عبدالقادر! میں تیرا پروردگار ہوں میں تجھ پر تمام حرام چیزوں کو حلال کرتا ہوں جو چاہو کرو۔ کوئی باز پرس نہیں ہوگی۔ شیخ نے فوراً کہا ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ﴾ ''میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اے شیطان ملعون دور ہوجا! اس کے بعد فوراً وہ روشنی ختم ہوگئی۔ اندھیرا ہوگیا اور وہ صورت غائب ہوگئی۔ پھر آواز آئی کہ اے عبدالقادر! تم نے اپنے علم وفہم کی وجہ سے مجھ سے نجات پائی ہے ورنہ میں اس جگہ ستر صوفیوں اور بزرگوں کو اس طرح گمراہ کرچکا ہوں (یہ شیطان کا دوسرا حملہ تھا) شیخ نے کہا کہ ﴿لِلّٰهِ الْفَضْلُ وَالْمِنَّةُ وَمِنْهُ الْهِدَايَةُ فِي الْبِدَايَةِ وَالنِّهَايَةِ﴾ ''یعنی اللہ تعالیٰ کا ہی فضل واحسان ہے۔ وہی ہر حال میں رہنمائی کرتا ہے۔'' مقصد یہ ہے کہ شیطان نے جو یہ کہا کہ تو علم کے زور سے بچ گیا۔ اس سے بھی شیطان کی مراد مجھ کو گمراہ کرنا تھا یعنی میں یہ سمجھ بیٹھوں کہ میں علم کے باعث بچ گیا۔ خدا کا فضل واحسان بھول جاؤں لیکن شیخ نے علم وفہم ہونے کے باوجود فضل الٰہی کا اقرار کیا کہ میں نے علم وفہم کی وجہ سے ہرگز تجھ سے نجات حاصل نہیں کی بلکہ فضل رب کی وجہ سے چھٹکارہ حاصل کیا ہے اگر رب کا فضل واحسان شامل حال نہ ہوتا تو میرا علم مجھے نہیں بچا سکتا تھا۔

یہ دونوں واقعے کافر جن یا شیطان کے القاء والہام تھے۔ اب مومن جن کے بارے میں سنیئے۔

(۳) میرے بہت ہی قریبی رشتہ دار بزرگ پابندی سے تہجد گزار ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر کبھی اتفاق سے تہجد کے وقت آنکھ نہیں کھلتی تو یکایک ایک آواز میرے کانوں میں آتی ہے جسے میں اچھی طرح سنتا اور سمجھتا ہوں کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ ''اے فلاں اٹھ نماز کا وقت ہے۔'' بعض مرتبہ پاؤں کے انگوٹھے کو بھی پکڑ کر ہلایا جاتا ہے جس سے میری آنکھ کھل جاتی ہے۔ یہ صاحب واقعہ نہایت متقی و پابند کتاب وسنت ثقہ ہیں۔ ابو محمد

جنات اور سحر

جادو جس میں جنتر، تنتر، منتر سے کام لیا جاتا ہے۔ اس کا تعلق بھی صرف جنات ہی سے ہے۔ جنتر، تنتر میں کچھ کام کیے جاتے ہیں اور منتر میں الفاظ پڑھے جاتے ہیں جس کے ہمراہ کچھ کام بھی کیا جاتا ہے۔

یہ بات سب جانتے ہیں کہ الفاظ میں بڑی قوت ہے۔ الفاظ ہی کے ذریعہ سے کسی کو دوست یا دشمن کر لیتے ہیں۔ الفاظ ہی کے ذریعے اچھائی یا برائی کی جاتی ہے۔ الفاظ ہی سے اسلام و کفر ہو جاتا ہے۔

جادو میں منتر کے ذریعہ سے جنات کی تعریف اور توصیف اور بڑائی بیان کی جاتی ہے، ان کو وکیل و کارساز کہہ کر ان سے کام کے لئے کہا جاتا ہے۔ ان سے استمداد و استعانت چاہی جاتی ہے جس سے جنات خوش ہو کر ان کی امداد و اعانت کرتے ہیں اور تکمیل خواہشات کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ جادو اصلیت کے لحاظ سے دو قسم کا ہوتا ہے۔

ایک تو وہ جس میں چیز کی اصلیت نہیں بدلتی۔ اسے نظر بندی کہتے ہیں۔ اس میں کچھ کا کچھ نظر آتا ہے اور خیال انسانی دھوکہ کھاتا ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام و فرعون کے قصہ میں ہے کہ

﴿سَحَرُوْا اَعْيُنَ النَّاسِ﴾ (الاعراف: س ۷، آیت ۱۱۶) ''لوگوں کی نظر بندی کر دی۔''

دوسری جگہ انہی کے قصہ میں ہے ﴿یُخَیَّلُ اِلَیْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰی.﴾

(طه: س ۲۰، آیت ۶۶) ''لکڑیاں بوجہ ان کے جادو کے دوڑ بھاگ رہی تھیں۔''

درحقیقت وہ لکڑیاں سانپ نہیں بن گئی تھیں بلکہ دیکھنے والوں کو سانپ نظر آتے تھے اور ان کے خیال میں چلتے تھے۔ اسی طرح جب کہ رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا گیا تھا تو آپ ایک کام کر لیتے تھے لیکن خیال ہوتا تھا کہ نہیں کیا۔ یا کام نہیں کرتے تھے تو خیال کرتے تھے کہ کر لیا ہے۔

جادو کی دوسری قسم وہ ہے جس میں اصلیت بدل جاتی ہے مثلاً جادو کے زور سے کسی انسان کو کسی جانور کی شکل کا بنا لینا جیسا کہ علمائے اہل سنت اس کے قائل ہیں۔ تفسیر کبیر میں امام رازی

نے لکھا ہے کہ اہل سنت جادو کے وجود کے قائل ہیں اور یہ مانتے ہیں کہ جادوگر اپنے جادو کے زور سے ہوا پر اڑ سکتے ہیں اور انسان کو بظاہر گدھا ① اور گدھے کو بظاہر انسان بنا ڈالتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ امام رازیؒ نے لفظ ''بظاہر'' کہا ہے اور جو اصل بات تھی وہ نہ کہی اور وہ یہ کہ جنات اصل چیز کو غائب کر دیتے ہیں اور خود دوسری چیز کی شکل میں متشکل ہو کر ظاہر ہو جاتے ہیں۔ فتاویٰ نذیریہ میں قاضی بیضاوی کی یہ عبارت نقل کی ہے ﴿اَلْمُرَادُ بِالسِّحْرِ مَا یُسْتَعَانُ فِیْ تَحْصِیْلِهٖ بِالتَّقَرُّبِ اِلَی الشَّیْطٰنِ مِمَّا لَا یَسْتَقِرُّا بِهِ الْاِنْسَانُ﴾ ''جادو سے وہ مراد ہے جس کے حاصل کرنے میں تقرب شیطانی سے مدد چاہی جاتی ہے۔''

علامہ بینانی رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ بیضاوی میں لکھا ہے کہ جادو وہ ہے جو کسی حرام فعل یا قول کی مزاولت کی وجہ سے جو قوت و قدرت خارق عادت حاصل ہوتی ہے۔ اب اگر ان میں کواکب کی پرستش ہو یا ان کی تاثیر کا اعتقاد ہو تو کفر ہے اور تفسیر نیشاپوری میں ہے کہ ﴿وَمِنْهَا سِحْرٌ مَّنْ یَّسْتَعِیْنُ بِالْاَرْوَاحِ الْاَرْضِیَةِ وَهُوَ الْمُسَمّٰی بِالْعَزَائِمِ وَ تَسْخِیْرِ الْجِنِّ﴾ ''بعض اقسام سحر میں وہ ہیں جن میں ارواح ارضیہ سے مدد چاہی جاتی ہے اس کا نام عزیمت اور تسخیر جن ہے۔

اور تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ ''جادو بتقرب شیطان و بے توسل الی الرحمٰن حاصل می شود چہ بالاستقلال تاثرات آنہارا از غیر خدا ساحراں می دانند'' دوسری جگہ اسی تفسیر میں لکھا ہے کہ ''وساحران آن افعال رانسبت بغیر خدا از ارواح خبیثہ وخواص افسوس ہا واسماء اصنام می نمایند'' تیسری جگہ لکھا ہے کہ ''نسبت جادو تاثیرش بالاستقلال بسوئے غیر خدا مانند شیاطین واصنام و کواکب وارواح خبیثہ می کنند''

ان تینوں فارسی عبارات کا حاصل یہ ہے کہ جادو تقرب شیطان سے حاصل ہوتا ہے اور جادوگر ان کاموں کی نسبت ارواح خبیثہ وشیاطین واصنام وکواکب کی طرف کرتے ہیں اور انہی کی تاثیر

---

① بظاہر گدھا الخ۔ اعجاز عیسوی وغیرہ کتب طلسمات میں بہت سے ایسے افعال واعمال میری نظر سے گزرے ہیں جن کے ذریعہ سے انسان کو آسانی جانور بنانا لکھا ہے، واللہ اعلم۔ ابو محمد

مانتے ہیں۔ امام فخر الدین رازی اپنی تفسیر کبیر میں جادو کی بہت سی قسمیں بتاتے ہیں۔ ①

جن میں سے ایک قسم ستارہ پرستوں کا جادو ہے۔ یہ سبع (سات) سیارہ کی نسبت اعتقاد رکھتے ہیں کہ بھلائی برائی انہی کے سبب سے ہوتی ہے۔ اسی لئے ان کی طرف خطاب کر کے مقررہ الفاظ پڑھتے ہیں اور انہی کی پرستش کرتے ہیں۔

ایک قسم جادو کی یہ ہے کہ جنات وغیرہ زمین والوں کی روحوں سے امداد و اعانت طلب کرتے ہیں۔ ان روحوں کے ساتھ بعض مخصوص الفاظ و اعمال سے تعلق پیدا کرتے ہیں اسے سحر بالعزائم و تسخیر بھی کہتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ تمام وہ افعال اور الفاظ جن میں غیر اللہ سے استمداد و استعانت ہو یا جس میں غیر اللہ کو وکیل و کارساز کہا اور مانا جائے۔

ان کے اثرات سے جن کام کرتے ہیں اور مسحور پر مسلط ہو جاتے ہیں۔

آسیب زدہ اور مسحور میں فرق یہ ہے کہ آسیب زدہ پر تو جن خود مسلط ہو جاتا ہے اور مسحور پر عامل (جادوگر) افعال و الفاظ کے ذریعہ مسلط کر دیتا ہے۔

---

① جادو کی قسمیں الخ تفسیر اعظم التفاسیر میں تحت آیت ﴿وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ﴾ (البقرہ: س ۲، آیت ۱۰۲) الخ جادو کی آٹھ قسمیں لکھی ہیں:

(۱) سحر کلدئین و سحر بابل۔
(۲) سحر کے ذریعہ جن و شیاطین کو مسخر کرنا۔
(۳) سحر کے ذریعہ نفوس مفارقہ بنی آدم کو اپنے تابع کرنا۔
(۴) بعض ارواح جنیہ کے توسل سے کسی شخص کے خیال میں اپنا تصرف بٹھائے جسے ہندی میں نظری وخیال بندی کہتے ہیں چنانچہ فرعون کے ساحروں کا سحر اسی قسم سے تھا۔
(۵) تعلیق الوہم یعنی مطلوبہ صورت کا نقشہ پیش نظر رکھتے ہیں۔
(۶) نیرنج یعنی بعض چیزوں کے خواص سے عجیب و غریب افعال صادر کرنا۔
(۷) مکر و حیلہ یعنی بعض عجیب آلات و نادر اوزار کی مدد سے امور غیبیہ پیدا کرنا۔
(۸) شعبدہ بازی یعنی ہاتھ کی چالاکی ہے۔

آخر الذکر تین اقسام کے متعلق لکھا ہے کہ جب تک کوئی فاسد غرض ان سے متعلق نہ ہو تو یہ اقسام کفر و شرک نہیں ہیں۔

تفسیر ابن جریر میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد علاقہ دومتہ الجندل کی ایک عورت حضور ﷺ کی تلاش میں آئی۔ اس نے حضرت عائشہؓ سے اپنا واقعہ بیان کیا کہ میرا شوہر مجھ سے ناراض ہو کر کہیں چلا گیا۔ میں نے ایک بڑھیا سے اس کا ذکر کیا۔ وہ بڑھیا دوسرے دن دو کتے لے کر میرے پاس آئی۔ ایک پر خود سوار ہوئی اور دوسرے پر مجھے سوار کیا۔ پھر ہم دونوں بابل پہنچیں۔ یہاں پہنچ کر دیکھا کہ دو شخص زنجیروں سے جکڑے ہوئے لٹک رہے ہیں۔ وہ اصل میں دونوں جادوگر تھے۔ بڑھیا کے کہنے پر میں نے ان دونوں جادوگروں سے جادو سیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ انہوں نے منع کیا۔ جب میں نہ مانی تو انہوں نے کہا کہ جا تو پہلے اس تنور میں پیشاب کر آ۔ میں گئی تو مجھے ڈر لگا اور بغیر پیشاب کئے واپس آ کر کہہ دیا کہ کر آئی۔ انہوں نے پوچھا! تو نے کیا دیکھا؟ میں نے کہا کچھ نہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا کہ تو نے پیشاب ہی نہیں کیا اور ابھی تیرا کچھ نہیں بگڑا۔ تیرا ایمان سلامت ہے۔ جادو نہ سیکھ۔ لیکن میں نہ مانی تو پھر پیشاب کرنے کو کہا گیا تو پھر میں جا کر بغیر پیشاب کئے واپس آ گئی اور وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ اب میں تیسری بار گئی اور پیشاب کیا تو دیکھا کہ ایک گھوڑے پر سوار منہ پر نقاب ڈالے آسمان پر چڑھ گیا۔ میں نے واپس آ کر ان سے کہا تو انہوں نے کہا کہ یہ تیرا ایمان تھا جو چلا گیا یعنی اب تو بے ایمان ہو گئی ہے اب جا تجھے جادو آ گیا ہے۔ میں نے گھر آ کر تجربہ کیا یعنی ایک دانہ گیہوں زمین پر ڈال کر کہا اُگ جا۔ وہ فوراً اُگ گیا۔ میں نے کہا بال (جیسے پنجابی میں سٹہ کہتے ہیں) پیدا ہو جائے۔ بال پیدا ہو گئی۔ میں نے کہا سوکھ جائے وہ سوکھ گئی۔ میں نے کہا آٹا بن جائے' آٹا بن گیا' میں نے کہا کہ روٹی پک جائے۔ روٹی پک گئی۔ الی اخر الحدیث

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے زمانہ نبوت میں سحر و کہانت کی کتابیں اپنی کرسی کے نیچے دفن کرا دی تھیں تا کہ کسی کے ہاتھ نہ لگیں اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ ابتلاء میں جنات نے لکھ کر دفن کر دی تھیں اور سرورق پر یہ لکھ دیا تھا کہ یہ علمی خزانہ آصف بن برخیا کا جمع کیا ہوا ہے جو حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے وزیر اعظم و مشیر خاص اور دلی دوست تھے۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد جنات نے نکال کر

ان کی شہرت کی۔ اسی وجہ سے یہود حضرت سلیمان علیہ السلام کی نبوت کے منکر تھے اور جادوگر کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی کا رد فرمایا ہے دیکھو تفسیر آیت ﴿وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ.﴾ (البقرہ: س ۲، آیت ۱۰۲)

غرض کہ جادو قدیم الایام سے ہے۔ اس پر قصہ ہاروت و ماروت شاہد ہے اور انبیاء اللہ جو معجزات دکھاتے تھے کافر انہیں جادو سمجھ کر نبیوں کو جادوگر کہتے تھے چنانچہ رسول اللہ ﷺ کو کہا گیا کہ ﴿هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ﴾ (صٓ: س ۳۸، آیت ۴) ”تو جادوگر اور جھوٹا ہے۔“

حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے بارے میں کہا گیا کہ ﴿اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ.﴾ (طٰہٰ: س ۲۰، آیت ۶۳) ”یہ دونوں جادوگر ہیں۔“ اللہ تعالیٰ نے اس کا رد فرمایا کہ ﴿وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى.﴾ (طہ: ۶۹) ”جادوگر کہیں بھی جائے کامیاب نہیں ہوتا۔“

مقصد یہ ہے کہ اگر موسیٰ و ہارون علیہما السلام جادوگر ہوتے تو اپنے مشن میں کامیاب ہرگز نہ ہوتے اور جس شخص پر سحر ہوتا ہے اس پر ایک جن مسلط کر دیا جاتا ہے۔ وہ انسان کو مجبور کر کے وہی کام کراتا ہے جس کے لئے یہ جن مسلط کیا گیا ہے اور مسحور مثل ایک مخبوط کے وہی کام کرتا ہے جو کہ جن کراتا ہے لیکن وہ اس کی برائی کو نہیں سمجھتا یا اسی کو اچھا سمجھتا ہے یا برا سمجھ کر بھی بے اختیاری سے کرتا ہے اسی وجہ سے کفار انبیاء اللہ کو مسحور کہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو کہا گیا کہ ﴿اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا.﴾ (الفرقان: س ۲۵، آیت ۸) ”ایسے آدمی کے پیچھے ہوئے ہو جس پر جادو کر دیا گیا ہے۔“

اور صالح علیہ السلام کے لئے کہا گیا تھا۔

﴿اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ﴾ (الشعراء: س ۲۶، آیت ۱۵۳)

”تم پر تو کسی نے بڑا بھاری جادو کر دیا ہے۔“

الحاصل جملہ اقسام سحر میں جنات ہی کی کارستانی و کارفرمائی ہے اس لئے جادوگر کافر اور واجب القتل ہے۔

جنات اور شاعری

کفار عرب قرآن مجید کو شعر اور نبی ﷺ کو شاعر کہتے تھے۔ ان کا یہ کہنا اس طرح بتایا گیا ہے: ﴿بَلْ هُوَ شَاعِرٌ﴾ (الانبیآء: س ۲۱، آیت ۵) یعنی وہ شاعر ہے۔

اور جگہ ہے: اَئِنَّا لَتَارِكُوا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ (پ۲۳، رکوع ۶) ”کیا ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں ایک شاعر مجنوں کی وجہ سے۔“

ہم پہلے بتا آئے ہیں کہ مجنون سے وہ دیوانہ مراد ہے جو آسیب زدگی کی وجہ سے ہو۔ یہ بات بھی مسلم ہے کہ آلات لہو ولہب، مزامیر وراگ راگنی کے موجد شیاطین ہیں۔ انہوں نے ہی شعر وشاعری ایجاد کی۔ انہوں نے اشعار میں وہ مضامین اپنے عشق ومحبت، فحاشی وزنا کاری، بادہ نوشی وغیرہ کے لکھے جسے سن کر دوسروں کی خواہشیں برانگیختہ ہوئیں چنانچہ ان کا کلام جہلائے عرب میں مقبول ہوا لوگ ذوق وشوق سے ان کے کلام کو یاد کرتے، خود پڑھتے اور دوسروں کو بھی سناتے یہاں تک کہ آج بھی ان کے اشعار کتب سیر وغیرہ میں منقول ہیں۔

نتیجہ یہ ہوا کہ جہلائے عرب نے بھی ان کی تقلید میں شاعری شروع کی اور وہی فحش مضامین لکھنا شروع کئے

چنانچہ ایک سبعی ① شاعر کہتا ہے:

اِذَا مَا بَكٰى مَنْ خَلْفِهَا انْصَرَفَتْ لَهٗ
بِشِقٍّ وَّ تَحْتِىْ شِقُّهَا لَمْ تُحَوَّلِ

”جب اس (میری معشوقہ) کے پس پشت بچہ رویا تو اس کی طرف جسم کے بالائی حصہ کو پھیر دیا تا کہ بچہ دودھ سے چپ رہے اور جسم کا زیریں (کمر سے نیچے کا) حصہ نہ پھیرا جو میرے تحت تصرف میں رہا۔“

---

① شعرائے عرب زمانہ جاہلیت میں فحش اشعار بازی میں ایک دوسرے کے ہمیشہ مقابلہ میں رہتے اور جس شاعر کو اپنے اشعار وقصائد پر بہترین کلام ہونے کا بھروسہ ہوتا وہ اپنے ان اشعار وقصائد کو بیت اللہ میں لٹکا آتا۔ عرجاتا سے دیکھ کر ان سے بہتر اشعار تیار کر کے اس کے مقابلے میں بیت اللہ میں جا لٹکاتا۔ اسی طرح

اس سے زیادہ بڑھ کر فحاشی اور کیا ہو سکتی ہے کہ شاعر نے محبوبہ کے ساتھ انتہائی خلوت کا راز ایک شعر میں بیان کر دیا ہے۔

جب کوئی شاعر فکر مضامین کرتا تو یکسوئی کے لئے جنگلوں اور ویرانوں میں نکل جاتا، اس وقت شیاطین مضامین والفاظ القاء کرتے ہیں۔

(گزشتہ سے پیوستہ) سات شعراء کے سات طویل قصائد بیت اللہ میں زمانہ اسلام تک لٹکے رہے جو اس وقت بھی کتب تواریخ وسیر میں محفوظ ہیں اور کراچی کے ایک مطبع سعیدی نے ان قصائد کو بنام ''سبع معلقات'' مع اردو ترجمہ کتابی شکل میں حال ہی میں شائع کیا ہے مندرجہ بالا شعر اس کتاب کے صفحہ ۴ سطر ۱۱ میں موجود ہے اور تقریباً تمام اسی طرح فحش ہیں جن کے مطالعہ سے نفسانی جذبات برانگیختہ ہوتے ہیں۔ نواب صدیق حسن خانؒ المتوفی ۱۳۰۷ ہجری نے اپنی تفسیر ترجمان القرآن بلطائف البیان میں تحت آیت ھاروت و ماروت (البقرہ: س ۲، آیت ۱۰۲) الخ پارہ اول میں لکھا ہے کہ ''برے اشعار'' منکر نظم حکم میں سحر و کہانت کے ہوتے ہیں جیسے اشعار مدح شراب و عشق پرستی و زنا کاری و سماع و غنا و مدح کفر و فسق و اعضا معشوق وغیرہ کی، لیکن توحید و سنت کی تبلیغ و اشاعت جہاد فی سبیل اللہ کا جذبہ پیدا کرنے والے اشعار کو عنداللہ و عندالرسول ﷺ شرف قبولیت حاصل ہے لیکن ایسے اشعار کہ جس سے نفسانی خواہشات و جذبات برانگیختہ ہوتے ہوں ایک موحد متبع کتاب و سنت مسلم کے لئے کہنا اور سننا قطعاً جائز نہیں ہیں، مثلاً اپنی محبوبہ کی تعریف ایک شاعر یوں کرتا ہے کہ

بام پریوں آپ نکلا نہ کیجیے
چاندنی چھو جائے گی میلا بدن ہو جائے گا

ایک دوسرا شاعر اختر شیرانی جو لاہور کا باشندہ تھا اور اس کی محبوبہ سلمٰی نامی گجرات کی رہنے والی تھی۔ اختر صاحب نے اپنی محبوبہ کے بارے میں خیالات کا اظہار کیا ہے کہ

زاہد تیری بہشت میں حوریں سہی مگر
ہم جس کو چاہتے ہیں وہ زہرہ جبیں کہاں

بتائیے کہ ایسے اشعار کہ جن میں اپنی محبوبہ کی اس قدر تعریف کی گئی ہو کہ مخلوق خدا، حوران جنت جو ہر قسم کے گناہوں سے پاک ہیں ان سے اپنی گنہگار محبوبہ (جو ایک شریف زادی نہیں ہو سکتی) کو بہتر بتایا گیا ہو، مسلم کے لئے کہنا و سننا کب جائز ہو سکتے ہیں۔ راقم الحروف کی نظروں سے ایک ایسی کتاب گزری ہے جس کا نام ''فرحت دل'' ہے اس میں زمانہ حال و ماضی قریب کے تقریباً پانچ صد شعرائے کے حسن و عشق وفا و بے وفائی پر مختلف ابواب میں منقسم ہزاروں اشعار ہیں جن کے مطالعہ سے نفسانی جذبات میں تلاطم پیدا ہوتا ہے۔ ابو محمد

اس کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے:

﴿وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ○ اَلَمْ تَرَاَنَّهُمْ فِیْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ﴾

(الشعرآء: س ۲۶، آیت ۲۲۵)

''شاعروں کی اتباع وہی کرتے ہیں جو بھکے ہوئے ہوں کیا تو نے نہیں دیکھا کہ شاعر جنگل میں سرگرداں ہیں۔''

جب کفار عرب نے قرآن مجید کو بے مثل و لا جواب پایا۔ اس جیسا کلام پیش نہ کر سکے تو رسول اللہ ﷺ کو آسیب زدہ اور قرآن کو آپ ﷺ کا کلام بتایا اور یہ سمجھا کہ یہ کلام قرآن مجید جنوں کے الہام و القاء کا نتیجہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کا یوں رد فرمایا ہے کہ

﴿وَمَا هُوَبِقَوْلِ شَاعِرٍ﴾ (الحاقة: س ۶۹، آیت ۴۱)

''یہ شاعر کا کلام نہیں۔'' ❶

---

❶ آیت مذکورہ بالا پارہ ۲۹ رکوع ٦ میں یوں ہے

﴿وَمَا هُوَبِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَا تُؤْمِنُوْنَ﴾

''یہ قرآن مجید کسی شاعر کا قول نہیں (افسوس) تمہیں بہت کم یقین ہے۔''

اس کے بعد ہے:

﴿ وَلَابِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (الحاقة: س ۶۹، آیت ۴۲، ۴۳

''اور نہ کسی کاہن کا قول ہے (افسوس) بہت کم نصیحت لے رہے ہو (یہ تو) رب العلمین کا نازل کردہ ہے۔''

تفسیر ابن کثیر تحت آیات ہذا حضرت عمر ؓ کا ایک واقعہ لکھا ہے جسے ہدیہ قارئین کرتا ہوں۔ حضرت عمر بن الخطاب ؓ اپنے اسلام لانے سے پہلے کا اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں آنحضور ﷺ کی خدمت میں گیا، دیکھا کہ آپ ﷺ مسجد الحرام میں پہنچ گئے ہیں۔ میں بھی گیا اور آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ آپ نے سورۃ حاقہ شروع کی جسے سن کر مجھے اس کی پیاری نشست الفاظ اور بندش مضامین اور فصاحت و بلاغت پر تعجب آنے لگا آخر میں میرے دل میں خیال آیا کہ قریش ٹھیک کہتے ہیں کہ یہ شخص شاعر ہے ابھی میں اسی خیال میں تھا کہ آپ ﷺ نے آیت ﴿وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ﴾ تلاوت کی تو میں نے خیال کیا کہ اچھا شاعر نہ سہی کاہن تو ضرور ہے۔ ادھر آپ ﷺ کی تلاوت میں یہ آیت آئی ﴿وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ.﴾ (الحاقه: س ۶۹، آیت ۴۲) ''یہ کاہن کا قول بھی نہیں'' یہاں تک کہ پوری سورۃ ختم ہو گئی۔

یہ پہلا موقع تھا کہ میرے دل میں اسلام پوری طرح گھر کر گیا اور رونگھٹے رونگھٹے میں اسلام کی سچائی گھس گئی۔ ابو محمد

﴿اَمْ یَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ﴾ (الطور: س ۵۲، آیت ۳۰)

''کیا کہتے ہیں کہ یہ (محمد ﷺ) شاعر ہے۔''

﴿وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَهٗ﴾ (سورۃ یٰسٓ: س ۳۶، آیت ۶۹)

''ہم نے اسے (محمد کو) شعر نہیں سکھایا اور نہ وہ (شعر) اس کے لائق ہے۔''

شعرأ عرب اس القاء شیطانی کو القاء رحمانی سمجھ کر کہتے تھے کہ

اَلشُّعَرَاءُ تَلَامِیْذُ الرَّحْمٰنِ ''شعرأ خدا کے شاگرد ہیں۔''

لیکن در حقیقت ایسے شعرأ تلامیذ الشیطن شاگرد شیطان کہلانے کے مستحق ہیں۔

حاصل کلام یہ کہ گندی شاعری کی ابتدا جنوں سے ہوئی اور فحش شاعری میں القاء منجانب شیاطین ہوتا ہے اور اچھے کلام میں الہام والقاء منجانب اللہ اور مومن جنوں کی طرف سے بھی ہونے کا قوی امکان ہے۔

جنات اور راگ

مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ باجہ کا موجد شیطان ہے۔ سب سے پہلے اسی نے بانسری بنائی اور حدیث شریف میں ہے کہ باجہ کے ساتھ شیطان ہے اور مزامیر حرام ہیں۔ جہاں راگ ہوتا ہے' باجے گاجے ہوتے ہیں اور وہاں عود وغیرہ جلتا ہو تو وہاں جنوں کا ہجوم ہوتا ہے۔ اول تو عشقیہ مضامین و اشعار نفسانی شہوات کو برانگیختہ کرتے ہیں۔ پھر جنات انہیں ورغلاتے اور بری خواہشات کو بڑھاتے ہیں اور یہی جنات لوگوں کے دلوں میں گدگداتے اور کداتے ہیں جس سے لوگ اچھلتے اور کودتے ہیں اور حال کھیلتے ہیں جسے عوام الناس بزرگی کی نشانی تصور کرتے ہیں۔ حالانکہ راگ سننا بفرمان نبوی ﷺ خود حرام ہے تو اس کے سننے سے بزرگی کو دور کا بھی واسطہ نہیں۔ یہ سب کافر جنات اور شیاطین کی کارستانی کا مظاہرہ ہے۔

جنات اور تناسخ

ہندوؤں کا عقیدہ .... (آواگون) ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب انسان مرجاتا ہے تو اس

کی روح کسی دوسرے کالبد میں ڈال دی جاتی ہے چنانچہ بعض لوگ اپنے متعلق بتاتے ہیں کہ ہم پہلے جنم میں فلاں کے باپ یا لڑکے تھے اور اس قسم کے مضامین اخبارات میں بھی چھپتے رہتے ہیں۔ میرے وطن اور میرے ہی محلہ میں ایک سفید باف (جولاہے) کے گھر لڑکی پیدا ہوئی۔ جب وہ چھ سال کی ہوئی تو اس نے بتایا کہ ''میں پہلے جنم میں بدایوں میں چھ سڑکے پر رہتی تھی۔ قوم کی مالن ہوں چنبیلی کے پھول چنتے ہوئے۔ میری پیٹھ پر سانپ نے کاٹا تھا جس سے میں مر گئی۔'' اس کی پیٹھ پر ایک نشان بھی تھا۔ جب اسے چھ سڑکے پر لے گئے تو اس نے اپنا مکان بھی پہچانا اپنا اسکول کا پڑھنا کتابیں رکھنے کی جگہ، گھر کے اور حال بھی بتائے جس کی تصدیق اس کے والدین نے کی لیکن صورت بدلی ہونے کی وجہ سے لڑکی کو نہ پہچانا۔

میں نے کہا کہ تمہارے عقیدہ آواگون میں روح وہی مانی گئی ہے اور جسم دوسرا اس کے پیٹھ پر نشان پہلے جسم کا پتہ دیتا ہے۔ جو عقیدہ آواگون کے خلاف ہے اور اگر جسم وہی ہے تو پھر صورت کیوں بدلی ہوئی ہے؟

اصل بات یہ ہے کہ یہ تمام باتیں جن کر رہا ہے خواہ اپنے علم سے یا دوسرے جن کے بتانے سے اور ممکن ہے کہ وہ سانپ بھی جن ہی ہو جس نے کاٹا تھا اس لئے کہ جنوں کی ایک قسم سانپ بھی ہیں۔

دوسرا شخص ایک ہندو شپ چرن ہے۔ میں اس کے باپ دادا سے واقف ہوں اور اسے اس کے بچپن سے جانتا ہوں۔ یہ میرے بھائی کی دکان میں کرایہ دار ہے۔ یہ اپنے پہلے جنم کی باتیں بتایا کرتا تھا جو اسے اب یاد نہیں۔ یہ اپنے آپ کو پہلے جنم میں عورت بتاتا ہے اور اس کے ثبوت میں اپنے کان دکھاتا ہے جو چھدے ہوئے ہیں۔ اس کے ہر کان میں بندے اور بالیاں پہننے کے ساتھ ساتھ سوراخ ہیں میں نے اس سے کہا کہ آواگون میں جسم بدل جاتا ہے جیسا کہ تمہارا عقیدہ ہے تو پھر یہ سوراخ کیسے؟ اور اگر جسم پہلا ہی مانیں تو عورتوں کی طرح چھاتیاں کیوں نہیں؟ اندام نہانی کی جگہ عضو تناسل اور خصیتین کیوں ہیں؟ جسم پر سوراخ وغیرہ تو سورج گرہن کی وجہ سے بھی ہو سکتے ہیں گزشتہ باتیں بتانا تو جنات کا کام ہے جیسا کہ پہلے ثابت ہو چکا ہے۔

غرض کہ عقیدہ آواگون غلط اور سراسر غلط ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تناسخ کا رد فرمایا ہے۔ ارشاد ہے کہ

﴿حَتّٰٓی اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنَ ٥ لَعَلِّیْ اَعْمَلُ صٰلِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ كَلَّا اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ.﴾ (المؤمنون: س ۲۳، آیت ۹۹ — ۱۰۰)

”یہاں تک کہ ان (کفار) میں سے کسی کو موت آنے لگتی ہے تو کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار! مجھے واپس لوٹا دے کہ اپنی چھوڑی ہوئی دنیا میں جا کر نیک اعمال کرلوں (لیکن) ایسا ہرگز نہیں ہونے کا۔ یہ تو صرف (ان کا) قول ہے جس کا یہ قائل ہے۔ ان کے پس پشت تو ایک حجاب ہے۔ ان کے دوبارہ جی اٹھنے کے دن تک۔“

اس فرمان رب العالمین سے عقیدہ آواگون باطل ہوگیا‘ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ جو کوئی کچھ اپنے پہلے جنم کے نام سے باتیں کرتا ہے۔ وہ جن کراتا ہے جن کو ایسی قدرت حاصل ہے۔

قرین یا ہمزاد

ضروری توضیح

اب ہمزاد کے متعلق اہم معلومات پیش کی جاتی ہیں۔ اس کتاب کا نام مصنف محترم نے جن ہمزاد اور اسلام رکھا ہے۔ جنات کے بارے میں تو حتی الامکان صفحات گذشتہ میں مصنف محترم نے کافی واہم معلومات پیش فرمائی ہیں۔ اب قارئین حضرات کو یہ بتانا ہے کہ ہمزاد جسے عاملین کی اصطلاح میں قرین بھی کہتے ہیں کیا ہے؟ ہمزاد، قرین اور ہم نام ایک ہی ذی روح کے نام ہیں۔ یہ ایک جن ہوتا ہے یا شیطان۔ دیگر عام جنات سے الگ اس کی خاص اہمیت ہے اس لئے کہ یہ جن انسان کے ہمراہ پیدا ہوتا ہے اور ہر وقت انسان کے ہمراہ ہی رہتا ہے۔ جو آدمی کہ نیک ہوتا ہے اس کا قرین (ساتھی جن) بھی صالح صحبت کی وجہ سے نیک بن جاتا ہے اور جو انسان کہ کفر و شرک میں مستغرق ہوتا ہے تو اس کا ہمزاد بھی کافر ومشرک ہوتا ہے مرد انسان کے ساتھ جن اور

انسانی عورت کے ہمراہ جنّیہ پیدا ہوتی ہے۔ عاملین اسی اپنے ہمزاد ہی کو اعمال کے ذریعہ اپنا فرمانبردار و مطیع بنا لیتے ہیں اور عند الضرورت اس سے کام بھی لیتے ہیں۔

مصنف محترم نے سابق مضامین کی طرح اسے بھی کتاب وسنت اور مشاہدات کے دلائل سے احسن طریق پر واضح کیا ہے اور ہمزاد سے متعلق تمام اہم امور پر نہایت تفصیل سے لکھا ہے ملاحظہ فرمائیے۔ ابومحمد

گذشتہ سطور میں یہ عرض کیا جا چکا ہے کہ ہر آدمی کے ساتھ ایک شیطان (جن) پیدا ہوا ہے اسی کو ہمزاد کہتے ہیں۔

بخاری شریف میں ہے کہ

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَبْلُغُ مِنَ الْاِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ۔

”شیطان انسان میں خون کی جگہ دوڑتا ہے۔“

ایک اور روایت میں ہے کہ

اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَجْرِیْ مِنَ ابْنِ اٰدَمَ مَجْرَی الدَّمِ

”شیطان انسان میں خون کی جگہ دوڑتا ہے۔“

مسلم شریف میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہ! تجھ پر تیرا شیطان غالب آ گیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! کیا میرے ساتھ شیطان ہے؟ فرمایا ہاں میں نے کہا کیا ہر آدمی کے ساتھ شیطان ہے؟ فرمایا ہاں، میں نے کہا کیا آپ کے ساتھ بھی ہے؟ فرمایا ہاں، میرے ساتھ بھی مگر میرے پروردگار نے مجھ کو اس پر غالب کر دیا ہے یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو گیا ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ لفظ فَاَسْلَمَ ہے جس کے معنی ہوئے کہ وہ مسلمان ہو گیا۔

ابوسلیمان خطابی کہتے ہیں کہ عامہ روایت بصیغہ ماضی غائب پڑھتے ہیں اور حضرت سفیان عیینہ فَاَسْلِمُ بصیغہ مضارع متکلم پڑھتے ہیں۔ اس کے یہ معنی ہوئے کہ میں سلامت یعنی محفوظ رہتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تم میں سے

کوئی آدمی نہیں جس کے ساتھ ایک جن اور ایک فرشتہ موکل نہ ہو اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ہر ایک آدمی کے ساتھ اس کا ایک قرین موکل ہے۔ لوگوں (صحابہ رضی اللہ عنہم) نے پوچھا کہ کیا آپ کے ساتھ بھی؟ فرمایا میرے ساتھ بھی مگر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس پر غالب کر دیا ہے۔ وہ اسلام لے آیا۔

مسلم شریف میں ہے کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ وُکِّلَ بِہٖ قَرِیْنَۃٌ مِّنَ الْمَلٰئِکَۃِ وَقَرِیْنَۃٌ مِّنَ الْجِنِّ قِیْلَ وَاَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَ اَنَا اِلَّآ اَنَّ اللّٰہَ اَعَانَنِیْ عَلَیْہِ فَاَسْلَمَ فَلَا یَاْمُرُنِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ.

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی نہیں مگر اس پر ایک ساتھی فرشتہ سے اور ایک جن سے موکل ہے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ؟ فرمایا، میں بھی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر غلبہ دے دیا ہے۔ وہ اسلام لے آیا ہے پس وہ مجھے بھلائی کے سوا اور ترغیب نہیں دیتا۔“

اور مسلم میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ

فُضِّلْتُ عَلٰی اٰدَمَ بِخَصْلَتَیْنِ الْاَوَّلُ اِنَّ شَیْطَانِیْ کَانَ کَافِرًا فَاَعَانَنِیَ اللّٰہُ عَلَیْہِ حَتّٰی اَسْلَمَ وَالثَّانِیَۃُ اِنَّ اَزْوَاجِیْ کُنَّ عَوْنًا لِّیْ فِیْ حِیْنٍ اِنَّ شَیْطٰنَ اٰدَمَ کَانَ کَافِرًا وَّ زَوْجَتَہٗ کَانَتْ عَوْنًا عَلَیْہِ.

”مجھے آدم (علیہ السلام) پر دو خصلتوں میں فضیلت ہے اول یہ کہ میرا شیطان کافر تھا۔ اللہ نے اس پر میری مدد فرمائی یہاں تک کہ اسلام لے آیا دوسری یہ کہ میری بیویاں میری مددگار ہیں اور آدم (علیہ السلام) کا شیطان کافر تھا اور ان کی بیوی اس کی (شیطان کی) مددگار تھی۔“

ان احادیث مبارکہ میں الفاظ شیطان، جن اور قرین تینوں آئے ہیں فرمان رب العالمین ہے کہ ﴿وَمَنْ یَّکُنِ الشَّیْطٰنُ لَہٗ قَرِیْنًا فَسَآءَ قَرِیْنًا﴾ (النساء: س ۴، آیت ۳۸) ”اور جس کا ہم نشین اور ساتھی شیطان ہو پس وہ بدترین ساتھی ہے۔“

دوسری جگہ ارشاد ہے: ﴿قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّیْ كَانَ لِیْ قَرِیْنٌ﴾ (الصافات: س ۳۷، آیت ۵۱) ”ان (اہل جنت) میں سے ایک کہے گا کہ میرا ایک ہم نشین تھا۔“

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرین سے مراد جن ہے اور جگہ فرمان رب العالمین ہے کہ ﴿وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ﴾ (الزخرف: س ۴۳، آیت ۳۶) ”اور جو شخص خدا کی یاد سے غفلت کرے ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں۔ وہی اس کا ساتھی رہتا ہے۔“

یہاں پر شیطان کو قرین ہی بتایا گیا ہے۔ ایک اور جگہ ہے:

﴿وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ﴾ (حم السجدۃ: س ۴۱، آیت ۲۵)

”ہم نے ان کے کچھ ہم نشین مقرر کر رکھے تھے۔“

﴿حَتّٰى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ﴾ (الزخرف: س ۴۳، آیت ۳۸)

”یہاں تک کہ جب ہمارے (یعنی اللہ کے) پاس آئے گا کہے گا کہ کاش میرے اور تیرے (شیطان ساتھی کے) درمیان مشرق و مغرب جتنی دوری ہوتی تو بڑا برا ساتھی ہے۔“

ایک اور جگہ ہے:

﴿قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ﴾

(ق: س ۵۰، آیت ۲۷)

”اس کا ہم نشین شیطان کہے گا کہ اے ہمارے رب! میں نے گمراہ نہیں کیا تھا بلکہ یہ خود ہی دور دراز کی گمراہی میں تھا۔“

ان آیات سے ثابت ہوا کہ قرین و شیطان ایک ہی ہے جو آدمی کے ساتھ ہے۔ اسی کو جن بھی کہا ہے اور پہلے ایسا ہی احادیث سے ثابت ہو چکا ہے۔ چونکہ یہ ہمہ وقت انسان کے ساتھ اور پاس رہتا ہے اس لئے اسے ساتھی، قرین کہا گیا ہے اور اس کو ہمزاد یا ہم نام بھی کہتے ہیں۔ یہ

دوسری بات ہے کہ ہم نشینی ہی کی وجہ سے اس فرشتہ کو بھی قرین کہہ دیا ہے، جو انسان کے ساتھ رہتا ہے۔ ارشاد ہے:

﴿وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَالَدَيَّ عَتِيْدٌ﴾ (سورۃ قٓ: ۵۰، آیت ۲۳)

"اس کا ہم نشین فرشتہ (قیامت کے دن خداوند تعالیٰ سے) کہے گا یہ حاضر ہے جو کہ (اس کے اعمال کا دفتر) میرے پاس تھا۔"

ان آیات و احادیث سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ ایک جن انسان کے ہمراہ پیدا ہوتا ہے جسے قرین، ہمزاد اور شیطان ساتھی، ہمنام وغیرہ کہتے ہیں۔ دیگر جنات سے الگ اسے ایک اہم مقام حاصل ہے۔

علی گڑھ میں ایک دس سال کے لڑکے پر اثر تھا۔ اس نے بیہوشی کے عالم میں بتایا کہ "ہماری (جنوں کی) دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ جن کی اولاد ماں باپ سے اسی طرح ہوتی ہے جیسے انسانوں کی ہوتی ہے۔ دوسرے وہ جن جو انسان کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں۔ لڑکے کے ساتھ لڑکا، لڑکی کے ساتھ لڑکی۔ اور جب یہ لڑکا، لڑکی مر جاتی / جاتا ہے تو وہ جن، ہمزاد مرتا نہیں بلکہ آزاد ہو کر علیحدہ رہتا ہے میں اسی دوسری قسم سے ہوں۔"

علامہ بونی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ الفاظ قرین، قرینہ اور تابع، تابعہ اپنی کتب وغیرہ میں لائے ہیں جس سے اس کی تائید ہوتی ہے اور تابع و تابع کہنے کی وجہ آئندہ صفحات میں آ رہی ہے۔

مقرون

مقرون سے مراد وہ ہے، جس پر قرین کا اثر ہو جیسا کہ سابق میں بتایا جا چکا ہے اور یہ اثر عموماً عورتوں پر ہوتا ہے۔ اس کی یہ صورت ہوتی ہے کہ زمانہ حمل میں عورتیں بیمار رہتی ہیں اور عموماً نو ماہ سے پہلے ہی وضع حمل (اسقاط) ہو جاتا ہے اور اگر پورے دنوں میں بچہ پیدا ہوتا بھی ہے تو سوکھ کر یا رنگ بدل کر یعنی سرخ یا نیلا پیلا ہو کر یا چیخ چیخ کر مر جاتا ہے اور یہ بچہ عام طور پر چالیس دن کے اندر یا اتفاقیہ کوئی بچہ سال بھر کے اندر (بحکم خدا) مر جاتا ہے۔ ہندی میں اسے مسان کہتے ہیں۔

مسان کے معنی ’’بہت بڑا بھوت‘‘ کے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو نابالغ بچے مر جاتے ہیں یہ ان کا قرین ہوتا ہے اسی وجہ سے یہ نہ تو عامل کے بلانے سے بولتا ہے اور نہ نشان و مقام بتاتا ہے۔

انجینئرنگ کالج لاہور میں ایک پروفیسر ہیں۔ ان کے ہاں یہ صورت تھی کہ جس وقت بچہ پیدا ہوتا تھا چالیسویں دن اسی وقت اسی منٹ پر بچہ رنگ بدل کر مر جاتا تھا۔ ان کے پانچ چھ بچے اسی طرح مر چکے تھے۔ یہ اپنے تجربہ کی بنا پر چالیسویں دن تجہیز و تکفین کا سامان منگا لیتے اور چند اعزا کو جمع کر لیتے تھے۔ میں نے علاج کیا، بفضلہٖ تعالیٰ بچہ زندہ رہا۔ اس کے بعد اور بچے ہوئے اور زندہ رہے پچھلے سال تک ماشاء اللہ تین لڑکے ہوئے اور ان کے زندہ ہونے کا مجھے علم ہے۔

حاصل یہ کہ جس شخص کا ہمزاد قرین بگڑ جائے اور اس پر اپنا اثر ڈال دے تو وہ اثر جان لیوا بھی ثابت ہوتا ہے، ورنہ مخبوط الحواس تو ضرور کر دیتا ہے۔ بعض کا قرین بولتا ہے اور بعض کا ہر ممکن کوشش پر بھی نہیں بولتا۔

غرض کہ جس پر قرین کا اثر ہوا سے مقرون کہتے ہیں اور یہ عامل ہی اندازہ لگا سکتا ہے اور پہچان کر سکتا ہے کہ قرین کا اثر ہے یا دیگر جن کا۔ بیرونی جن کے اثر و قرین کے اثر میں نمایاں فرق ہوتا ہے۔ علامات و حالات بھی الگ الگ ہوتے ہیں۔ اسی طرح علاج بھی ہر ایک کا الگ ہوتا ہے جیسا کہ عاملین پر واضح ہے۔

کاہن اور بھگت

وہ گروہ جس نے بت نہیں بنائے اور نہ جنات کی پرستش کی یہ کاہن یا ساحر کہلائے۔ کاہن کے لئے یہ لازمی نہیں کہ بت پرست ہو بلکہ کسی قبر یا مرگھٹ یا مسان کو پوجتے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ یہ اس جن کو پوجتے ہیں جو کسی مردہ شخص کا قرین (ہمزاد) ہوتا ہے اور وہ قرین اس پجاری کو خبریں اور باتیں بتاتا ہے۔ ان میں بعض قرین ایسے ہوتے ہیں جو اس شخص (پجاری) کے کہنے کے مطابق آتے ہیں، خبریں دیتے، چیزیں لاتے اور لے جاتے ہیں اور بعض قرین ایسے ہوتے ہیں جو کسی آدمی پر آتے ہیں اس وقت وہ آدمی بے خودی اور نیم بے ہوشی کے عالم میں ہوتا ہے اور

قرین اس (وقت) مقرون کی زبان سے بولتا، باتیں کرتا اور باتوں کا جواب دیتا ہے۔

میں نے ایک ناخواندہ آدمی کو دیکھا ہے۔ اس پر جب اس کا جن (قرین) آتا تو وہ فارسی اور عربی میں باتیں کرتا تھا۔ ہندوؤں میں بہت سے ایسے لوگ دیکھے ہیں جنہیں بھگت کہتے ہیں۔ یہ بھگت لوگ گوشت، مچھلی، انڈے، لہسن اور پیاز سے پرہیز کرتے ہیں جب ان پر ان کا قرین آتا ہے تو یہ نیم بے ہوشی کے عالم میں ہو جاتے اور جھومتے ہیں اور قرین ان کی زبان سے بولتا ہے۔ پھر اپنے نام کا بکرا یا مرغا مانگتا ہے۔ یہ لوگ کسی تھان یا مرگھٹ کی پوجا کرتے ہیں۔ ان پر بھینٹ چڑھاتے ہیں، اسی وجہ سے شیخ سدو کے نام کا بکرا، زین خان کے نام کا مرغا، کالی بھوانی کے نام پر جانور چڑھاتے ہیں۔

اور بعض مفسرین حضرات نے لکھا ہے کہ کاہن جنات کی پرستش کرتے ہیں مولانا خرم علی صاحب نے شفاء العلیل میں لکھا ہے کہ کاہن عرب میں کچھ لوگ تھے جو کہ جنات سے دریافت کر کے اخبار غیبی لوگوں کو بتاتے تھے اور گمراہ کرتے تھے۔

صحیح بخاری شریف کی ایک حدیث پاک کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک خوبصورت شخص کو دیکھ کر یہ کہا کہ میرے خیال میں زمانہ جاہلیت میں یہ کاہن ہوگا چنانچہ اسے بلا کر دریافت کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قیافہ صحیح ثابت ہوا۔ اس شخص نے کہا کہ میں نے ایسا ذہین انسان نہیں دیکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو اپنی کوئی سچی خبر سنا۔ اس نے کہا کہ میں کاہن تھا۔ میرے پاس ایک مرتبہ میرا جن (قرین) جو سب سے زیادہ تعجب خیز خبر لایا وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ میں بازار میں جا رہا تھا کہ وہ سخت گھبراہٹ میں آیا اور کہنے لگا کہ کیا تو نے جنوں کی بربادی و مایوسی اور پھیلنے کے بعد سمٹ جانا نہیں دیکھا اور ان کی جو درگت بنی وہ نہیں دیکھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا کہ یہ سچ کہتا ہے۔ ایک مرتبہ میں ان کے بتوں کے پاس سویا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اور بتوں پر بچھڑا چڑھایا، ناگہاں ایک سخت و کرخت بڑی بلند آواز آئی کہ میں نے ایسی آواز پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ اس نے کہا (یعنی آواز نے) اے جلیج (غالباً بچھڑا چڑھانے والے کا نام ہے) نجات دینے والا امر آچکا۔ ایک شخص ہے جو فصیح زبان سے لا الہ الا اللہ کی منادی کر رہا ہے۔ اس آواز سے دوسرے لوگ تو بھاگ گئے لیکن میں (عمر رضی اللہ عنہ) بیٹھا رہا دوبارہ پھر وہی آواز

آئی پھر کچھ دن کے بعد نبی ﷺ کی نبوت کی آوازیں کانوں میں پڑنے لگیں۔

نیز تفسیر میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہ فرمایا سواد بن قارب موجود ہے؟ لیکن کسی شخص نے جواب نہ دیا۔ عرصہ ایک سال کے بعد پھر آپ نے خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے یہی دریافت فرمایا تو حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سواد بن قارب کون ہے؟ اور اس سے کیا کام ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کے اسلام لانے کا قصہ عجیب وغریب ہے۔ اتنے میں حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ بھی آ گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم اپنے اسلام لانے کا قصہ سناؤ انہوں نے کہا کہ:

> ”میں ہندوستان گیا ہوا تھا، اسی دوران میرا جن (قرین) ایک رات میرے پاس آیا اور مجھے سوتے سے جگا کر کہا کہ اگر کچھ عقل و ہوش ہے تو سن لے اور سمجھ لے کہ قبیلہ لوی بن غالب میں خدا کے رسول ﷺ مبعوث ہو چکے ہیں۔ میں جنات کے اس حس اور سامان باندھنے پر تعجب کر رہا ہوں اگر تو طالب ہدایت ہے تو فوراً مکہ کی طرف کوچ کر۔ سمجھ لے کہ بہتر اور بدتر جن یکساں نہیں ہوتے جا اور بنی ہاشم کے اس منور مکھڑے پر نظریں ڈال لے، مجھے غنودگی سی آ گئی۔ تو اس نے دوبارہ جگایا اور کہا کہ اے سواد بن قارب! اللہ عزوجل نے اپنا رسول بھیج دیا ہے۔ تم ان کی خدمت میں پہنچو، ہدایت اور بھلائی سمیٹ لو۔ وہ دوسری رات پھر آیا اور مجھے جگا کر کہنے لگا کہ مجھے جنات کی جستجو کرنے اور جلد از جلد اونٹوں پر پالان اور جھولیں کسنے پر تعجب ہو رہا ہے اگر تو بھی طالب ہدایت ہے تو مکہ کی طرف قصد کر۔ اٹھ اور جلدی بنو ہاشم کے اس پسندیدہ شخص کی خدمت میں پہنچ اور اپنی آنکھیں اس کے دیدار سے منور کر۔ تیسری رات پھر آیا اور کہنے لگا کہ مجھے جنات کے باخبر ہو جانے اور ان کے قافلوں کے فوراً تیار ہو جانے پر تعجب ہو رہا ہے کہ وہ سب طلب ہدایت کے لئے مکہ کی طرف دوڑے جا رہے ہیں۔ ان میں کے برے بھلوں کی برابری نہیں کر سکتے، تو بھی اٹھ اور بنی ہاشم کے اس پسندیدہ شخص کی طرف چل کھڑا ہو۔

تین راتوں تک یہ سننے کے بعد میرے دل میں اسلام کا ولولہ اٹھا سانڈنی پر کجاوہ کسا، راستہ میں قیام کئے بغیر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ ﷺ مکہ میں تھے مجھے دیکھ کر فرمایا، سواد بن قارب کو مرحبا، آؤ! ہمیں معلوم ① ہے کہ کیسے، کس لئے اور کس کے کہنے سے آئے ہو۔

میں نے اپنے کہے ہوئے اشعار سنانے کی اجازت مانگی۔ اجازت ملنے پر وہ اشعار سنائے جو میرے اس واقعہ کے متعلق تھے۔ ان کا خلاصہ یہ ہے ''میرے سو جانے کے بعد رات کو میرا جن (قرین) میرے پاس آیا اور ایک سچی خبر مجھے سنائی اور

---

① یہ اطلاع خدا تعالیٰ نے بذریعہ وحی دی تھی۔ آپ عالم الغیب نہ تھے، اس لئے کہ قرآن مجید میں پ ۲۰ رکوع اول میں فرمان رب العٰلمین ہے کہ ﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (النمل: س ۲۷، آیت ۶۵) ''(اے محمد ﷺ) فرما دو! کہ جو کچھ زمین و آسمان میں ہے سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی بھی نہیں جانتا (کہ کیا ہوگا) اور خود فرمان نبوی ﷺ بھی ہے کہ وَاللّٰهِ لَا اَدْرِىْ وَاللّٰهِ لَا اَدْرِىْ مَا يُفْعَلُ بِىْ وَلَا بِكُمْ. (الحدیث مشکوۃ باب البکا والخوف) ''اللہ کی قسم میں نہیں جانتا، میں نہیں جانتا کہ کیا ہوگا میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ وانا رسول الله حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں۔''

آیت و حدیث مندرجہ بالا سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ علم غیب یعنی یہ کہ فلاں کام کب؟ کہاں؟ اور کیسے ہوگا؟ ہوگا کہ نہیں؟ موت کب آئے گی؟ بارش کب ہوگی؟ ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ غرض کہ تمام امور غیبیہ کا کسی کو علم نہیں خواہ انبیاء ہوں یا صدیقین، شہدا، ہوں یا صلحا، اولیا ہوں یا بزرگ، اس لئے کہ علم الغیب خدا تعالیٰ کی ذات مخصوص صفات میں سے ہے۔ قرآن عزیز ایسی آیات سے لبریز ہے اور احادیث رسول بکثرت اس بارہ میں موجود ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی بھی علم غیب نہیں جانتا۔ انبیاء اللہ میں اور صلحاء و اولیاء اللہ میں علم غیب ماننا خدا تعالیٰ کے ساتھ شرک ہونے کے علاوہ ان مقدس ہستیوں کی نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ۔ توہین بھی ہے مثلاً ایک مرتبہ رسول اللہ نے چند ظاہری.......... مسلمانوں کے ساتھ ان کے علاقہ میں تبلیغ کرنے کے لئے ستر قرآن کے قاریوں کو بھی بھیج دیا جنہیں راستہ میں ان دھوکہ بازوں نے شہید کر دیا الخ۔ بتایئے کہ اگر حضور ﷺ کو غیب ہوتا تو ان ستر قاریوں کو کیوں بھیجتے اگر علم غیب ہونے کے باوجود بھیجا تو ماننا پڑھے گا کہ حضور ﷺ نے جان بوجھ کر ان مقدس نفوس کو یوں ہی شہید کرا دیا۔ اس سے آنحضور ﷺ کی ذات پر فریب دہی کی اعانت کا دھبہ آتا ہے۔ نعوذ باللہ میرا ایمان ہے بلکہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم تابعین، محدثین، ائمہ دین رحمہم اللہ علمائے امت کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کو علم غیب نہیں تھا اور نہ اب کسی کو علم غیب ہے۔ ابو محمد

مسلسل تین راتوں تک کہتا رہا کہ قبیلہ لوئ بن غالب میں اللہ کے سچے رسول مبعوث ہو چکے ہیں۔ میں نے تیاری کی اور جلد از جلد راہ طے کر کے یہاں تک پہنچ گیا۔ اب میری گواہی ہے کہ بجز اللہ کے اور کوئی رب نہیں ہے اور آپ ﷺ خدا کے امانت دار رسول ہیں۔ الی آخر الحدیث

آخر میں یہ بھی ہے کہ آنحضرت ﷺ یہ واقعہ سن کر بہت ہنسے اور فرمایا کہ سواد! تم نے فلاح پائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ سن کر پوچھا کہ کیا وہ جن اب بھی تمہارے پاس آتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ جب سے میں نے قرآن پڑھا، وہ نہیں آتا۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ سواد بن قارب رضی اللہ عنہ کو اس کے قرین نے آنحضرت ﷺ کے مبعوث ہونے کی خبر دی اور آپ ﷺ کی طرف دعوت دی جس پر عمل کر کے اسلام سے مشرف ہوئے۔ فالحمد لله

جلوہ روح

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے صاحب قبر کو قبر کے پاس بیٹھے یا چلتے پھرتے یا تلاوت کرتے، نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ ایسا ہو سکتا ہے ہم اسے مانتے ہیں لیکن یہ نہیں مانتے کے یہ صاحب قبر روح مع الجسم کے کام ہیں بلکہ ہم انہیں صرف صاحب قبر کے قرین کا کام مانتے ہیں کہ وہی متشکل ہو کر سامنے آجاتا ہے۔ قرین ہم اس لئے مانتے ہیں کہ..... صاحب قبر کی روح اس جہاں ① میں

---

① اس جہاں میں ہے ہی نہیں الخ یعنی صاحب قبر نیک تھا تو اس کی روح مقام علیین میں چلی گئی مقام علیین ساتویں آسمان پر ہے جنت نما ہے اور اگر صاحب قبر بدکار و گناہ گار اور کافر و مشرک تھا تو اس کی روح مقام سجین میں چلی گئی۔ مقام سجین ساتویں زمین کے وسطہ پر ہے اور یہ دوزخ نما ہے۔ قرآن عزیز (پ۳ سورہ التطفیف) میں ہے کہ ﴿ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِىْ سِجِّيْنٍ ﴾ (التطفیف: س ۸۳، آیت ۷) "بدکاروں کا نامہ اعمال سجین میں ہے اور ﴿ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِىْ عِلِّيِّيْنَ ﴾ (س ۸۳، آیت ۱۸) "نیکوں کا نامہ اعمال علیین میں۔" اب ان دونوں مقام سے روح مع الجسم کا واپس اس جہاں میں لوٹنا قانون خداوندی کے خلاف ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ فلاں بزرگ کی روح آئی۔ یا مشہور ہے کہ جمعرات کو روحیں آتی ہیں ان کے لئے فاتحہ و نیاز دینی چاہیے ورنہ ناراض ہو جاتی ہیں۔ یہ سب لغویات اور پیٹ پجاری ملاؤں کی مکاری و پیٹ پرستی کی باتیں ہیں ایسے عقیدہ کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ ابو محمد

ہے ہی نہیں وہ کیسے آ سکتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ روح تو عریاں بغیر لباس کے ہے اس کے پاس صاحب قبر کا لباس کہاں سے آ گیا۔

اسی طرح کسی بزرگ کے لئے کہتے ہیں کہ وہ ایک جگہ موجود ہوتے ہوئے دوسری جگہ بھی دیکھے گئے مثلاً ہم کسی شخص کو کراچی میں چھوڑ کر مکہ معظمہ گئے اور وہاں ان کو موجود پایا جو کراچی ہی میں مقیم ہیں۔ یقیناً یہ کام بھی ان کے قرین یا کسی دوسرے جن کا ہے۔ تذکرہ غوثیہ میں ایک قصہ لکھا ہے جس کے راوی کا بیان ہے کہ

> ”ایک حافظ صاحب ہم چند لڑکوں کو بڑی محبت سے پڑھاتے تھے۔ جب حافظ صاحب کا انتقال ہو گیا، تو مجھے بڑا رنج ہوا۔ جب انہیں غسل دیا گیا تو میں خوشبو لینے کے لئے حافظ صاحب کے حجرہ میں گیا۔ دیکھا تو حافظ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، مجھ سے فرمایا! کہ تمہیں بہت رنج ہوا تھا اس لئے ہم آ گئے اور تم کسی سے کہنا نہیں، ہم روزانہ آ کر تمہیں پڑھا دیا کریں گے چنانچہ وہ مدت تک خفیہ طور سے آ کر مجھے پڑھاتے رہے ایک روز میں نے وہاں پیشاب کر دیا، اس دن آ کر کہنے لگے کہ یہاں بڑی بدبو ہے، اب ہم نہیں آئیں گے۔ پھر اس دن سے نہیں آئے۔“

یہ حافظ صاحب نہیں تھے بلکہ ان کا قرین تھا۔ چونکہ حافظ صاحب اچھے اور نیک تھے اس لئے ان کا قرین (ہمزاد جن) بھی اچھا اور نیک تھا جو کہ روزانہ آ کر قرآن مجید پڑھا جاتا، لیکن جب اس کے مزاج کے خلاف بات ہوئی تو اس نے آنا ترک کر دیا۔

غرض کہ یہ سب قرین کی ہی کارستانی ہوتی ہے جسے عوام الناس صاحب قبر کی ذات خیال و یقین کرتے ہیں۔

مؤکل و ہاتف

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم جب کوئی عمل یا وظیفہ پڑھتے ہیں تو موکل ہمارے سامنے آتا اور ہم سے باتیں کرتا ہے یا بعض کہتے ہیں کہ سامنے کوئی نہیں آتا لیکن ہاتف غیبی باتیں کرتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ کام بھی عامل کے قرین کا ہوتا ہے جسے موکل کہا گیا ہے جیسا کہ حدیث سے پہلے بھی ثابت ہو چکا ہے۔ مجھے اتنی عمر میں تین بار علیحدہ علیحدہ اتفاق ہوا کہ میرے دوران عمل جاگنے میں میرا موکل (قرین) آیا، باتیں کیں اور چلا گیا۔ ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ جن محافل ومجالس میں ذکراللہ ہوتا ہے وہاں نزول رحمت ونزول ملائکہ بھی ضرور ہوتا ہے اور یہ عقیدہ اسلامی تعلیم سے قوی دلائل کے ساتھ ثابت ہے لیکن ان کے نظر آنے اور گفتگو کرنے میں تامل ہے خصوصاً جب کہ عبادت مقصود نہ ہو یعنی جب کہ کوئی عمل یا وظیفہ دنیاوی مقصد کے لئے پڑھا جائے، تو اس وقت عامل کا قرین ہی آ کر گفتگو کرتا ہے۔

بعض لوگ تسخیر کے لئے اپنے موکل (قرین) کو مطلوب کے پاس بھیجتے ہیں۔ وہ مطلوب سے طالب کے بارے میں کچھ کہتا ہے اور کبھی کہنے والا نظر نہیں آتا لیکن مطلوب کو طالب سے محبت کرنے پر اور فرمانبرداری کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ یہی موکل یعنی قرین ہے اور یہی ہاتف غیبی ہے۔

دست غیب

بعض لوگ کسی وظیفہ یا عمل کے اثر سے روزانہ کچھ روپیہ ملنا بغیر کسی ظاہری اسباب یا واسطے کے بتاتے ہیں۔ اس کا بھی یہی امکان ہے کہ یہ بھی قرین ہی لا کر دیتا ہے لیکن اگر قرین اپنی خوشی سے اور اپنے پاس سے لا کر دیتا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں اور اگر دوسرے کا چرا کر دیتا ہے تو حرام ہے خواہ خوشی سے لاتا ہو ① خواہ دباؤ سے غرضیکہ یہ بھی قرین ہی کا کام ہے۔

---

① میرے زمانہ طالب علمی میں جب کہ میں چک 34/10R (ڈاکخانہ جہانگیر آباد تحصیل خانیوال، ضلع ملتان) میں پڑھتا تھا۔ میری ہمشیرہ کا گھر بھی اسی چک میں ہے۔ تو ایک مرتبہ میرے دوست فدا حسین صاحب میرے بہنوئی ملک سرفراز صاحب قوم ٹنڈہ کے ہاں بطور مہمان تشریف لائے خوبی اتفاق سے ان ہی دنوں میرے برادر ملک سلطان محمود صاحب بھی ہمشیرہ صاحبہ کو ملنے کے لئے وہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ ایک رات دوران گفتگو ہم سب نے فدا حسین صاحب سے فرمائش کی کہ ہم چند آدمی کل صبح ملتان جانا چاہتے ہیں لہٰذا ہمیں کچا کھو (جو اس چک سے متصل اسٹیشن تھا) تا ملتان (درمیان تقریباً چھ سات اسٹیشنوں کا فاصلہ ہے) کی ٹکٹیں منگا دیجیے۔ فدا حسین

صاحب نے اسی وقت مجھ سے مٹی کے چند چھوٹے چھوٹے ڈھیلے منگا کر ان کو چٹکی سے پیس کر پھونک سے اڑا دیا اور زور سے کہا ''لے آؤ'' چند سیکنڈ کے بعد بولے دیکھیے ہماری چارپائی کے نیچے مطلوبہ مقدار میں ٹکٹیں آ گئی ہیں، میں نے دیکھا تو مطلوبہ ٹکٹیں اسی تاریخ کی جاری شدہ از کچا کھوتا ملتان تھیں لیکن ہم نے سفر نہیں کیا۔

دوسرا واقعہ اسی طرح جب کہ میں ڈیرہ اسماعیل خان میں پڑھتا تھا تو ایک مرتبہ چھٹی پر گھر (بستی ہٹھاڑی احمد شاہ ڈاکخانہ پنج گیرآئیں۔ تحصیل بھکر ضلع میانوالی) گیا۔ انہی ایام میں فدا حسین صاحب بھی وہاں تشریف فرما ہوئے رات کو جب کہ گاؤں کے کافی مرد اور عورتیں ہمارے گھر جمع تھیں (یہ ہمارے ہاں کا دستور ہے کہ جب کسی کے ہاں کوئی مہمان آئے تو میزبان کے عزیز و اقرباء، مرد و عورتیں مہمان و میزبان کی عزت افزائی کے لئے رات کو میزبان کے گھر جمع ہوتے ہیں، رات گئے تک بیٹھتے اور باتیں کرتے ہیں) سب نے مجھ سے فرمائش کی کہ تم فدا حسین صاحب سے کہو کہ کچھ منگا کر کھلائے۔ میں نے شربت پلانے کو کہا۔ فدا حسین صاحب نے ایک کورا (نیا) گھڑا تازہ پانی کا بھروا کر خالی از انسان کمرہ میں رکھوا دیا۔ تھوڑی دیر بعد گھڑا منگایا جس میں خالص چینی کا (روح کیوڑا ملا ہوا) شربت تھا۔ ہم سب تقریباً پچیس تیس آدمیوں نے شربت پیا مگر ختم نہ ہوا، بلکہ فدا حسین صاحب نے کہا کہ اگر سات شہروں کے لوگ بھی اس شربت کو نوش کریں تب بھی اسے ختم نہیں کر سکتے بشرطیکہ اس پر سے ڈھکنا نہ اتاریں۔

تیسرا واقعہ، اسی واقعہ سے تیسرے دن صبح کو فدا حسین صاحب ہمارے ہاں سے رخصت ہو کر جانے لگے تو میں گاڑی پر سوار کرانے اسٹیشن پنج گرائیں (جو ہمارے گاؤں کے قریب ہی اسٹیشن ہے) تک گیا۔ وہاں پہنچ کر موصوف نے مجھے پانچ روپیہ کا نوٹ دے کر کہا کہ دریا خان (جو پنج گرائیں سے ملتان کی طرف پہلا اسٹیشن ہے) کی ایک ٹکٹ لے کر آؤ اور دیکھنا یہ نوٹ اسٹیشن ماسٹر کے ہاتھ میں نہ دینا بلکہ دور سے پھینک دینا چنانچہ حسب الہدایت میں نے نوٹ پھینک کر تین آنے کا ٹکٹ اور چار روپے تیرہ آنے واپس لا کر فدا حسین صاحب کو دے دیئے۔ اس پر موصوف نے مجھ سے مزید پانچ روپیہ طلب کئے اور یہ کہا کہ جو نوٹ ٹکٹ کے لئے میں نے تمہیں دیا تھا وہ بھی میرا واپس کر دو۔ میں نے کہا کہ وہ نوٹ تو میں نے دے کر یہ ٹکٹ اور بقیہ رقم واپس لا کر دی ہے۔ لیکن اس نے بہت ہی اصرار کیا تو میں نے حلفیہ کہہ دیا کہ میرے پاس سوائے چند آنوں کے ایک روپیہ بھی نہیں۔ موصوف نے میری تلاشی کی تو وہی نوٹ میری جیب سے برآمد ہوا جس سے مجھے بڑی شرمندگی ہوئی کہ میں تو انکاری تھا بلکہ حلفیہ انکار کر دیا لیکن یہ پانچ کا نوٹ میری جیب سے نکل پڑا۔ میری کثیر ندامت پر موصوف نے حقیقت بتائی کہ یہ نوٹ میرا خاص نوٹ ہے جسے دیتا ہوں واپس آ جاتا ہے تم فکر نہ کرو تم اپنی قسم میں سچے ہو غرض کہ موصوف کے بہت سے ایسے واقعات مجھے معلوم ہیں جنہیں جن و ہمزاد سرانجام دیتے تھے۔ ابو محمد

رجال الغیب

اصحاب اعمال و وظائف اپنی کتابوں میں بحوالہ حدیث لکھتے ہیں کہ جب کوئی شخص جنگل میں راستہ بھول جائے تو بآواز بلند کہے اعینو نی یعباد الله الصلحین ''مدد کیجئے اے اللہ کے نیک بندو! اور تجربہ بتاتے ہیں کہ کوئی شخص آ کر راستہ بتا دیتا ہے۔ یہ حدیث حصن حصین میں طبرانی سے لی ہے۔ یہ ضعیف ہے یا اس سے مراد ملائکہ حفظہ ہیں جیسا کہ محدثین نے اس حدیث سے مراد لئے ہیں شیاطین جنگل میں انسانوں کو راستہ بھلا دیتے ہیں۔

یہ بات اصح طور پر ثابت ہے چنانچہ قرآن عزیز میں ہے ﴿كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِي الْاَرْضِ حَيْرَانَ لَهٗ﴾ (الانعام: س ٦، آیت ۷۱) ''جیسے کوئی شخص ہو کہ اس کو شیطانوں نے کہیں جنگل میں بے راہ کر دیا ہو۔

یہ بات تو پہلے بتائی جا چکی ہے کہ جن و شیاطین جنگلوں اور پہاڑوں میں دھکیل دیئے گئے ہیں، تو جو ان میں برے ہیں وہ راستہ بہکا دیتے ہیں۔ اسی طرح بعض شیاطین جن انسانوں کو بہکا کر دریا پر لے جا کر ڈبو دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے بعض لوگ غروب آفتاب کے بعد دریا میں نہیں گھستے اور جو ان جنات میں اچھے اور صالحین ہوتے ہیں وہ نظر تو نہیں آتے لیکن امداد کی آواز سن کر راستہ بتا دیتے ہیں۔

میرے ایک بھائی جو اس وقت بھی میرے پاس موجود ہیں ضلع اٹاوہ (انڈیا) میں ایک بزرگ عزیز کے ساتھ شکار کو گئے۔ جنگل میں راستہ بھول کر دن بھر سب سے الگ رہے۔ جب رات ہونے لگی تو درندوں کے خوف سے لکڑیاں جمع کر کے آگ لگا دی اور درخت سے پیٹھ لگا کر بیٹھ گئے۔ تقریباً نصف شب کے قریب ایک شخص نے آ کر کھانا دیا اور کہا کہ تم دن بھر کے بھوکے ہو، یہ کھا لینا۔ پھر وہ شخص غائب ہو گیا۔ پھر ساتھیوں کے آ جانے پر کھانا کھولا تو گوشت روٹیاں اور حلوہ تھا۔ یہ کھانا اتنا تھا کہ ان کے چھ سات ساتھیوں کا پیٹ بھر گیا۔

غرض کہ صالح اور نیک جنات جنگل میں بھولے ہوؤں کی ہر طرح امداد کرتے اور راستہ

رجال الغیب

اصحاب اعمال و وظائف اپنی کتابوں میں بحوالہ حدیث لکھتے ہیں کہ جب کوئی شخص جنگل میں راستہ بھول جائے تو بآواز بلند کہے اعینو نی یعباد اللہ الصلحین ''مدد کیجئے اے اللہ کے نیک بندو! اور تجربہ بتاتے ہیں کہ کوئی شخص آ کر راستہ بتا دیتا ہے۔ یہ حدیث حصن حصین میں طبرانی سے لی ہے۔ یہ ضعیف ہے یا اس سے مراد ملائکہ حفظہ ہیں جیسا کہ محدثین نے اس حدیث سے مراد لئے ہیں شیاطین جنگل میں انسانوں کو راستہ بھلا دیتے ہیں۔

یہ بات اصح طور پر ثابت ہے چنانچہ قرآن عزیز میں ہے ﴿ کَالَّذِیْ اسْتَھْوَتْهُ الشَّیٰطِیْنُ فِی الْاَرْضِ حَیْرَانَ لَهٗ ﴾ (الانعام: س ٦، آیت ٧١) ''جیسے کوئی شخص ہو کہ اس کو شیطانوں نے کہیں جنگل میں بے راہ کر دیا ہو۔

یہ بات تو پہلے بتائی جا چکی ہے کہ جن و شیاطین جنگلوں اور پہاڑوں میں دھکیل دیئے گئے ہیں، تو جو ان میں برے ہیں وہ راستہ بہکا دیتے ہیں۔ اسی طرح بعض شیاطین جن انسانوں کو بہکا کر دریا پر لے جا کر ڈبو دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے بعض لوگ غروب آفتاب کے بعد دریا میں نہیں گھستے اور جو ان جنات میں اچھے اور صالحین ہوتے ہیں وہ نظر تو نہیں آتے لیکن امداد کی آواز سن کر راستہ بتا دیتے ہیں۔

میرے ایک بھائی جو اس وقت بھی میرے پاس موجود ہیں ضلع اٹاوہ (انڈیا) میں ایک بزرگ عزیز کے ساتھ شکار کو گئے۔ جنگل میں راستہ بھول کر دن بھر سب سے الگ رہے۔ جب رات ہونے لگی تو درندوں کے خوف سے لکڑیاں جمع کر کے آگ لگا دی اور درخت سے پیٹھ لگا کر بیٹھ گئے۔ تقریباً نصف شب کے قریب ایک شخص نے آ کر کھانا دیا اور کہا کہ تم دن بھر کے بھوکے ہو، یہ کھا لینا۔ پھر وہ شخص غائب ہو گیا۔ پھر ساتھیوں کے آ جانے پر کھانا کھولا تو گوشت روٹیاں اور حلوہ تھا۔ یہ کھانا اتنا تھا کہ ان کے چھ سات ساتھیوں کا پیٹ بھر گیا۔

غرض کہ صالح اور نیک جنات جنگل میں بھولے ہوؤں کی ہر طرح امداد کرتے اور راستہ

بتاتے ہیں یہ چونکہ نظر نہیں آتے اس لئے انہیں ''رجال الغیب'' کہا جاتا ہے اور زیادہ تر فرشتے انسان کی امداد و اعانت کرتے ہیں جو خدا کی طرف سے مقرر ہیں۔

ہمزاد تابع ہونا

یہ بات سب جانتے ہیں کہ الفاظ و گفتگو کا بڑا اثر ہوتا ہے اور عموماً لوگ اچھی تعریف یا بڑائی کو پسند کرتے ہیں اور خوشامد سے خوش ہوتے ہیں۔ اسی طرح جنات و شیاطین بدرجہ اولیٰ اپنی تعریف و توصیف سے خوش ہوتے ہیں چنانچہ کاہن لوگ بھی تو یہی کرتے تھے یعنی جنات کی پرستش و تعریف جس سے جنات خوش ہو کر ان کا کہنا مانتے اور ان کے کام کرتے تھے۔

میں کہتا ہوں کہ اب بھی ممکن ہے بلکہ یقینی بات ہے کہ جنات خوش ہو کر یا کسی دباؤ سے انسان کے ساتھ پیمان وفا باندھ لیں اور تابع رہنے کا عہد کرلیں۔ مقصد یہ ہے کہ اب بھی جنات و ہمزاد کا تابع ہونا یقینی امر ہے جس سے انکار کی گنجائش نہیں ہے۔ قرآن مجید میں اس کی تائید موجود ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع جن ہی تو تھے جو ان کے کہنے پر چلتے اور کام کرتے تھے۔ قرآن عزیز شاہد ہے۔

﴿قَالَ يَآاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاتِيْنِىْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِىْ مُسْلِمِيْنَ. قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ وَاِنِّىْ عَلَيْهِ لَقَوِىٌّ اَمِيْنٌ﴾ (النمل: س ۲۷، آیت ۳۸- ۳۹)

''(حضرت سلیمان علیہ السلام نے) فرمایا کہ اے سردارو! تم میں سے کوئی ہے جو ان (بلقیس) کے مسلمان ہو کر (یہاں) پہنچنے سے پہلے ہی اس کا تخت مجھے لا دے۔ ایک سرکش جن کہنے لگا کہ آپ اپنی اس مجلس سے اٹھیں اس سے پہلے میں اسے آپ کے پاس لا دیتا ہوں یقین مانیے کہ میں اس پر قادر ہوں اور ہوں بھی امانت دار۔''

اور جگہ ارشاد ہے:

﴿وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ﴾ (سبا: س ۳۴، آیت ۱۲)

''اور اس کے رب کے حکم سے بعض جنات اس (سلیمان علیہ السلام) کی ماتحتی میں اس کے سامنے کام کرتے تھے۔''

اس آیت کے بعد کی آیت میں ہے:

یَعۡمَلُوۡنَ لَهٗ مَایَشَآءُ مِنۡ مَّحَارِیۡبَ وَتَمَاثِیۡلَ وَ جِفَانٍ كَالۡجَوَابِ وَقُدُوۡرٍ رّٰسِيٰتٍ ...... الخ﴾ (سبا: س ۳۴، آیت ۱۳)

''جو کچھ سلیمان علیہ السلام چاہتے وہ جنات تیار کر دیتے مثلاً قلعے اور مجسمے اور حوضوں کے برابر لگن اور چولہوں پر جمی ہوئی دیگیں۔''

اور جگہ ارشاد ہے:

﴿وَمِنَ الشَّيٰطِيۡنِ مَنۡ يَّغُوۡصُوۡنَ لَهٗ وَ يَعۡمَلُوۡنَ عَمَلًا دُوۡنَ ذٰلِكَ﴾

(الانبیاء: س ۲۱، آیت ۸۲)

''یعنی اس طرح سے بہت شیاطین بھی ہم نے اس (سلیمان) کے تابع کئے تھے۔ جو اس کے فرمان سے غوطے لگاتے تھے اور اس کے سوا بھی بہت سے کام کرتے تھے۔''

اور جگہ ہے:

﴿وَالشَّيٰطِيۡنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّ غَوَّاصٍ﴾ (صٓ: س ۳۸، آیت ۳۷)

''ہم نے سرکش جنوں کو ان کا ماتحت کر دیا تھا جو معمار تھے۔ اور غوطہ خور۔''

ان آیات میں الفاظ جن، شیاطین دونوں موجود ہیں اور دونوں کا تابع ہونا اور کام کرنا ثابت ہے اگر یہ کہا جائے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک نبی کے تابع تھے۔ ہم کہتے ہیں کہ اللہ ہی کے حکم سے غیر نبی کے تابع بھی ہو سکتے ہیں۔ دیکھو انبیاء معجزات اللہ ہی کے حکم سے دکھاتے تھے اور اولیاء اللہ کرامات بھی اللہ ہی کے حکم سے دکھاتے تھے اور غیر مسلم کو استدراج ہوتا تھا۔ جس سے شیاطین کی جانب سے امداد و اعانت ہوتی تھی۔ سواد بن قارب کا قصہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں جو ہمزاد کے تابع ہونے کا بین ثبوت ہے۔

حاصل یہ کہ اعمال و وظائف کے اثرات سے بحکم خداوندی جن و ہمزاد انسان کے تابع

فرمان ہو جاتے ہیں اور جس فطرت کے ہوتے ہیں اسی کے مطابق کام کرتے ہیں۔ آخر اس میں برائی بھی کیا ہے کہ کوئی شخص بغیر خلاف شرع کام کئے اور بغیر شرکیہ اعمال والفاظ پڑھے قرین کو تابع کر لے اور اگر وہ قرین اس کی تعلیم و تلقین سے اسلام لے آئے تو یقیناً یہ عامل شخص مستحق ثواب بھی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے اسلم فرمانے سے قرین کا اسلام لے آنا ممکن اور ثابت ہے۔

عاملین ہمزاد

جن و ہمزاد جن لوگوں کے تابع ہو جاتے ہیں ان کو عامل ہمزاد یا عامل جنات کہتے ہیں میں نے اپنی عمر میں تقریباً دس بارہ ایسے آدمی دیکھے جنہیں میں عامل ہمزاد یقین کرتا ہوں۔ ان میں سے تو کئی اشخاص میرے پاس بطور مہمان کے کئی کئی دن تک رہے ہیں میں نے ان کو ہر طرح آزمایا۔ چیزیں منگوائیں لیکن عموماً سب کو تارک صوم و صلاۃ اور گندہ پایا۔ بجز ایک شخص نظر احمد خان کے یہ عامل ہمزاد ہونے کے باوجود بڑے پابند صوم و صلاۃ اور جماعت کے بھی پابند تھے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ عاملین ہمزاد کسی مردہ انسان کے ''قرین'' کو تابع کرتے اور اس سے ہر طرح کا کام لیتے ہیں۔

انسان کی موت کے بعد قرین کہاں رہتا ہے؟

علامہ نواب صدیق حسن خاں صاحب والیے بھوپالؒ المتوفی ۱۳۰۰ ہجری اپنی کتاب ''دلیل الطالب'' میں لکھتے ہیں کہ ''واما استقرار شیاطین...... مسلطین بر بنی آدم و آنکہ بعد از موت آدمی اینہا کجا میروند پس۔ علامہ ربانی قاضی (امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ) گفتہ:

> لَمْ اَقِفْ اِلَى الْاٰنَ عَلٰى دَلِيْلٍ يَّدُلُّ عَلٰى خُصُوْصِ الْمَكَانِ الَّذِىْ تَذْهَبُ اِلَيْهِ الشَّيٰطِيْنُ بَعْدَ مَوْتِ الشَّخْصِ الَّذِىْ يُلَازِمُوْنَهٗ حَالَ حَيَاتِهٖ كَالْقَرِيْنِ وَنَحْوِهٖ وَ اِذْ لَمْ يَرِدْ هٰذَا عَنِ الشَّارِعِ فَلَا مَانِعَ مِنْ اَنْ يُّقَالَ فِيْهِ بِالرَّاْىِ وَالَّذِىْ نَظُنُّهٗ اَنَّهُمْ يَذْهَبُوْنَ اِلَى الْاَمْكِنَةِ الَّتِىْ تَسْتَقِرُّ فِيْهَآ اِخْوَانُهُمْ مِنَ الشَّيٰطِيْنِ .

''وہ شیاطین کہ جو انسان پر مسلط ہیں ان کا مستقر آدمی کے مرنے کے بعد کہاں ہے؟

قاضی صاحب کہتے ہیں کہ انسان کی زندگی میں جو شیاطین آدمی پر مسلط ہیں۔ جیسے قرین (ہمزاد وغیرہ) جو انسان کے ساتھ اس کی زندگی میں رہتے ہیں انسان کے مرنے کے بعد ان کی جائے رہائش کے بارے میں شرع کی طرف سے مجھے کوئی بات معلوم نہیں ہوئی تو میں اس بارے میں اپنی رائے سے کچھ کہنا برا نہیں سمجھتا لہٰذا میرا خیال ہے کہ انسان کے بعد یہ شیاطین اس جگہ چلے جاتے ہیں جہاں دوسرے شیاطین رہتے ہیں۔“

”یہ بات ثابت ہے کہ جو شیاطین جن کاموں پر مامور ہیں وہ اس کام کو کرنے کے بعد اپنے بڑے کے پاس جس نے انہیں مامور کیا تھا چلے جاتے ہیں اور اسے جا کر بتاتے ہیں کہ یہ کیا وہ کیا ایسا کرایا، ویسا کرایا اور یہ بھی ثابت ہے کہ ”جو شیطان (قرین) آدمی پر مسلط تھا وہ اس کی موت کے بعد اس کی قبر پر آ کر فتنہ میں ڈالنا چاہتا ہے اور اس کا کچھ تعلق اس کی قبر سے باقی رہتا ہے۔ بالکل بے تعلقی اور مفارقت کلیہ نہیں ہوتی۔“

اس عبارت کے مل جانے سے مجھے بڑی مسرت اور تقویت ہوئی کہ اس سے پہلے میں جو کچھ لکھ آیا ہوں۔ یہ اس کے مطابق ہے۔ غرض کہ انسان کے مرنے کے بعد اس کا قرین یعنی ہمزاد جن مرتا نہیں بلکہ زندہ رہتا ہے۔ اور اس کی قبر سے تعلق رکھتا ہے ہے ھذا ما تحقق لی واللہ اعلم

اس تحریر کے بعد میں امید کرتا ہوں کہ وہ بہت سے لوگ جو لاعلمی کی وجہ سے شرکیات میں رات دن مبتلا ہیں اب حقیقت سے آگاہ ہو کر..... صدق سے تائب ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ اور آئندہ کے لئے توحید پر قائم ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ

ختم غیر مختتم

میرے اس نوشتہ کو جب میرے بعض ان کرم فرماؤں نے پڑھا جو مجھ سے خوب واقف ہیں۔ تو فرمایا کہ اگر میں ان مجربات اعمال وظائف کو کہ جن سے میں سحر زدہ کا علاج کرتا ہوں۔ اسی طرح جنات سے متعلق اعمال اور ان مجرب تیر بہدف نسخوں کو کہ جو مار گزیدہ یا سانپ سے

متعلق ہیں لکھ دوں تو کتاب مکمل اور بے حد نافع خلائق ہو جائے چونکہ یہ بات معقول تھی۔ میں نے تسلیم کرتے ہوئے بعذر وعدہ کیا کہ فی الوقت بعض وجوہ سے میں معافی خواہ ہوں لیکن ان شاء اللہ تعالیٰ کتاب کی اشاعت ثانیہ میں ضرور ایسا ہی کروں گا۔ والسلام خیر الختام

سید اقتدار احمد سہسوانی

۱۵ اکتوبر بروز جمعتہ المبارک ۶۳ء

کتاب ہذا کے شروع میں بتایا گیا ہے کہ سید صاحب موصوف کتاب کے ایڈیشن اول سے قبل ہی وفات پا چکے تھے لہٰذا وہ مجربات جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے میسر نہ ہو سکے۔

اس دوسرے ایڈیشن میں صفحہ سے جن آسیب اور جادو وغیرہ کے اثرات کو اتارنے کے مسنون طریقے جو مستند احادیث کی رو سے رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں نقل کئے جاتے ہیں۔ ان پر ہر مسلمان باوضو ہو کر عمل کر سکتا ہے۔

(ناشر)

جن آسیب وغیرہ کے اثرات کو دور کرنے کا مسنون طریقہ

ابی ابن کب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اعرابی آپ ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا۔ ''یا رسول اللہ ﷺ میرا بیٹا بیمار ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا کیا شکایت ہے؟ اس نے عرض کیا ''جن آسیب وغیرہ کا اثر ہو گیا ہے۔'' آپ ﷺ نے اسے بلا کر اپنے سامنے بٹھایا اور اس پر یہ آیتیں پڑھ کر دم کر دیا۔ وہ اس طرح کھڑا ہو گیا گویا کبھی بیمار ہی نہ تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ . اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُوَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○ (الفاتحة: ١ — ٦)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ . الٓمّٓ ○ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ج فِيْهِ ج هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ○ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ج وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ق وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (البقرة)

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمِ.[بقرہ : ۱۶۳]

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ج لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ط يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ج وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ج وَلَا يَؤُدُهٗ حِفْظُهُمَا ج وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ .[بقرہ : ۲۵۵]

لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ
تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ط فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ
عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ○ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط
كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ قف لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ قف
وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ق غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ○ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ
نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ط لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ط رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ
اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ط رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ج رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ج وَاعْفُ عَنَّا وقفة
وَاغْفِرْ لَنَا وقفة وَارْحَمْنَا وقفة اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○

(البقرة: ۲۸۴-۲۸۶)

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لا وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ط لَآ
اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ (ال عمران)

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی
عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِی الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ
مُسَخَّرٰتٍ م بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ○

(الاعراف: ۵۴)

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ج لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ. وَمَنْ
يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ط اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ
الْكٰفِرُوْنَ. وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ.

(المؤمنون: ۱۱۶-۱۱۸)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ○ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ○
فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ○ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ○ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ○ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ نِ الْكَوَاكِبِ ○ وَحِفْظًا
مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ○ لَايَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَ يُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ
جَانِبٍ ○ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَاصِبٌ○ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ
شِهَابٌ ثَاقِبٌ ○ فَاسْتَقِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِنْ
طِيْنٍ لَّازِبٍ ○ (الصافات: ٦-١٠)

هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ○
هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ
الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ
الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ○ (الحشر: ٢٢-٢۴)

وَّاَنَّهٗ تَعَالٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا○ وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا
عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا○ (الجن: ٣-۴)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ○ اَللّٰهُ الصَّمَدُ○ لَمْ يَلِدْ
وَلَمْ يُوْلَدْ○ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ○ (الاخلاص: ١-۴)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَاخَلَقَ وَمِنْ
شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِى الْعُقَدِ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا
حَسَدَ. (سوره فلق: ١-۵)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○ مَلِكِ النَّاسِ ○
اِلٰهِ النَّاسِ ○ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ○ اَلَّذِىْ يُوَسْوِسُ فِىْ صُدُوْرِ
النَّاسِ ○ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ○

(سورة الناس: ١-٦)

جادو اتارنے کا مسنون طریقہ

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ یہود کا ایک بچہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ اسے یہودیوں نے بہکا کر آپ ﷺ کے سر مبارک کے چند بال اور کنگھی کے چند دندانے منگوا لیے اور ان میں جادو کیا۔ آپ ﷺ بیمار ہو گئے۔ سر کے بال جھڑنے لگے۔ خیال آتا تھا کہ میں عورتوں کے پاس ہو آیا حالانکہ آتے نہ تھے۔ آپ ﷺ اسے دور کرنے کی کوشش میں تھے۔ لیکن وجہ معلوم نہ ہوتی تھی۔ چھ ماہ تک یہی حالت رہی۔ ایک دن آپ ﷺ فرمانے لگے کہ عائشہ! میں نے اپنے رب سے پوچھا اور میرے پروردگار نے بتلا دیا دو شخص آئے۔ ایک میرے سرہانے بیٹھا ایک پائیتوں سرہانے والے نے اس دوسرے سے پوچھا۔ ان کا کیا حال ہے؟ دوسرے نے کہا ان پر جادو کیا گیا۔ پوچھا۔ کس نے جادو کیا ہے؟ کہا لبید ابن اعصم نے جو بنو زریق کے قبیلے کا ہے۔ جو یہود کا حلیف ہے اور منافق شخص ہے کہا کس چیز میں؟ کہا سر کے بالوں اور کنگھی میں، پوچھا۔ رکھا کہاں ہے؟ کہا تر کھجور کے درخت کی چھال میں پتھر کی چٹان تلے۔ ذروان کے کنویں میں، پھر رسول اللہ ﷺ اس کنویں کے پاس تشریف لائے اور اس میں سے وہ سب چیزیں نکلوائیں اور ان میں ایک تانت تھی جس میں بارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں اور ہر گرہ پر ایک سوئی چبھی ہوئی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ دو سورتیں (الفلق اور الناس) اتاریں۔ رسول اللہ ﷺ ایک ایک آیت ان کی پڑھتے جاتے تھے اور ایک گرہ ان کی خود بخود کھلتی جاتی تھی۔ جب یہ سورتیں پوری ہوئیں وہ سب گرہیں کھل گئیں اور آپ ﷺ بالکل شفایاب ہو گئے۔

نظر بد اور ہر مرض کے لئے مسنون دعا

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے محمد (ﷺ) کیا آپؐ بیمار ہیں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ تو جبرائیل علیہ السلام نے یہ دعا پڑھی: بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ مِنْ کُلِّ دَآءٍ یُّوْذِیْکَ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ حَاسِدٍ وَ عَیْنِ اَللّٰہُ یَشْفِیْکَ. اللہ تعالیٰ کے نام سے میں دم کرتا ہوں ہر اس بیماری سے جو تجھے دکھ پہنچائے اور ہر حاسد کی برائی اور

بدنظر سے اللہ تجھے شفا دے۔"

جابر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نظر بد لگنے پر یہ پڑھ کر دم کرتے:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ حَرَّهَا وَ بَرْدَهَا وَوَصَبَهَا.

"اللہ کے نام سے (پڑھتا ہوں) اے اللہ اس کی گرمی اور سردی اور اس کی تکلیف اور مصیبت دور کر دے۔" پھر اس سے کہے اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا۔ (نسائی۔ ابن ماجہ)

دیوانگی کا علاج

دیوانہ کو تین دن تک صبح شام سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کرے۔ جب ختم کرے تو لعاب دہن اس پر ڈال دے۔ (ابو داؤد، نسائی)

بچھو اور سانپ کے کاٹے کا علاج

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کو نماز میں بچھو نے کاٹ لیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بچھوؤں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ کہ نہ نمازی کو چھوڑتا ہے، نہ بے نمازی کو۔ پھر آپ ﷺ نے نمک اور پانی منگوایا۔ آپ ﷺ اس ڈنگ کی جگہ پر ملتے جاتے تھے اور قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھتے جاتے تھے۔"

(طبرانی می الصغیر)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے چند لوگ عرب کے کسی قبیلہ کے پاس پہنچے۔ اس قبیلہ کے لوگوں نے ان کی ضیافت نہ کی۔ وہ لوگ وہیں تھے کہ اس قبیلہ کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا تو انہوں نے پوچھا کہ تمہارے پاس کوئی دوا یا جھاڑ پھوک کرنے والا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ ہاں مگر تم نے ہماری مہمانداری نہیں کی۔ اس لئے ہم کچھ نہیں کریں گے۔ جب تک کہ تم لوگ ہمارے لئے کوئی چیز متعین نہ کر لو۔ اس پر ان لوگوں نے چند بکریوں کا دینا منظور کیا۔ انہوں نے سورۃ فاتحہ پڑھنی شروع کی اور لعاب دھن جمع کر کے اس پر ڈال دیا۔ تو وہ آدمی اچھا ہو گیا۔ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) بکریاں لے کر آئے۔ تو (دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم)

نے کہا ہم نہیں لیں گے۔ جب تک کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت نہ کرلیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے نبی ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا۔ تو آپ ﷺ ہنس پڑے فرمایا کہ تم کو کیسے معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ منتر ہے۔ تم اس کو لے لو اور ایک حصہ میرا بھی اس میں لگا دینا۔ (بخاری)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے جس مرض میں وفات پائی۔ اس میں اپنے اوپر معوذتین پڑھ کر دم کرتے۔ جب آپ ﷺ کو زیادہ تکلیف ہوتی تو میں اس کو پڑھ کر آپ پر دم کرتی اور آپ کے ہاتھ کو آپؐ کے جسم پر برکت کے لئے پھیر دیتی۔ میں نے پوچھا۔ کس طرح دم کرتے تھے فرمایا کہ اپنے دونوں ہاتھوں پر پھونکتے تھے پھر ان دونوں کو اپنے چہرے پر پھیرتے تھے۔

بیہوشی کا علاج

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ جبکہ میں بیمار تھا۔ تو میرے پاس عیادت کے لئے تشریف لائے۔ دونوں پیادہ تھے مجھے بیہوش پایا۔ نبی ﷺ نے وضو کیا۔ پھر وضو کا بچا ہوا پانی مجھ پر چھڑکا۔ جس سے ہوش آ گیا۔ میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ (تشریف فرما) ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں اپنے مال کو کیا کروں؟ تو آپؐ نے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ یہاں تک کہ میراث کی آیت نازل ہوئی۔ (بخاری شریف)

سائب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میری خالہ مجھ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئیں اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میری بہن کے بیٹے کو درد کی تکلیف ہے۔ تو آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا کی۔ پھر وضو کیا اور آپ ﷺ کے وضو کا بچا ہوا پانی میں نے پیا اور آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ تو میں نے آپ ﷺ کو دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت کو دیکھا۔ جو حجلہ عروسی کی گھنڈی کی طرح تھی۔ (بخاری)

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی مریض کے پاس تشریف لے جاتے یا آپ ﷺ کے پاس کوئی مریض لایا جاتا تو فرماتے:

اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا.

”اے آدمیوں کے پروردگار تکلیف کو دور کر دے۔ شفا دے۔ تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری ہی شفا ہے ایسی شفا جو مرض کو نہ چھوڑے۔“ (بخاری شریف)

ہمزاد تابع کرنے کے ناجائز طریقے

جب آسیب اور جادو وغیرہ کے اتارنے کا مسنون طریقہ اور چند دوسری دعائیں جو احادیث سے ثابت ہیں درج کر دی گئی ہیں۔ اب رہا ”جن و ہمزاد وغیرہ کو تابع کرنا اور عملیات“ چونکہ ایسی باتوں کا ثبوت رسول اللہ ﷺ سے نہیں ملتا اس لئے ان کاموں میں جدوجہد کرنا گمراہی ہے۔

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ (ہر خطبہ کے شروع میں فرمایا کرتے) اللہ تعالیٰ کی حمد کے بعد معلوم ہونا چاہیے کہ سب سے بہتر اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے اور بدترین وہ بات ہے جو نئی نکالی گئی ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے (مسلم)۔ بعض لوگوں نے جن و ہمزاد کو تابع کرنے کے عملیات کی کتابیں لکھی ہیں۔